اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث

الشاہ رفیع الدین الدہلوی

بتصحیح وتقدمہ

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم

ناشر

ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کتب مؤلفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر

و دیگر مطبوعات ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

گوجرانوالہ

نمبر	کتاب	پیسے	روپے
۱	المنہاج الواضح (راہ سنت)	۵۰	۳
۲	تبرید النواظر	۷۵	۲
۳	گلدستہ توحید	۷۵	۱
۴	دل کا سرور	۰۰	۲
۵	چراغ کی روشنی	۰۰	۱
۶	آئینہ محمدی	۳۷	۰
۷	بانی دار العلوم دیوبند	۰۰	۱
۸	چالیس دعائیں	۵۰	۰
۹	ازالۃ الریب عن مسئلہ علم غیب	۰۰	۸
۱۰	البیان الازہر ترجمہ فقہ اکبر	۵۰	۰۰
۱۱	انکارِ حدیث کے نتائج	۰۰	۲
۱۲	عیسائیت کا پس منظر	۲۵	۱
۱۳	مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ	۵۰	۳
۱۴	طائفہ منصورہ	۵۰	۲
۱۵	مجموعہ رسائل حضرت شاہ رفیع الدینؒ	۰۰	۲
۱۶	تفسیر آیت النور	۲۵	۱

یہاں سے طلب فرمائیے

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ (مغربی پاکستان)

۲۔ ماسٹر اللہ دین ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

بخدمت گرامی جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی

اسرار المحبۃ

للشیخ المحقق المتقن الصوفی الحکیم المحدث الشاہ رفیع الدین الدہلوی

بتصحیح و تقدمہ

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

(طبع اوّل)

مقام اشاعت ــــ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تعداد ــــ ایکہزار

تاریخ ــــ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

ناشر ــــ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

مطبع ــــ اشرف پریس لاہور

قیمت ــــ 4-75

ملنے کے پتے

(۱) ناظم ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۲) ماسٹر اللہ دین صاحب ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

(کتبہ عبدالعزیز سرگودھوی)

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشتملات کتاب پر ایک نظر:۔

اس کتاب کے تین اجزا ہیں،

۱۔ تحصیل

۲۔ تذییل

۳۔ تفصیل

خطبہ کے بعد مصنفؒ نے محبت سے بحث کرنے والوں کے طبقات کا ذکر کیا ہے، مثلاً اربابِ شریعت، صوفیہ کرامؒ، حکماء، اور شعراءؒ، اور ساتھ ہی کتاب کی تصنیف کا اجمالی داعیہ ذکر کیا ہے، دیباچہ کے بعد سب سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے

تحصیل:۔

کو جگہ دی ہے، جس میں محبت کی حقیقت اور اس کے اقسام اور مختلف شعبے مثلاً محبت الٰہیہ، محبت بشریہ، محبت جامعہ، پھر ان میں سے ہر ایک کی مختلف قسمیں، مثلاً پہلی قسم کے دو شعبے ہیں،

محبۃ من اللہ

اور محبۃ مع اللہ

اور دوسری قسم کے بھی دو شعبے ہیں،

محبۃ طبعیہ

محبۃ عرضیہ

اور تیسرے شعبے کی ایک ہی قسم یعنی محبت مرکبۃ ہے،

پھر اس کے بعد ہر ایک شعبے کی پوری تفصیل و تشریح بیان کی ہے۔

چنانچہ پہلے شعبے میں محبت ذاتیہ اور اسمائیہ کی تحقیق بیان کی گئی ہے، اور اس شعبہ میں دو نکتے بیان کئے ہیں،

پہلے نکتہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تربیت (تربیۃ اللہ تعالیٰ) دو قسموں میں منقسم ہے

تربیۃ ایجاد

تربیۃ ارشاد

اور پھر محبت کی مختلف شاخیں اور فروع کا بیان، مثلاً اجتبا، ہدایت، توفیق، امتحان، تجاوز، تثبیت، تقریب، اخلاص، تکریم، تفضیل، شکر وغیرہ۔

دوسرے نکتہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت بندوں کے ساتھ (محبۃ اللہ تعالیٰ مع العباد) کے وجوہ و اسباب اور اس کی مختلف اقسام کا بیان،

دوسرے شعبہ میں، محبت کا فیضان مختلف نفوس پر، اور کیفیت ظہور محبت، اور اس کی نشو و نما، اور مراتب قوت و ضعف، محبت کی کشمکش عقل کے ساتھ، اور محبت کی تبدیلیاں پوری تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، آخر میں بعض مشکل مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے،

شعبہ ثالثہ میں اتحاد کے اسباب، اتحاد سے محبت کا ظہور، اور افتراق سے انقطاع کا رونما ہونا، اور پھر مناسبات محبت کا بیان، پھر شاہ صاحبؒ نے بیان کیا ہے کہ "اصول المناسبات" پانچ ہیں۔

۱- معانی روحانیہ

۲- اوضاع سماویہ

تناسب فی اقدار الاخلاط [۳]

تناسب فی القوی [۴]

اور وہ اسباب جو کسی قاسر کی طرف راجع ہوتے ہیں، [۵]

شعبہ رابعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان موجودات کی تمام قوتوں کا جامع ہے، خواہ وہ قوتیں ارضی ہوں، یا سماوی، عنصری، یا معدنی، ملکی ہوں، یا حیوانی وغیرہ،

پھر محبت کے مختلف الوان، اور اغراض متفرقہ کا بڑی بسط سے ذکر کیا ہے،

شعبہ خامسہ میں مدارک عامہ اور خاصہ کا محبت میں مختلف اور متفاوت ہونا بیان کیا ہے، قرب و معیت کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے، معیت حق، اور معیت رسول کا بیان، اور پھر محبت حق سے مستفید ہونے کے شرائط کا تعین کیا ہے،

احیاء و اموات کے ساتھ محبت اور اس کے نتائج و فوائد کا بیان، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کے ساتھ محبت کی حقیقت اور اس کی وجہ اور نتائج و ثمرات وغیرہ کا بیان،

تذئیل :-

اس میں کتاب (اسرار المحبۃ) کی تصنیف کا سبب بیان کیا ہے اور وہ خط و کتابت درج کی ہے جو خواجہ حسن مودودی لکھنوی رح نے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے ساتھ کی تھی جس میں محبت کے مختلف نکات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اور اسی سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محبت کے حقوق کیا ہیں، اور طرفین کے لئے محبت کن شرائط کے ساتھ مفید ہو سکتی ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کفار کو بھی اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت ہوتی ہے لیکن انکی محبت میں نقص ہوتا ہے پھر اسکی تفصیل بیان کی ہے۔ اور اسی وجہ سے عالم آخرت میں یہ محبت ان

کے لئے کارگر ثابت نہ ہو سکے گی۔

اس حصہ میں شاہ صاحبؒ نے "ہو معکم" میں معیت کا مفہوم متعین کیا ہے، اور اس کا مصداق "محبت ذاتیہ" کو ٹھہرایا ہے، لیکن "المرء مع من احب" میں معیت کو اطلاق پر چھوڑا ہے اور اس کی علت اور وجوہات بیان فرمائے ہیں۔

عالم آخرت ایک ایسا گھر ہے جس میں حیات (زندگی) مکمل طور پر پائی جائیگی۔ اور اسی وجہ سے "نفس الامری حقائق" کا انکشاف تام اور ظہور کامل، صحیح اور اصلی شکل میں صرف اسی گھر (جہان) میں ہو سکیگا دنیا میں چونکہ حیات ناقص ہے۔ اس لئے "حقائق نفس الامری" کا پوری طرح انکشاف نہیں ہو سکتا، اس ذیل میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ "محبت روحانی" کا خصوصی حکم اور امتیازی شعار اطاعت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار اہل بیت میں ہونا ہے،

تطہیر اہل البیت کا مفہوم، ولایت عرفانیہ کا بیان، اور یہ کہ جو شخص اولیاء اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ان کی اقتدا و اطاعت نہیں اختیار کرتا، تو ایسا شخص کذاب ہے جس کے سر پر سودا، باطل سوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے خواص، صفات اولیاء کرام، آخر میں حضرت شاہ صاحبؒ نے محبت طبعیہ کا امام قیس (مجنون) کو قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل:-

اس مبحث میں تحصیل کی بعض مجمل اور مبہم باتوں کی وضاحت اور تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور درجات محبت کی تفصیل، اور یہ کہ ادنیٰ درجہ محبت کا وہ ہے جو اعیان جمادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ شعور کے تابع ہے، تیسرا درجہ اعیان شاعرہ کے ساتھ، اور چوتھا درجہ حس (یا حسن) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اور سالکین اور واصلین کے مراتب کی تفصیل،

موت کے بعد باہم تجاذب کے شواہد اور ان کی شرح، اور پھر اس ضمن میں عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات اور حکایات کا ذکر اور ان کے باریک اور دقیق اسرار کا بیان،

محبت کی تاثیر اور اس کی شرح و تفسیر جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے بیان فرمائی ہے، اور "احتلام الخواص" کی تشریح، انبیاء علیہم السلام کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ اور اکمل ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں پانچ اولو العزم انبیاء علیہم السلام یعنی حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور خاتم النبیین سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کے مراتب اور درجات محبت، اور ان کے مقامات کے تعین کا عجیب وغریب اور انوکھے طریق پر بیان،

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی چیز کی طرف توجہ کرنا کس طرح ہوتا ہے، اور اس کے اسباب کیا ہیں اور پھر جا بجا عمیق ابحاث آپ کو ملیں گے،

قصیدۂ شیخ الرئیس :-

اس کے بعد کتاب میں شیخ ابن سینا کا قصیدہ درج کیا ہے (یہ قصیدہ شیخ کے دیوان مطبوعہ طہران میں موجود ہے) جس میں شیخ نے پوچھا ہے کہ نفوس کا ابدان واجسام میں اترنا کیوں ہوا؟ نفوس یا ارواح کے ابدان میں اترنے کے بارہ میں شیخ نے سوال کیا ہے اور اس کی حکمت اور لِمَ دریافت کی ہے،

قصیدۂ عینیہ :-

شیخ ابن سینا کے جواب اور رد میں شاہ رفیع الدینؒ نے ایک قصیدہ لکھا ہے یہ ایک طویل اور نہایت ہی عمدہ قصیدہ ہے جو ۲۵۱ اشعار پر مشتمل ہے، اس قصیدہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے حکمت ولی اللّٰہی کے مطابق نفوس کا ابدان کے ساتھ تعلق بیان کیا ہے، اس میں خالص ولی اللّٰہی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر ابن سینا کا رد کیا ہے اور ساتھ ہی فلسفہ اشراقیہ، اور مشائیہ کا بھی ضمناً رد کیا ہے اور ان فلسفوں کی کمزوری ظاہر کی گئی ہے۔

قصیدہ احمد شوقی :-

اس کے بعد ہم نے احمد شوقی کا ایک قصیدہ جو ابن سینا کے قصیدہ کے وزن اور کافیہ میں لکھا گیا ہے اور اس شاعر نے بھی نفس کے بارہ میں اپنی شاعرانہ بساط کے مطابق یہ قصیدہ لکھا ہے اور یہ بھی ابن سینا کے قصیدہ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے، زبان کی شائستگی اور خیال کے لحاظ سے یہ بھی بہت اچھا قصیدہ ہے نفس موضوع کی مناسبت سے ہم نے اس کو یہاں نقل کر دیا ہے جو قائین کرام کیلئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مخمس :-

اس کے بعد حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا ایک مخمس ہے جو حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ نے نفس کے بارہ میں کوئی قصیدہ لکھا تھا، اس پر شاہ رفیع الدینؒ نے تخمیس لگائی ہے۔ اس کا موضوع بھی نفس کا ابدان کے ساتھ تعلق کائنات کی تخلیق اور ارتقاء اور نوع انسانی کا درجہ کمال تک پہنچنا مسئلہ وحدۃ الوجود، وحدت اور کثرت کا ارتباط وغیرہ اس میں بیان کیا گیا ہے اس لئے اس مخمس کو ہم نے یہاں درج کر دیا ہے۔

قصیدہ معراجیہ :-

آخر میں ہم نے شاہ رفیع الدینؒ کا ایک عمدہ قصیدہ درج کیا ہے جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل اور فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ بھی ایک عمدہ قصیدہ ہے، مؤخر الذکر دونوں قصیدے (مخمس اور معراجیہ) "حیات ولی" سے لئے گئے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کی سوانح حیات ہے جس کے مصنف شیخ رحیم الدین دہلویؒ ہیں، ان دونوں قصیدوں میں بہت غلطیاں تھیں جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے ان اغلاط کی تصحیح کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی جا بجا کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، اہل علم حضرات پر اگر وہ واضح ہوں تو ہمیں

بھی مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

کتاب کی اہمیت اور افادیت پر اجمالی نظر۔

یہ کتاب حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے خواص کے لئے لکھی ہے جیساکہ امام الانقلاب و زعیم السیاسۃ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی دیوبندیؒ نے فرمایا ہے "خواص کے لئے امام ولی اللہؒ کے فلسفہ کی تشریح میں مولانا رفیع الدینؒ نے "اسرار المحبۃ" اور "تکمیل الاذہان" کے مختلف رسائل لکھے، حملۃ العرش" کی تحقیق میں انکا رسالہ اس قدر اعلیٰ فکر دیتا ہے کہ امام عبدالعزیزؒ نے وہ رسالہ اپنی تفسیر میں نقل کر دیا ہے ایسا ہی تفسیر آیت النور" میں انکا رسالہ بے نظیر ہے"۔ (حزب امام ولی اللہ دہلویؒ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ ص۱۱۹)

نیز اس کا ثبوت خود کتاب میں بھی ملتا ہے، جہاں شاہ رفیع الدینؒ اپنے والد گرامی کی تصنیفات کا حوالہ دیتے ہیں اور ان میں بیان کردہ بعض باتوں کی تشریح صراحۃً فرماتے ہیں بعض کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں، اور بعض باتیں ضمناً ذکر کرتے ہیں، جیساکہ تفصیل میں تفہیمات، لمحات، سطعات اور ہوامع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح ایک مقام میں خیر کثیر اور بدور بازغہ کا ذکر کیا ہے یہ تمام کتابیں حکمت ولی اللہی کا خزانہ عامرہ ہیں، اور ان میں بہت زیادہ مضامین عالیہ بیان کئے گئے ہیں، نیز ان کتب میں بعض اصطلاحات جدیدہ اور مسائل دقیقہ اور اسرار غامضہ کا بیان ہے حضرت شاہ رفیع الدینؒ ان کو اہل علم کے اذہان کے قریب کرتے ہیں اور ان کی تفصیل و تشریح فرماتے ہیں لیکن ایک شرح کی طرز پر نہیں بلکہ اپنے مخصوص حکیمانہ طریق پر کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ چیز خود واضح ہو جاتی ہے۔

سطعات اور ہمعات کے بعض مطالب کو شاہ رفیع الدینؒ نے تفسیر آیت النور میں حل کیا

ع۔ رسالہ حملۃ العرش جو مجموعہ رسائل میں درج ہے اور "تفسیر آیت النور" یہ دونوں نہایت اہتمام سے عمدہ کاغذ پر ستعلیق کتابت سے ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے تحت شائع ہو چکے ہیں ۱۲ سواتی

ہے۔ الغرض کہ یہ کتاب "اسرار المحبۃ" بھی حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ کی بہت سی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کلید کا کام دینے کے علاوہ اپنے موضوع کی جدت اور نکات آفرینی کے لحاظ سے بیمثال کتاب ہے لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ کی یہ کتاب جو اپنی نوعیت موضوع اور مشتملات کے اعتبار سے بالکل ہی انوکھی اور بہت ہی بلند مرتبہ کتاب ہے اس سے قبل طباعت کے جامہ سے آراستہ نہیں ہو سکی، محبت جیسے ایک نہایت ہی لطیف وصف کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مختلف پہلو معلوم کرنے کس قدر ضروری ہیں، محبت الٰہیہ اور محبت بشریہ، کی تفصیل معلوم کرنا اہل علم میں سے ہر شخص کے لئے از حد ضروری امر ہے، خواص اس کی توضیح وتشریح کیلئے یقیناً ہر آن مشتاق ہونگے جس سے اس کتاب کی اشاعت وافادیت کا پہلو بخوبی روشن ہے اس لئے اس کتاب کی طباعت واشاعت پر ہمیں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالے ہمارے لئے اور تمام اہل علم حضرات کے لئے اس سے استفادہ آسان کردے۔ آمین

کتاب کی ادبی حیثیت :-

ایک خاص پہلو اس کتاب کی اہمیت کا یہ بھی ہے کہ عربی ادبیات کے سلسلہ میں اس کتاب کا شمار یقیناً ادبیات عالیہ میں ہوگا، اس لئے کہ موضوع کی عظمت کے علاوہ اس میں زبان کی پاکیزگی اور سلامت انتہائی درجہ کی پائی جاتی ہے، فصاحت وبلاغت اور اظہار مافی الضمیر کے لئے جس قسم کے الفاظ شاہ صاحبؒ نے چنے ہیں وہ نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے، پھر سلسلہ محبت کی تفہیم میں مختلف اشعار کا انتخاب اور پھر عمدہ قصائد، ان تمام امور پر جب اہل علم حضرات غور فرمائینگے تو یقین ہے کہ کسی بھی عربی ادب کی کتاب سے اس کتاب کے درجہ و مرتبہ کو کم نہ پائینگے بلکہ اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر ان سے ممتاز ہی پائینگے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی تصنیفات :-

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کا کچھ اجمالی سا تعارف ہم نے شاہ صاحب کی دوسری کتاب "مجموعہ رسائل" کے مقدمہ میں لکھا ہے، اگرچہ شاہ صاحبؒ کی تمام کتابوں کا ذکر نہیں صرف چند ایک کتابیں جو ہمیں معلوم ہو سکی تھیں، انہیں کا کسی قدر ہم نے تعارف کرایا۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر شاہ رفیع الدینؒ کی بعض قیمتی کتابیں ایسی ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں۔ اور اکثر ابھی تک طبع نہیں ہو سکیں اور بعض تو بالکل ہی معدوم ہیں، شاید زمانہ کی دست درازی انہیں ضائع کر چکی ہے۔

ہم یہاں شاہ رفیع الدینؒ کی بعض اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ذکر مختلف تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، یا جو ہمیں معلوم ہو سکی ہیں۔

صاحبؒ نزہۃ الخواطر اور صاحبؒ حدائق الحنفیہ نے شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف کا ذکر کیا ہے مثلاً صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ صاحبؒ کی مصنفات کی جو فہرست دی ہے اس میں مندرجہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

اسرار[۱] المحبۃ، تفسیر[۲] آیت النور، دمغ[۳] الباطل، رسالہ[۴] فی العروض، رسالہ[۵] فی مقدمۃ العلم، رسالہ[۶] فی التاریخ رسالہ[۷] فی اثبات شق القمر وابطال البراہین الحکمیہ، رسالہ[۸] فی تحقیق الالوان، رسالہ[۹] فی آثار القیامۃ، رسالہ[۱۰] فی الحجاب، رسالہ[۱۱] فی برہان التمانع، رسالہ[۱۲] فی عقد الانامل، رسالہ[۱۳] فی شرح اربعین کافات، رسالہ[۱۴] فی المنطق، رسالہ[۱۵] فی امور العامہ، حاشیہ[۱۶] علی میر زاہد رسالہ، تکمیل[۱۷] الصناعۃ، تخمیس علی بعض القصائد لوالدہؒ

ے صاحب نزہۃ الخواطر حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جو حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے مبارک خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ تھے جن کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ عرصہ تک وہ بھی ندوۃ العلماء کے ناظم رہے اور چھوٹے صاحبزادے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ہیں جو اپنی علمی دینی اور ملی خدمات کی وجہ سے تعارف سے بے نیاز ہیں، آجکل آپ ہی ندوۃ العلماء کے ناظم ہیں اطال اللہ حیاتہ و ادام فیوضہ حضرت مولانا سید عبدالحی صاحبؒ نے اردو زبان میں گل رعنا کے نام سے ایک نہایت ہی عمدہ تذکرہ لکھا ہے، اور نزہۃ الخواطر عربی زبان میں متعدد جلدوں میں ہندوستان کے ایک خاص عہد کا علمی، ثقافتی اور تاریخی تذکرہ ہونے کے علاوہ حیرت انگیز معلوماتی کتاب ہے جو غالباً حیدرآباد دکن میں دائرۃ المعارف سے طبع ہوئی ہے ۱۲ سواتی

(باقی حاشیہ بر ص ۱۳)

قصیدہ[۱۹] عارض بہا قصیدۃ شیخ الرئیس ابی علی بن سینا (العینیہ)

اس کے بعد صاحب "نزہۃ الخواطر" لکھتے ہیں۔ "ولہ غیر ذالک من المؤلفات الجیدۃ" جس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب نزہۃ الخواطر نے شاہ رفیع الدینؒ کی تمام کتابوں کا استقصا نہیں کیا۔ اور صاحب "حدائق الحنفیہ" نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں میں ایک کتاب "راہ نجات اردو" کا تذکرہ بھی کیا ہے اسی طرح ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے اپنے ایک مقالہ میں جو انہوں نے "اردو ترجموں کی نوعیت اور اہمیت" کے سلسلہ میں انگریزی زبان میں لکھا تھا اور جس کا اردو ترجمہ "نگار پاکستان" جنوری ۱۹۶۳ء کے ص ۱۹-۲۲ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ڈاکٹر موصوف نے شاہ رفیع الدینؒ کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر[۱] سورۃ البقرہ

تنبیہ[۲] الغافلین

اور یہ تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے بنام "تفسیر رفیعی" شاہ رفیع الدینؒ کے ایک شاگرد کے فرزند نے ۱۲۷۲ھ میں طبع کرائی تھی۔ اور اس کے حاشیہ پر تفسیر مولانا یعقوب چرخیؒ بھی طبع کرائی گئی تھی (دیکھو مضمون مولانا عبد الحلیم چشتی فاضل دار العلوم دیوبند، مندرجہ ماہنامہ "بینات" رمضان ۱۳۸۵ھ)

صاحب نزہۃ الخواطر نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض کتب کا دیگر تذکرہ نگاروں نے بھی کیا ہے مثلاً صاحب حدائق حنفیہ نے رسالہ "معجزہ شق القمر" اور رسالہ "علم العروض" کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ رسالہ "شق القمر" کا ذکر مولانا نظام الدین کیرانویؒ نے بھی حاشیہ میزان العقائد ص ۲۶ میں انشقاق القمر پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے "وفیہ کلام طویل ذکرہ مولانا الشاہ رفیع الدین قدس سرہ فی رسالتہ ان شئت الاطلاع علیہ فارجع الیہ"۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۲) ۵ صاحب حدائق حنفیہ مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ بڑے صاحب علم و فضل بزرگ تھے جنہوں نے علماء احناف کی تاریخ اردو زبان میں حدائق الحنفیہ کے نام سے لکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے جو مطبع نولکشور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ جزاہ اللہ۔ من الجزاء والحقہ بسلفہ الصالحین۔ آمین ۱۲ سواتی

صاحب "الیانع الجنی" شیخ محدث محسن تیمیؒ نے بھی شاہ رفیع الدینؒ کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اور خاص طور پر دمغ الباطل اور اسرار المحبۃ کی بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ اس کے بارہ میں لکھتے ہیں "ولہ مختصر جامع بیّن فیہ سریان الحب فی الاشیاء کلہا واوضح الناس اطوارہ یسمی "اسرار المحبۃ" قلما اتفق مثلہ لغیرہ ممن تکلم علیہا" (الیانع الجنی علی ہامش رجال الطحاوی ص۷۶) رسالہ آثار القیامت جو بنام قیامت نامہ یا علامات قیامت بارہا اصل فارسی اور اس کا اردو ترجمہ شائع ہوچکا ہے جو تقریباً ہر جگہ دستیاب ہوسکتا ہے۔

تکمیل الصناعۃ — سے اگر مراد "تکمیل الاذہان" ہے تو اس کتاب میں چار باب ہیں پہلا باب علم منطق پر مشتمل ہے دوسرے باب میں فن تحصیل تیسرے میں امور عامہ اور چوتھے باب میں فن تطبیق الآراء کا بیان۔ باب اول (منطق) کے علاوہ تینوں ابواب کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "ابجد العلوم" میں نقل کردیا ہے واللہ اعلم منطق کا حصہ انہوں نے کیوں ترک کیا ہے۔

یہ کتاب نہایت ہی اہم کتاب ہے اور یہ غالباً شاہ رفیع الدینؒ کی آخری تصنیف ہے کیونکہ یہ سنہ ۱۲۳۰ھ میں اپنی وفات سے تین سال قبل تصنیف فرمائی ہے۔

یہ کتاب بمع مقدمۃ العلم کے ہم مدرسہ نصرۃ العلوم کے ادارہ نشر و اشاعت کے تحت طبع کرا رہے ہیں واللہ الموفق۔

رسالہ مقدمۃ العلم "ابجد العلوم" میں درج ہے اور وہاں سے ہی ہم نے نقل کیا ہے۔ اور اگر تکمیل الصناعۃ، تکمیل الاذہان کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے تو اس کا علم ہمیں نہیں، خیال غالب یہی ہے کہ تکمیل الاذہان ہی مراد ہے واللہ اعلم۔

قصیدہ عینیہ اور قصیدہ معراجیہ اور مخمس ہم "اسرار المحبۃ" کے ساتھ ہی طبع کرا رہے ہیں، الدر الدراری شاہ رفیع الدینؒ کی ایک بہت ہی اہم کتاب ہے جس کا ذکر انہوں نے تکمیل الاذہان میں کیا ہے اور اسی کتاب سے تطبیق الآراء کے کچھ مباحث نقل کئے ہیں، ہمیں اس کتاب کے بارہ میں کچھ علم نہیں

کہ یہ کسی کتب خانہ میں موجود ہے یا تلف ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔ اہل علم اگر اس پر روشنی ڈالیں تو مناسب ہو گا۔

کتاب اسرار المحبۃ کی نقل :-

اس کتاب کی نقل ہم نے "مجلس علمی کراچی" کے نسخہ سے حاصل کی ہے اور "مجلس علمی" نے اس کی نقل انڈیا سے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے توسط سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا اعظمی نے ایک مکتوب میں اس کے بارہ میں یوں انکشاف فرمایا ہے۔

"اسرار المحبۃ کی نقول بھی مجلس علمی کے پاس میری ہی بھیجی ہوئی ہیں جس کو مجلس کے سرپرستوں کی خواہش پر میں نے نقل کرایا اور بھیجا ہے۔ اسرار المحبۃ کے حاشیہ پر بھی جگہ جگہ میرے قلم سے تصحیحات ہیں، فرصت نہیں تھی ورنہ اس سے زیادہ مکمل تصحیح ہو گئی ہوتی"۔

حضرت مولانا اعظمی کی ان تصحیحات سے بہت زیادہ فائدہ ہوا، لیکن پھر بھی بعض مقامات میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اس مجلس علمی سے حاصل کئے ہوئے نسخہ کا تقابل ہم نے ایک دوسرے نسخہ کے ساتھ کیا جو نسبتہً زیادہ قدیم اور صحیح تھا، یہ نسخہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع ڈائرکٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور کی ملکیت میں ہے۔ یہ نسخہ حضرت شاہ رفیع الدین رحؒ کی وفات کے تقریباً بیس برس بعد کا لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تمت بالخیر من فضلہ تعالیٰ و کرمہ و منہ، والحمد لہ والشکر لہ تم تم تم تمام شد، بندہ درگاہ روح اللہ بن محمد اسد اللہ خان ملقب بہ طوسی، کتاب ہذا لقدر میسور تصحیح نمود، ارحم الراحمین در محبت خود و محبوب خود زندہ دارد، و بزمرہ محبان خود محشور گرداند، آمین یا رب العالمین مرقوم ہژدہم جمادی الاولیٰ ۱۲۵۳ھ

یہ نسخہ بڑی حد تک صحیح اور خوشخط لکھا ہوا ہے لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ دیمک خوردہ ہے
اس لئے بعض بعض مقامات سے جملے' الفاظ' اور حروف غائب ہیں' نیز اس کے ابتدائی حصہ میں
ص کے بعد چند صفحات بھی موجود نہیں' اور اس کے علاوہ اس نسخہ کے آخر میں قصیدہ عینیہ بھی موجود نہیں'
البتہ اس نسخہ کی ایک مزید خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حاشیہ میں کہیں کہیں مصنفؒ کے قلم سے
منہیات بھی درج ہیں جن کو ہم نے تبرکاً نقل کر لیا ہے۔

الغرض کہ جہاں تک ہوسکا ہم نے اس کتاب کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے لیکن بعض مقامات
پر ہم تصحیح میں کامیاب نہیں ہوسکے بالخصوص قصیدہ کی تصحیح میں ہمیں اعتراف ہے کہ بہت کوتاہیاں
رہ گئی ہیں۔

یہ قصیدہ کتاب "جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین" للعلامۃ السید نعمان خیر الدین الشہیر بابن
الآلوسی البغدادی مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۹۸ھ میں بھی درج ہے لیکن پورے اشعار اس میں درج نہیں'
صرف ۱۱۶ اشعار ہیں۔ جبکہ قصیدہ پورے ۲۵۱ اشعار پر مکمل ہوتا ہے نقل کرنے والوں نے ان
اشعار کو بالکل ہی تقریباً مسخ کر دیا ہے۔ اس لئے بہت سے اشعار بہت زیادہ تصحیح طلب ہیں
ان کے علاوہ ہمیں کوئی اور نسخہ نہیں مل سکا تاکہ اس کے ساتھ بھی تقابل کر لیا جاتا۔

تشکر :-

سب سے پہلے ہم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب مدظلہ ناظم مجلس علمی کراچی کے شکر گذار
ہیں جنہوں نے ہمیں ان مخطوطات کی نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی صرف اجازت ہی نہیں
بلکہ ہماری خواہش پر یہ قلمی نسخے ہمارے پاس نہایت ہی فراخدلی سے بھیج دیئے اور اس کے
علاوہ بعض قیمتی معلومات اور گرانقدر مشوروں سے بھی مستفید فرماتے رہے اللہ تعالے مولانا
موصوف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرمائے۔

اسی طرح حضرت مولانا اعظمی دامت برکاتہم کے بھی ہم ازحد ممنون ہیں، جن کی نصیحات سے ہم نے فائدہ اٹھایا اور جو اپنے گرانقدر علمی مشوروں سے ہم جیسے کم علم لوگوں کو نوازتے ہیں اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم۔

اس سلسلہ میں ہم محترم مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے "اسرار المحبۃ" کا قلمی نسخہ ہمیں تصحیح کی خاطر عنایت فرمایا۔ اور وقتاً فوقتاً دیگر مفید مشورے بھی دیتے رہے۔ آپ کی اس علم نوازی اور فیاضی کے ہم شکر گذار ہیں۔

● ابھی چار پانچ ہی دن ہوئے تھے کہ یہ مقدمہ احقر نے لکھ کر تیار کیا تھا۔ اور خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کی طباعت کے بعد مولوی ڈاکٹر محمد شفیع صاحب کے پاس کتاب کا نسخہ بھیج دیا جائیگا جیساکہ اس سے قبل "مجموعہ رسائل" اور "تفسیر آیت النور" جب ان کے پاس ہم نے بھیجے تھے تو موصوف نے نہایت ہی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور ایک مکتوب میں انہوں نے شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کی اشاعت پر بہت زیادہ تحسین و آفرین فرمائی تھی۔ خیال تھا کہ اسرار المحبۃ کے طبع ہو جانے پر موصوف کو بہت زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ وہ خود بھی اس کتاب سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے ایک مکتوب میں کیا تھا۔ مگر افسوس کہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء کی شب ڈاکٹر صاحب موصوف پر کوس رحلت بج گیا۔ اور وہ اس عالم آب و گل سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت سے کسے مفر ہے۔ ؎

انا الموت الذی آتی علیکم

فلیس لھارب منی نجاء (جریر) ●

ہم حضرت مولانا محمد ابوالخیر صاحب اسدی مدظلہ (مخدوم رشید ملتان) کے بھی شکر گذار ہیں، جنہوں نے ہماری خواہش اور طلب پر "جلاء العینین" سے قصیدہ عینیہ نقل کر کے ارسال فرمایا جزاہ

اللہ خیر الجزاء

حضرت مولانا عبد القیوم صاحب مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم نے کتاب کی تصحیح میں تعاون فرما کر ہمیں ممنون احسان بنایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ فاضل نوجوان عزیز مولوی عزیز الرحمٰن صاحب (فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ انہوں نے کتاب کے مسودات نقل کر کے ہمارے کام میں تعاون کیا اور ہمارے بوجھ کو ہلکا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مولوی عبد العزیز صاحب (فاضل دار العلوم دیوبند، ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم و ناظم شعبہ نشر و اشاعت) کا بھی ہم بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی کتابت کا بیڑا اٹھایا اور حسن سعی سے اس کی کتابت کی۔

آخر میں ہم ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنے کرم بے پایاں سے نوازے۔

جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں تو اس عاجز مصحح کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان اکابر کے طفیل ان کی جماعت کے ساتھ ہی وابستہ رکھے اور ان کے علوم و فیوض سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

حضرت شاہ رفیع الدین رح کے حالات:۔

ابجد العلوم، البیانع الجنی۔ نزہۃ الخواطر اور حدائق الحنفیہ کے علاوہ شاہ صاحب رح کے حالات ان کی تصنیفات اور علمی خدمات پر لائیڈن انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (طبع اول) میں ایک مفصل مقالہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب نے سپرد قلم کیا ہے اس میں حضرت شاہ صاحب رح کے حالات کا ذکر ہے۔

شاہ رفیع الدین رح کی ولادت ۱۱۶۳ھ میں ہوئی ہے اور وفات ستر سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ جیسا کہ بشیر الدین احمد صاحب نے "واقعات دہلی" مطبوعہ ۱۹۱۸ء ج ۲ ص ۵۸۸ میں لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ علوم ولی اللہی کی نشر و اشاعت اور تفہیم و تسہیل میں حضرت شاہ عبد العزیز رح کے ساتھ ساتھ شاہ رفیع الدین رح نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب شاہ عبد العزیز رح کی حیات میں شاہ رفیع الدین رح کی وفات ہو گئی تو شاہ عبد العزیز رح اس سے بہت متاثر ہوئے، چنانچہ شاہ عبد العزیز رح کے ملفوظات جمع کرنے والے نے شاہ رفیع الدین رح کے جنازہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ "جب شاہ رفیع الدین رح کو لوگ دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس وقت حضرت شاہ عبد العزیز رح نے ایک خاص کیفیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "مرا چار رشتہ بود یکے برادر حقیقی، دوم قبلہ گاہی (حضرت شاہ ولی اللہ رح) مرا بہ تقریبے دادند کہ فرزند تست، سیوم شیر دا بہ من نوشید، چہارم شاگرد" نیز جامع ملفوظات نے لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز رح باوجود نابینا ہونے کے ان کی چارپائی اٹھانے کی کوشش، اور انتہائی ضبط کی کوشش کے باوجود، بار بار بلبلا اٹھنا اور فرمانا کہ "چہ گویم من طاقتے ندارم" (تذکرہ شاہ ولی اللہ رح از مولانا مناظر احسن گیلانی رح)

تصحیح :-

ہم سے جہاں تک ہو سکا "مجلس علمی کراچی" اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کے ذاتی نسخہ کو سامنے رکھ کر دونوں کا تقابل کیا۔ اور بعض مقامات پر اپنی دانست کے مطابق بھی بعض اغلاط کی درستگی اور تصحیح کر دی۔ اور اس کے علاوہ ان دونوں مذکورہ بالا نسخوں (مجلس علمی والا نسخہ اور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب والا نسخہ) کا تفاوت بھی جا بجا حاشیہ میں ظاہر کر دیا ہے، اور بعض مقام پھر بھی رہ گئے ہیں جن کی تصحیح کما حقہ نہیں ہو سکی۔ ہم اہل علم سے درخواست کرینگے کہ وہ اس طرف

توجہ مبذول فرمائیں - اور جو مقامات ہماری تصحیح سے رہ گئے ہیں ان کی تصحیح فرمائیں اور ہمیں بھی اطلاع دیکر شکریہ کا موقعہ دیں -

قلمی کتابوں کی تصحیح ایک نہایت ہی مشکل اور دشوار سا معاملہ ہے اور اس سلسلہ میں ہمیں اپنی علمی بے بضاعتی کا بھی پورا احساس اور اعتراف ہے - اہل علم اس کی تلافی کر سکتے ہیں ، واللہ المیسر والموفق -

رموز :-

کتاب کے حاشیہ میں جہاں "ش" اس سے مراد "اسرار المحبۃ" کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب ڈائرکٹر آف انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور (سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور) کی ملکیت میں اور ان کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے - اور جہاں حاشیہ میں "مولانا اعظمی" ہوگا اس سے مراد سید الفقہاء تاج العلماء رئیس المحدثین و شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی دامت برکاتہم (فاضل دار العلوم دیوبند و مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم مئو اعظم گڈھ یوپی - انڈیا) کی ذات گرامی ہوگی -

عبد الحمید سواتی
خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ
(مغربی پاکستان)

شوال سنہ ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ بکمال المحبۃ والصلوۃ علی حبیبہ محمد احب الاحبۃ وعلی الہ ومن صحبہ وتبعہ واحبہ اما بعد فیقول العبد المسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین ان المحبۃ وصف شریف و حال لطیف فہی بنفسہا لذیذۃ فی الوجدان غایۃ اللذۃ وہی ناشئۃ عن کمال باہر فی المحبوب وکاشفۃ عن اندماج سر فاخر من ذلک الکمال فی المحب ومنبئۃ عن بلوغ معرفتہ الی ذلک الکمال من حیث ہو کمال وہی اذا وافت محلہا ووقعت علی اہلہا بسبب[1] لعدۃ مراتب اقترابیۃ و نصفاء فکرۃ وجودۃ رویۃ ولتہذیب کثیر من الاخلاق الفاضلۃ ولمباشرۃ جمیع من الاعمال الصالحۃ و لوثاقۃ جملۃ من الروابط النافعۃ فی الدنیا والآخرۃ واذا صادفت غیر محلہا ووقعت علی غیر اہلہا فہی مدخل جم من الفتن الدینیۃ والدنیویۃ حتی ورد التحذیر عنہ بان "المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل[2]" وہی شرط لکسب کل کمال وھی وسیلۃ للترقی الی مقامات الفناء والبقاء والمملکۃ الکبیرۃ فی دار الجزاء والمناصب الدنیویۃ ذات العزۃ والاعتلاء وقد اعتنی بالبحث عنہا مع استیلائہا علی الناس قاطبتہم فرق منہم اربع۔

اولہم ارباب الشرائع فقد وقع فی الانجیل ان الیہود امتحنوا روح اللہ علیہ السلام بان ای احکام التوراۃ اعظم فقال ان تحب اللہ بکل قلبک وان تحب لاخیک ما تحب لنفسک وقد تواتر عن حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان شعبہا وفوائدہا واحکامہا ما لا یبلغہ الاحصاء والاستیفاء۔

---

(۱) فی "ش" فہی سبب ۱۲ سواتی

(۲) رواہ احمد من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی وابوداود والبیہقی فی شعب الایمان۔ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب وقال النووی اسنادہ صحیح۔ مشکوۃ ج ۲ ص ۴۲۶ ۱۲ سواتی

وثانیہم اصحاب التصوف فقد روی عن اکابر الصوفیۃ سلفاً وخلفاً رموز منہا دقیقۃ ومعاملۃ فیہا وقیعۃ[1] وافرد لاحکامہا فواتح الجمال للشیخ احمد الغزالی واللمعات للشیخ فخر الدین العراقیؒ وفی المثنوی الجلالی منہا بحار وامواج وفی شرح الخمریۃ للسید علی الہمدانی والمولی الجامیؒ تفصیل واسفار وفی احیاء العلوم وآخر عین العلم منہا باب وفی الفتوحات للمحبۃ والخلۃ والاخوۃ ابواب وفی العوارف للمحبۃ باب وغیر ذلک مما لا یرجیٰ عدہ وتعدادہ

وثالثہم الحکماء فقد افرد ابو علی بن سینا رسالۃ فی العشق وبسط فیہ الکلام الصدر الشیرازی فی الاسفار الی غیر ذلک وما عدوا من الامراض الدماغیۃ السوداویۃ الا المراتب الغالیۃ من بعض اقسامہ الردیۃ ورابعہم الشعراء عربہم وعجمہم وہنودہم نشروا اسرارہا ونظموا حکایاتہا وانی کنت قدیما اذکر بین اصدقائی منہا ابحاثا شریفۃ غیر مضبوطۃ ونکات منیفۃ غیر محفوظۃ الی ان اتفق فی السنۃ الرابعۃ عشر من المائۃ الثالثۃ عشرۃ ۱۳۱۴ تقریب حرکنی الی استنباط لبابہا والخوض فی عبابہا ووافق ذلک منی حالا تنازع[2] فیہ آرائی وتجاذب[3] فیہ عزائمی وحینما لا تیسیر لی مراجعۃ محفوظ ولا مطالعۃ کتاب فتارۃ امیل الی البسط والاطناب وتارۃ الی قصر وایجاز فشرعت فی کتابتہ وتالیفہ حتی انتظم بفضل اللہ سبحانہ فی تلک الحالۃ من نکاتہا وابحاثہا ما شاء اللہ علی ضبط وترتیب لم اسبق الی مثالہ وما اطلعت علی من سلک علی منوالہ فاوردت بثہا فی اہل ودادی وتذکیرہم بطارفی وتلادی وقد بقی فی النفس امور لم تیسیر فی الحالۃ الراہنۃ رسمہا ولا تمہید[4] ما ینسج علیہ رقمہا ثم اتفق لی الحاق امور معہا حسنت توزیعہا علی ثلثۃ اجزاء فاقول

---

(۱) وفی "ش" رقیقۃ ۱۲

(۲) فی "ش" تتنازع ۱۲

(۳) فی "ش" تتجاذب ۱۲

(۴) فی "ش" ولا تمہیدا ۱۲

تحصیل

اَورد فیه حقیقة المحبة واقسامها من محبة إلهیة وبشریة وجامعة و محبة من الله ومحبة مع الله ومحبة طبعیة وعرضیة وتشریح المحبة الذاتیة والاسمائیة واصول المحبة وشعبها وفروعها وفیضان المحبة علی النفوس وکیفیة ظهور المحبة ونمائها و مراتب قوتها وضعفها وسرایة المحبة مع العقل وکیفیة بقائها وحقوقها وتمامها وقصورها والتسلیها واحکامها ثم تکشف عن حل المسائل الغامضة وتشریحات مستفیضة عن دقائق احوال المحبة وتطوراتها المتنوعة بعبارات رشیقة ومعانی لطیفة وایضاح آثارها وثمراتها والمواجید القیمة ثم کشف عن باعث الاتحاد وحدوث المحبة وابان اصول المناسبات ومبادی المحبة ووجوهها فی حال الوصل والهجران من الانس والغرام والحب والایثار والفداء والهوی والدهش و الضعف والوله والشوق والصبابة والولع والوله والهیمان والکآبة والاستغراق والوجد والعشق ثم ذکر انفعالات عجیبة وحالات غریبة ووجوه الجمال واسباب تفاوته فی الرجال والنساء وغیرها من ابحاث شریفة ونکات طریفة من غرائب انعطافات المحبة ما یدهش العقول ویبهر الالباب ثم اوضح ان الانسان اجمع الموجودات للقوی قاطبة سواء کانت فلکیة او عنصریة معدنیة اونباتیة حیوانیة او ملکیة وبین تفاوت درجات القوی وتشتت اغراض المحبة وتفرق الوانها بعلو الاغراض وخستها واعتدالها وغلوها وتفاوت مدارک العامة والخاصة فی المحبة واظهر مطالب القرب والمعیة وحل معانی حدیث المعیة وتفاوت نفوس الکاملین فی الفنائیة والتفریق بین الحب فی الله والتحابب فی الله وبیان المحبة مع الاحیاء والاموات ونتائجها المثمرة ذکرها صاحب الرقیة بشهادة الکتاب والسنة لان النصوص مشتملة علیها والآیات دالة علیها والاحادیث شارحة لها وکل موجود منغمس فی بحار المحبة والمشاهدة ام قاطع وما القلوب الا مراکز المحبة ولا الرقاب الا خاضعة خانعة تحت نیر المحبة وکل عبید لسلطان الغرام وما من احد الا وهو نزاع الی عطف حنان وکل علی ارتیاد نجعتها وورود شرعتها۔

وبالجملة فهذا کتاب جدید فی ابحاثه فذ فی بابه ثابت فی حقائقه وقلما وفق عالم محقق او کاتب بارع سوی المصنف لتشریح ابواب المحبة واحوالها علی هذا النهج وتفسیر اقسامها وتبیین حقائقها وتحقیق مواردها واظهار الفرق بین درجاتها وکیفیتها العجیبة واثبت ان الحب مستول علی جمیع طبقات الموجودات وتغلغل الانسان فی المحبة ابعد متغلغل وانه ماله فیها الی اقصی الغایات مشاهد والا من المحبة الا من انکر الجمال بأسره ؎ ایها المنکر الغرام علینا حسبک الله قد جهلت الجمالا ۔ (شوقی) (سوانح)

الذی نعتقدہ ونجزم بہ انہ لاریب ان المحبۃ سر قدسی غیبی وشان عظیم الٰہی کلما یقال فی الانباء عن شانہ واستیفاء لبیانہ فھو عن حقیقتھا قاصر وسعۃ سباسبھا سبیل[1] المدارک حاصر وھی کسائر الصفات الالٰھیۃ من العلم والحیٰوۃ والقدرۃ مستوعبۃ الظھور للمظاہر بجملتہا وساریۃ ینبوعھا[2] فی الاکوان برمنھا وکیف لا وظھور العالم انما ھو باقتضائھا کما ورد "فاجببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف" ثم تعدد آثار الرحمۃ الرحمانیۃ العامۃ المشار الیھا بقولہ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ"

والرحمۃ الرحیمیۃ الخاصلۃ المنبۃ علیھا بقولہ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ من انشعاب[3] فان الرحمۃ انما ھی نوع من المحبۃ ثم انتظام النشاتین انما ھو بانبساطھا وشیوعھا کما ورد "ان للّٰہ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ واحدۃ بھا یتراحم الخلق بینھم وبھا یتعاطف الوحش علی اولادھا وامسک عندہ تسعۃ وتسعین رحمۃ فاذا کان یوم القیامۃ اکملھا بھذہ الرحمۃ ورحم بھا اہل الجنۃ"

ثم المنصب الخاص بنبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم المسمّی بالمحبوبیۃ انما ھو لاجلھا کما قلت بالفارسیۃ

در ازل ذات حق بری زعیوب	بود مر ذات خویش را محبوب
حب مستوعب از جمیع جہات	متعلق بذات ھم بصفات
چونکہ عالم ازو ظھور نمود	ہر صفت را دراں ظھورے بود
ظل آں حب اقدس اعلیٰ	ذات او بودہ است بے ہمتا
زیں سبب گشت ذات او جامع	جملہ اوصاف حق درو لامع

(۱) فی "ش" بسیل ۱۲

(۲) فی "ش" بتنوعھا ۱۲

(۳) فی "ش" من انشعابھا وکذا صححہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم ۱۲ سواتی

شد مسلم بدو ہمہ خوبی ہا — خلعت وتاج وتخت محبوبی

والنبوۃ علی اطلاقہا صنف منہا کما ورد "اٰتانی رحمۃً من عندہٖ" "اٰتیناہ رحمۃً من عندنا وعلمناہ من لدنا علماً" "واٰتیناہ رحمۃً وعلماً"

والولایۃ ایضاً نوع منہا کما ورد فی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ "لاعطین الرایۃ غداً رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" وفی عموم الصحابۃ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ"

والایمان الذی ہو اصل الفضائل شدتہا کما ورد "والذین اٰمنوا اشد حباً للہ" "ولا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" والفوز بالنجاۃ ونیل الدرجات بہا کما ورد فی امیر المؤمنین ابی بکر رضی اللہ عنہ عند معارضتہ خطیباً بلیغاً "اعطاک اللہ الرضوان الاکبر قیل یا رسول اللہ ما الرضوان الاکبر قال ان اللہ تجلی للناس یوم القیامۃ عامۃً ویتجلی لابی بکر خاصۃً" و ورد "المرء مع من احب" واہم مراتب التوحید التوحید فیہا کما ورد "اِن کان اٰبآءکم وابناءکم الی ان قال احب الیکم من اللہ ورسولہٖ وجہاد فی سبیلہٖ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہٖ" وشرع جملۃ من الاحکام لانشائہا وابقاءہا کما ورد "لاتدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا الا ادلکم علی شیئ اذا فعلتم تحاببتم تہادوا وتحابوا افشوا السلام بینکم" وبالجملۃ فاکثر اللذات والابتہاجات واکثر الہیمانات والاحتراقات بہا کما قیل شعر

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے — چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

وقد تفطن قوم من الاذکیاء بحصولہا بین الممکن والواجب وبین العرض والجوہر وبین الہیولی وصورہا وبین النفس والبدن وبین ارباب الانواع وبین الملائکۃ وفی خواص الثوابت ونظرات السیارات وفی احکام البروج والدرجات ولبعض العناصر مع المرکز ولبعضہا مع المحیط وفی خصائص الاٰثار العلویۃ والمعادن والنباتات ویوجد فی الاعداد والاشکال لمعان منہا شواہد و

ہی فی طائفۃ من الحیوانات والانس والجن شایعۃ معروفۃ، ولہذا النوع المتعارف منہا بسطۃ عظیمۃ انتسابا وورودا فیرتبط بالعدم لمکروہ استمرارا ولحوقا، وبالمعدوم تمنیا وتحصیلا، وبالموجود تعلقا وتحققا فیول المحبوب کما یتولد منہ فمن التعلق ان یکون لہ وعندہ فی حکمہ وتصرفہ او فی مثال[1] سمعہ وبصرہ او فی استعمالہ ومباشرتہ علی اختلاف جہات الاستعمال کالمسکن والمرکب والملبس والخادم والنساء و آلات الحرب والرصد والغناء والحرف واللعب والدرس وغیرہا وان یکون لہ فی قلب غیرہ کالجاہ و الاطاعۃ وحسن الظن وحسن الثناء ودوام الذکر ووفور الشفقۃ والعنایۃ ونحوہا وان یکون منہ مباشرۃ و تولیدا کالاولاد وبدائع التصنیفات وغرائب الصنائع والنکات المستخرجۃ ومن التحقق ان یکون فی بدنہ کالغذاء الصالح والدواء النافع والصحۃ والقوۃ والزینۃ او فی نفسہ کلذات الحواس الظاہرۃ والباطنۃ و الاخلاق الشریفۃ والملکات الفاضلۃ والعلوم الحقۃ والمناصب العالیۃ وکما یحصل من المحبوبات الغائبۃ بعد[2] نوع من الفناء والبقاء فینتسب علی احد ہذہ الوجوہ بالقدیم والحادث والاعیان والمعانی والمشہود والمعقول والجزئی والکلی فینوزع آثارہا فی موادہا من الاعضاء وحرکاتہا ومن الحواس وشعبہا و من القوۃ العقلیۃ وملکاتہا فی السیاسات والصناعات ومن القوۃ الملکیۃ وانوارہا فی اللطائف والکرامات علی تنوع وتصنف یضیق عنہا المقام

واسبابہا جملۃ الاختصاص والمماثلۃ، واعتقاد الکمال واللذۃ تمتعا تذکرا او توقعا والرضا برفع حاجتہ اوفضول رفاہیتہ وایضا من اجل حسن اوغرابۃ او اغنیاء او حکایۃ او نحوہا والتوسل الی غیرہ من المحبوبات ومحبۃ المحبوب لہ وبالجملۃ فما تعلق منہا بالاعیان الشاعرۃ وان کانت لہا اقسام فنعتنی ہہنا منہا بثلثۃ محبۃ الہیۃ ومحبۃ البشریۃ ومحبۃ جامعۃ فللاولی شعبتان محبۃ من

---

(۱) لیس فی "ش" لفظ مثال - وکتب مولانا الاعظمی مثال ؟ او متناول ؟ باشک ۱۲ سواتی

(۲) بعض کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲-

اللہ و محبۃ مع اللہ وللثانیۃ شعبتان محبۃ طبعیۃ و محبۃ عرضیۃ وللثالثۃ شعبۃ ملتئمۃ منہما وہی محبۃ دینا بینہم للہ و نتکلم فی الشعب الخمس۔

اما الشعبۃ الاولیٰ :۔

فمن اصولہا ان من المتحقق عند ارباب التحقیق ان للہ تعالےٰ کمالا ذاتیاً و کمالاً اسمائیاً ولکل مرتبۃ محبۃ اما المحبۃ الذاتیۃ فہی اقتضاء الذات ظہور کمالات نفسہا بکل شان تسعتہ(۱) الدائرۃ الامکانیۃ فہذہ المحبۃ شاملۃ لکل شیٔ فی کل حال و حاصلۃ لاصحاب الجحیم فی عین عذابہم و آلامہم ولیس لہم بہا نفع ولا شرف اذلیس فیہ تکمیل لہم بکمالاتہم بل ابراز کمالاتہ فی مرائیہم۔

واما المحبۃ الاسمائیۃ فلکل اسم صفتان محبۃ مع ظلہ ومحبۃ مع مرأتہ وجزئیات الاسماء غیر محصورۃ ولکن من کلیاتہا حضرۃ الاوحدیۃ وما کان منہا فقط فاثرہا اما التعرف والجذب ورفع الحجب فیتسنہ المحبوب البتۃ بالضرورۃ الوجدانیۃ واما الاقامۃ علی خصلۃ من خصائل المقربین کالانقیاد التام ظاہراً و باطناً لامر للہ والتسلیم کذلک لقضاء للہ والتواضع المفرط بین یدی اللہ والشفقۃ البالغۃ علی خلق اللہ مع تنویہ ذکرہ فی الملکوت بذلک وشارۃ الرضاء منہ لذلک ففی ہذا النوع ربما لایعرف المحبوب محبوبیتہ والولی ولایتہ وکان الحظ لاکثر عوام الصحابہ والتابعین والعلماء والمتقین والملوک العادلین والشہداء المخلصین ولطوائف من المؤمنین الراسخین من ہذا النوع وسلطنۃ ہذہ المحبۃ وثمرتہا فی الآخرۃ ولیس لہا وجوب الظہور فی الدنیا فمنہا مالاتظہر فی الناس ومانظہر فیہم ولاتصحب الاذلاً و بلاءً کما وقع لبعض الانبیاء والاولیاء من ایدی الکفار واہل الانکار ومنہا ماظہرت فاجدت نکداً وہم فی جمیع ذلک فی عین البہجۃ و التلذذ والافتخار ومن کلیاتہا حضرۃ الربوبیۃ وما کان منہا ای انضم حکمہا فیہا وفیہا تصلح الدنیا والآخرۃ وبہ تقع القبول فی الخلق والنصر علی الاعداء والتفضیل علی الناس وتسخیرہم وفیہا ورد " اذا احب اللہ عبداً نادی

(۱) تسعہٗ ؛ صحیحہ مولانا الاعظمی ۱۲

جبرئیل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی جبرئیل فی السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض"

ومن اصولہا ان مثل تربیۃ اللہ تعالیٰ للنفوس من ہذا من نزولہا من عالم الاعیان الثابتۃ و مرورہا فی منازل الارواح والمثال والشہادۃ والبرزخ والحشر الی اقامتہا فی دار الخلد و وقوع النظرۃ الحبیۃ الالہیۃ علیہا یشبہ[1] تربیۃ الزارع لحرثہ من بدء القاء البذر والسقی و قلع النوابت والحصاد و الدیاس والتنقیۃ من العصف وامثال ذلک فانہا یکون علی نہج واحد ولکن المطلوب الاصلی من البعض اوراقہا او زہرہا ومن البعض حبہا وثمرہا ومن البعض خشبہا ولیفہا ومن البعض بذرہا او نواہا ومن البعض ما تخلص من البذر والنوی بعد عمل فکذلک موقع النظرۃ الحبیۃ الالہیۃ ربما کان نفس التعین الروحی او النفسی او النسمی او لطیفۃ من اللطائف او قوۃ من القویٰ او خلق من الاخلاق او عمل من الاعمال او قول من الاقوال او ہیئۃ جمیلۃ منتزعۃ من الاحوال والاعمال او صورۃ یستخلص منہا فی البرزخ او المحشر مثلاً فما کان معتمداً[2] نظرۃ الالہیۃ احد التعینات تسمی محبۃ ذاتیۃ وما کان من الاخلاق والاحوال تسمی محبۃ صفاتیۃ وما کان من الاقوال والاعمال تسمی محبۃ افعالیۃ وما کان جملۃ منہا تسمی محبۃ کاملۃ فاذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب ای اذا تعلقت بہ المحبۃ و وقعت علیہ فیرزق بواسطتہا عفو السیئات بانحاء المغفرۃ وقبول الحسنات بانواع التضعیف و رفع الدرجات الی ما شاء اللہ لذلک الامر المحبوب ویتبلج[3] مکنون ہذا الاصل بالاطلاع علی امرین احدہما ان تربیۃ اللہ سبحانہ لعبادہ علی نحوین تربیۃ ایجاد و امداد و ورد فیہا کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَاۤءِ وَهٰۤؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ" قُلْ

---

(۱) خبران ۱۲ سواتی

(۲) معتمد النظرۃ کذا صححہ مولانا الاعظمی ۱۲

(۳) ای یظہر سر ہذا الاصل ۱۲ سواتی

مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا" فہی نعم السعداء والاشقیاء فلا تعد من نتائج المحبة معہم لاعیانہم وہی التی یکون علی نہج واحد وتربیة ارشاد وارفاد وورد فیہا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ" وتختص بالسعداء فہی ثمرة المحبة واثرہا ولہا فروع غیر محصورة بحسب استعدادات الاشخاص وسوانحہم وہی معاملات شریفة تستوفی اصولہا للکاملین ویکتفی ببعضہا لغیرہم وتختلف جمیعا کما وکیفا وتترقی بمرور الاوقات من حد الی حد بینہما کما بین السماء والارض

فراسہا الاجتباء وہو جذب القلب الی نفسہ بالانشراح لذکرہ والاطمینان فی حضورہ والرغبة الی طاعتہ والتلذذ بالانتساب الیہ وایثارہ علی ما عداہ وینتہی الی کیفیات تملاء الباطن وتلزمہ من عشق مقلق ودہش مغرق وسکون فی رضاء واضمحلال فی التجاء وبہجة بالوجدان وتوسع لشہود السریان وامثالہا

ثم الہدایة وہو تعریفہم بنفسہ علی ما ہو علیہ من الصفات والاخلاق والافعال فی حضرات العینیة التی بہا نظام الوجود وبما یحصل بہ رضائہ وقربہ فی کل حین وینتہی الی درجة العلماء الراسخین والاطباء الروحانیین۔

ثم التوفیق وہو صرف ہمتہم الی مرضیاتہ وتمکینہم منہا بجمع الاسباب ورفع الموانع وتیسیر الاتیان بہا علی وجہہا بحفظ اوائہا واصلاح النیات فیہا سواء کانت مشروعة عامة او محمودة فی حقہ خاصة کمناجاة برح؟ وینتہی الی حفظ الانفاس وغرائب المجاہدات۔

ثم الامتحان وہو تسلیط المکروہات الطبعیة علیہم من الفقر والمرض والذل والاعداء واللماز ونقص الاموال والانفس لتمحیص قلوبہم والکسر الشدید لنفوسہم واثبات استحقاقہم لمزید المحبة ورفع الدرجات وتوطین اقدامہم فی عوالی المقامات وینتہی الی ما یترتب علیہ حکمتہ فی علم اللہ تعالے۔

ثم العصمة وہو کفہم عن المساخط والمکارہ وحفظہم عما یسول النفس والشیطان من المکائد تتشجیع

القلب علی المصائب وتنفیرہ عن[1] المعائب والتبعید عن مظانها والحیلولۃ[2] بینهم وبین وسائلها والتنبیہ والزجر عند المیل الیها ولیست ہی بالتی تختص بمفترض الطاعۃ فانها امتناع صدور الخطاء الاجتهادی والذنب امتناعاً شرعیا لاستلزامہ ایجاب الممنوعات او اباحتها[3] وہٰذہ عدم صدورہا علی وجہ بعید عن حضرتہ وینتهی فی الورع الی ما یحق لہ الاقتداء بقولہ وفعلہ۔

ثم التجاوز وہو محو آثار التقصیرات والجنایات عنهم ولابد منها رعایۃ لجمعیۃ الصورۃ البشریۃ وایفاء لحقوق الصفات المقتضیۃ لوقوعها فلا یحرم مواطن فیوضها وبرکاتها کما ورد "لو لم تذنبوا لذہب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لہم" وامتنانا بالعفو علیهم وطرداً للعجب عن بواطنهم وجلباً للحیاء والخوف منہ سبحانہ الیهم وہو اما بعدم المبالاۃ لہا[4] مطلقاً او بازالتها بمکفراتها او بمجرد استغفار او مع ندم واعتراف او مع مقاساۃ تعب واحزان او بذوق تبعۃ ومواخذۃ قلیلۃ وایضا اما بجنس الانتقام[5] فقط فتوبۃ قاصرۃ او بالعود الی الاختصاص السابق فتوبۃ کاملۃ وینتهی الی مثل "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم"

ثم التثبیت وہو ادامتہ[6] العصمۃ والتجاوز بارادۃ عدم الرد المطلق اوعن درجۃ الخصوص والقربۃ وینتهی بالتوثق بحسن الخاتمۃ والمنزلۃ الفاضلۃ۔

ثم التقریب وہو رفع الحجب عن قلبہ وبصیرتہ والتشریف ببوارقہ وشوارقہ والاستخدام علی بینۃ وبصیرۃ فما ہو[7] من مقاصد الحق ومراداتہ ودرء مقاصدہ ومہماتہ وینتهی بتجلی الذات والجاریۃ للحضرۃ الربانیۃ

(۱) فی "ش" من ۱۲

(۲) فی "ش" والحیلولۃ ۱۲

(۳) فی "ش" او باجتهاد ہٰذہ ۱۲

(۴) فی "ش" بہا ۱۲

(۵) فی "ش" الانتظام ۱۲

(۶) فی "ش" ادامۃ ۱۲

(۷) فی "ش" فیما ۱۲

ثم الاخلاص[9] وہو محق الظلمات الجسمانیۃ عنہم باثبات الانوار السبحانیۃ فیہم والتبدیل[1] بکینونیۃ لاکونہم وینتہی بالکمال المطلق

ثم التکریم[10] وہو توفیر[2] آثارہا وتوفیۃ ثمراتہا من المکاشفات القدسیۃ البہیۃ[3] والتصرفات الخارقۃ[4] السنیۃ وتاثیر القول والہمۃ ودوام استجابۃ[5] الادعیۃ والاقامۃ لاصلاح البریۃ وینتہی لحد النبوۃ والرسالۃ بالمناصب الشامخۃ من القطبیۃ المداریۃ والارشادیۃ والخلافۃ النبویۃ وغیرہا۔

ثم التفضیل[11] وہو تخصیص من شاء منہم بشیء من المزایا الفائقۃ وان اوتی[6] الاکمل منہ الافضل منہا کالامامۃ والخلۃ والتکلیم[7] والعصا وحباء[8] الشہادۃ والانۃ الحدید ومنطق الطیر وتسخیر الریح والآیات البینۃ ودوام المصاحبۃ روح القدس ورفع الدرجات بالختم فی الدنیا والسبق فی الآخرۃ والمحبوبیۃ والشفاعۃ الکبری والوسیلۃ وامثال ذلک وہی کما تکون للانبیاء تکون لکمل الاولیاء۔

ثم الشکر[12] لہم بحسن الثناء علیہم ونشر المبشرات بفضلہم من صوادق المنامات وشہادۃ العجم والجمادات فی عہدہم ومن بعدہم ونصرہم واشاعۃ فیضہم وحسن التولیۃ والحمایۃ لاعقابہم وانباعہم انہ غفور شکور۔ ہذا

ولا ینبغی ان تغفل عن ان وضع ہذہ الاسامی وہذا الترتیب انما ہو بضرب من الاصطلاح والتناسب من غیر ان ینفی لہا محامل اخر فی الموارد الشرعیۃ او اختلاف[9] وتورع فی الحوادث الخلقیۃ فانہ واسع حکیم۔

---

(۱) لیس لفظۃ والتبدیل فی "ش" ۱۲

(۲) فی "ش" توقیر ۱۲

(۳) فی "ش" الالہیۃ ۱۲

(۴) فی "ش" الخارقیۃ ۱۲

(۵) فی "ش" دوام استجابۃ ۱۲

(۶) فی "ش" اوفی ۱۲

(۷) فی "ش" التکلم ۱۲

(۸) فی "ش" وخباء ۱۲

(۹) فی "ش" او اختلاف وتورع فی الخلقۃ فانہ واسع حکیم ۱۲

وثانیہما ان لمحبۃ اللہ سبحانہ مع عبادہ ورضائہ عنہم وقبولہ لہم بل لاضداد ہا ایضا بحسب نظر واعتبار درجات اربع۔

اولہا فی سابق العلم حین قدر رعایاہم وحکم بسعادتہم وشقاوتہم والزمہم اعمالا مختلفۃ فی مدۃ اعمارہم وقضی بالصلاح والفساد علی خوتمہم وسرہا انفساح شیونہ الذاتیۃ وانفسار[1] المصلحۃ الکلیۃ فی صقع الربوبیۃ المسمی بالعنایۃ الازلیۃ۔

واخرہا بعد دخول الجنۃ بقرون متطاولۃ حیث یقول الرب تبارک وتعالی "یا اہل الجنۃ بقیت من امانیکم شیئ فیقولون لا یا ربنا وقد اعطیتنا مالم تعط احدا من خلقک فیقول بلی ان لکم عندی کرامۃ انعم بہا علیکم احل علیکم رضوانی فلا اسخط بعدہ ابدا فیجدون منہا لذۃ لم یجدوا مثلہا من نعم قط" و فیہا ورد "وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ" وسرہا اتصال النفوس فی ترقیہا باشعۃ اصل الرضوان المستقر فی جوہر الذات فی حضرۃ الربوبیۃ من غیر استتار بمظانہ واکتناف باثارہ وسریان فیضہ فیہم بدون احتجاب بظلالہ وحیلولۃ مظاہرہ ولا بحث ہہنا عن ہاتین الدرجتین کما اشرنا الیہ فی صدر الکلام و لکن بینہما درجتان عامۃ صوریۃ مطلقۃ ورد فیہا "لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ" "وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ" "اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا" ونظائرہا وخاصۃ حقیقیۃ منجزۃ ورد فیہا "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُہٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ" "لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ" بیان للاولی ان کل حسنۃ وہی[2] محبوبۃ مرضیۃ لہ تعالی ومن ثم لا یؤاخذ بہا احدا اثاب[3] علیہا اولم یثب کما ان کل سیئۃ مکروہۃ عندہ تعالی لا یرحم بفعلہا احدا عاقب علیہا اولم یعاقب فمن وفق لشیئ من الحسنات فقد استحق منہ سبحانہ للاحسان وتعرض للرحمۃ والرضوان

---

(۱) فی "ش" انفسار ۱۲

(۲) فی "ش" کل حسنۃ ہی محبوبۃ ۱۲

(۳) فی "ش" اثاب علیہا بشرط صحۃ الایمان ولم یثب بشرط وقوع الخوانط ۱۲ منہ

واستعد لنعیم الآخرۃ ودخول الجنان ولکن بشرط الختم علی الایمان والخروج عن عہدۃ ما ارتکب من العصیان و بیان الثانیۃ ان بعد الایمان فی الاعمال الصالحۃ ما یرضی بہ الرب تبارک وتعالیٰ ختما باتا من غیر تعلیق و لا تاجیل وربما کانت تلک الاعمال موجبۃ لحسن الخاتمۃ حافظۃ لہا کما وقع فی اہل بدر "اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم" وفی اہل الحدیبیۃ "لن یلج النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ" وفی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ "ما ضر عثمان ما عمل بعد ہذا" ولا ینکر ہذا فان القدر المبرم لم یبطل لسببیۃ[1] الاسباب وقد فہمت انہ ما من حسنۃ جلیلۃ ولا دقیقۃ الا لاجلہا یتجاوز اللہ عن قوم ویرحمہم بہا وما من سیئۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا یؤاخذ اللہ بہا قوما ویعاقبہم علیہا وان انتہی الامر بالآخرۃ الی الایمان عند الخاتمۃ فان اصل الدخول فی الجنۃ والخلود فی النار بالایمان والکفر عندہا ولکن لا یدری ایہم یغفر بایۃ حسنۃ وایہم یؤاخذ بایۃ سیئۃ ولا بد ان یعرف بذلک بعد الموت ومن ثم لا یحتقر معروف ولا یجتری علی منکر وکما یحصل الہیئۃ المرضیۃ من الافعال والاقوال کذلک یحصل من مبادیہا من الاخلاق لاجل وقوعہا علی اعتدال مصروف[2] بالطبع الی آثار فاضلۃ وکذلک یحصل من جوہر النسمۃ لاجل تکونہا من مادۃ صافیۃ طیبۃ نورانیۃ علی طبع الملائکۃ السفلیۃ او من جوہر الروح المنعقد[3] من قوی فلکیۃ سعیدۃ منیرۃ مواطنۃ للانوار القدسیۃ علی طبع الملائکۃ العلویۃ او من لمعات الجبروتیۃ استولت اربابہا علی حوالمہا جدا علی طبع التجلیات الربانیۃ فیکون فطریا لہم ما یکون مکتسبا لمن[4] دونہم باقصی المجاہدۃ وجمیع ذلک علی اختلاف مراتب الرضا بہم قلۃ وکثرۃ فیتفاوت بہ درجاتہم فی ما بینہم فہذا الرضا المنجز البات باحصل ومتی حصل ومہما حصل ہو المراد بوقوع النظرۃ الحبیۃ ومن اصولہا ان من العلوم عند المبصرین ان النفس لحقو لاتہا کالمرأۃ والمرائی تختلف امتلائہا بالصور و

[1] فی "ش" لسببیۃ الاسباب ۱۲

[2] فی "ش" معروف ۱۲

[3] فی "ش" المتقد ۱۲

[4] فی "ش" فیمن ۱۲

عظم الصور فی فضائها بحسب القرب من المرئی والبعد عنه والقرب من الحق سبحانہ انما یکون بتقریبہ وذلک انما یکون علی حسب المحبة منہ تعالیٰ لا استواء تعلق العلم والقدرة بهم فبکثرة انبساطہ عزوجل فی المدرکة ورسوخ صورتہ فیها وبقلتها یعرف مراتب محبتہ تعالیٰ لهم وقربہ منهم وبیان ذلک ان من الناس من لا یستطیع استحضار صورة الحق عزوجل الا بالتفات وتنبہ(۱) فی ضمن قول او عمل وہذا یکون فی عبادة وشغل(۲) خاص لصدور عنہ بالحضور او فی جمیع العبادات او لا یصدر قول ولا فعل الا عن اخلاص نیة واتباع امر وارادة تقرب و منهم من یستحضر الصورة الالٰهیة مجردة عن الحروف والبرازخ ولکن من حیث انہ صورة علمیة لا من حیث انہ تجلی قدسی وہذا قد یکون مع مداخلة الخطرات والهواجس وصور الاغیار او مع معاملة من الخوف او الحیاء او الالتجاء او الاشتیاق مثلا او بالتحدیق(۳) علی وجہ الاستغراق بلا فتور ولا مزاحمة شیٔ وہو المسمی "بالیاد داشت" وایضا قد یکون المحاضرة بالحاصل فی النفس او الی صرف المعنی او بالتطلع الی الخارجی الصرف وہو اعلی ومنهم من یستحضرہ من حیث ہو تجلی لہ(۴) لا علی انہ صورة فقط والفرق(۵) بین الصورة والتجلی دقیق یتفطن لہ فی ضمن مثال اذا کانت مرأة فی ید زید یراک فیها وانت غیر ملتفت الیہ فقد نال صورتک فاذا التفت الیہ وکلمتہ بالاشارة بواسطة الصورة امرا ونہیا(۶) وعتابا وضحکا الیہ عادت الصورة کانها حیة شاعرة فحینئذ قد صارت تجلیا لک فمادة التجلی ہی الصورة العلمیة وصورتها ہی ارادة التعرف(۷) الی العبد وہذا بحسب الحقیقة واما بحسب الفهم والوجدان فقد تحضر الصورة ایضا علی انہ ہو ویکون اللحاظ الی عین المعلوم

---

(۱) فی "ش" وتنبیہ ۱۲

(۲) فی "ش" وشغل من یصدر ۱۲

(۳) فان کان ذلک فی ضمن حال کما ذکر او مقام کالتوکل والصبر والشکر فهؤلاء یسمون الابرار وان کان لصرف التحدیق او بمزاج معشق فهؤلاء یسمون الشطار ۱۲ منہ "من ش"

(۴) فی "ش" ہو تجلی لہ علی انہ ۱۲

(۵) ای الفرق بین الصورة العلمیة والتجلی ۱۲ مولانا الاعظمی

(۶) فی "ش" ونهیا ۱۲ (۷) فی "ش" التعریف ۱۲

لا الی صورتہ ثم انہ قد جرت العادۃ الالٰہیۃ انہ یفیض بعد تعلق ہذہ الارادۃ[1] الخلافۃ للصور النوعیۃ و النفوس وجودا جبروتیا او ملکوتیا نورانیا خارجیا یسمیٰ بالسکینۃ مرۃ و بالروح المؤید بہ تارۃ اخری و بالوجود الموہوب اخری فیعتمد ہذا الوجود علی النفس اعتماد نار الکلیم علیہ السلام علی الشجرۃ و تستتبع علما وحالا وتصرفا خارقۃ للعادۃ استتباع صورۃ الماء البرودۃ والرطوبۃ فی محلہا واول[2] ورودہ واستقرارہ یکون علی القوۃ النفسانیۃ المدرکۃ[3] فیسری فی البدن بسریان الروح الحامل[4] لتلک القوی وہو المعنی بقولہ "فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ" ثم یزداد نفوذا و رسوخا فی جوہر النفس الناطقۃ اعنی الصورۃ الشخصیۃ التی بہا انا انا وانت انت ثم فی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ ثم الحیوانیۃ ثم المعدنیۃ ثم فی جواہر العناصر ویکون لہ فی کل مرتبۃ قوۃ وسعۃ واثر خاص مغایر الحکم لغیرہا فاذا توحدت الکل مطیۃ لہا وفاضت حقیقتہ توحدۃ جامعۃ لہا فہو الکمال المطلق ثم یترقی السعۃ والشیوع فی مواطن الوجود غیبا وشہادۃ ولذلک تفاخرت الانبیاء بکثرۃ الاتباع وامتداد الشریعۃ فالمحبۃ الاولی کمحبۃ دار المتاع والثانیۃ کمحبۃ دار التنزہ نظرا او قدما والثالثۃ کمحبۃ دار العمل والحکومۃ والخلوۃ واللہ اعلم۔

ثم ان لہذہ المحبۃ شعبا من الہدایۃ والاصطفاء والاجتباء والتقریب والاستخلاف والایحاء والارسال والخلۃ والتکلیم والحب وغیرہا وللناس بحسبہا مراتب من الایمان والصلاح والولایۃ و الشہادۃ والصدیقیۃ والنبوۃ والرسالۃ والعزم والخاتمیۃ وامثالہا ولم یتیسر لی فی ہذہ الساعۃ حصر عددہا وتمیز حقائقہا وتشخیص درجاتہا جمیعا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا وقد ارشدنا اللہ سبحانہ الی

---

(۱) ای ارادۃ مستمرۃ لا زایلۃ ..... من "ش" ۱۲

(۲) فی حاشیۃ "ش" اسماء ہذہ التکمیل ۱۲

(۳) فی "ش" والمحرکۃ ۱۲

(۴) المعنی الحامل للصورۃ المعدنیۃ ہی الصورۃ اللحمیۃ والعصبیۃ وامثالہا والحامل للصورۃ الانسانیۃ ہی النفس الناطقۃ ای بما ہو متوافقۃ لسائر افراد بنی آدم مخالفا لہا فی الجن والملائکۃ والافلاک والصور الشخصیۃ ظاہر بما ای ما یختص بکل فرد ۱۲ من "ش"

سبیل اکتساب ہذہ المحبۃ بقولہ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" وفصل اصولہا وفروعہا فی امثال قولہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ" يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ" يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ" يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ" وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ" وبمثل قولہ "ما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ" وبمفہوم امثال قولہ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ" لَا يُحِبُّ كُلَّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ" ونحوہ وہی فی السنۃ النبویۃ[1] مبسوطۃ معلومۃ واللّٰہ سبحانہ اعلم علم۔

اما الشعبۃ الثانیۃ :۔

فمن اصولہا ان سر الفیض الاقدس رکز فی کل نفس قبیقۃ بحذاء الذات المقدسۃ لکتبیۃ کسوۃ شان من شیونہا الاسمائیۃ وجعل لہا فی النفوس السعیدۃ حدا من الغلبۃ والظہور وہیأ لہا من حضرۃ الفیض المقدس مطیبۃ بحسب ما یتفق من امداد الکواکب والعناصر ومن ممارسۃ المکاسب ومصاحبۃ الاکابر عند انعقادہا وبعد انزعاجہا[2] ولقوۃ ہذا المرکب تجول وتصول النقطۃ الجبینیۃ فحصلۃ منازلات الکل وتنوع احوالہم وتصنف معاملاتہم انما ہو علی طبق ہذا الراکب والمرکب۔

ثم النظر فی اقسام ہذہ المحبۃ وانواعہا من جہات[3]۔

احدہا کیفیۃ حدوثہا فمن الناس من یترعرع تیقظا مؤثرا الحق معرضا عن غیرہ مستانسا بانکشاف الواردات من الغیب فیسمی ولی الولادۃ ومن ینشأ نشأۃ العوام فیوقظ بخارق غیبی فینقطع الی الحق ویطلق[4] وصولہ فیسبق فتحہ مجاہدتہ ومن یوقظ بخارق من قبول وتصرف من واصل کامل فیسمون مرادا محبوبا

---

(۱) ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم احب العباد الی اللّٰہ اضعفہم ..... مجتبی للمتحابین فی جلالی ۱۲ سن ش"

(۲) فی "ش" عند انعقادہا بعد انزعاجہا ۱۲

(۳) ذکر منہا عشرین جہۃ ۱۲ منہ من "ش"

(۴) فی "ش" ویطلب ۱۲

ومن يوقظ بتقريب معتاد من الصحبة مع اہل ہذا الشان واستماع کلامهم ومطالعة احوالهم وتطلب بذاتهم او بانزجار من مرض او فقد محبوب او من انقلاب الدنيا باهلها او بذلته فيها او يأس وحرمان منها او نحو ذلك فيسبق مجاہدته فتحه فيسمى مريدا ومحبا -

والثانية کيفية ثمارها فمنهم من يتحرک بتوالي واردات مطربة وباهتزاز بوجدان ملذ[1] ومن يتحرک بوارد متقلق وتالم بفقد موجع ومن يتحرک بتخويف ومواخذة عند الکسالة ومن يتحرک بتناوب قواسر والفاقات واعرفها بهمه الهادي -

والثالثة مراتب قوتها فمنهم من يکون محبته ضعيفة فيکتفي بشغل قليل ولا يرغب الى قطع العلائق او قوية في الجملة فيرغب اليه ويتعسر عليه او قوية جدا فيسهل عليه وهي المسماة عشقا بالله وانما يتعسر على بعض الانخلاع عن المال وعلى بعض ترک النخوة والجاه وعلى بعض مفارقة الاحباب وعلى بعض ترک الرسوم[2] و على بعض ترک الراحة وعلى بعض ترک الاشغال المالوفة سواء کانت من الطاعات التي لا تلائم الوارد فيتمسک بها على سبيل العادة ويتضرر بها في تربية الوارد او من المباحات الملهية او المحرمات المکدرة المظلمة

الرابعة تربيتها فمنهم من جعلت لذته في عمل الجوارح واللسان ومن جعلت لذته في الاتفاق والاحسان ومن جعلت لذته في خدمة الاخوان ومن جعلت لذته في مقابلة الاقران وکبت اہل الفتنة والبهتان ومن جعلت لذته في السياحة وتبديل المکان ومن جعلت لذته في شغل القلب بالفکر بالجنان

والخامسة افتنانها[3] فمنهم من يطمئن بخلوة وخمول ومن ينفر[4] في جلوة ومن ينشرح بواح في عشرة

والسادسة ثورانها فمنهم من يثور نورسره بثوران النفس بمسمع او منظر من سماع الحکايات او الالحان ورؤية الآيات او الحسان او يثور بانکسار بذل وفقر ومصيبة او تتقويتها بطاعة بدنية او مالية

---

(۱) في "ش" ملذة
(۲) في "ش" بالحياء
(۳) في "ش" افتنائها
(۴) في "ش" يقر

او بمصاحبۃ قبض روحٍ او مکانٍ او زمانٍ -

والسابعۃ الکیفیات الممازجۃ لہا فمنہم مَن یمتزج محبتہ[1] بالالتجاء او بالتخدیق او بالتحیر او بالانجذاب وانتظار السانح او بالعشق حتی مات طائفۃ فی الوجد او بالابتہاج بالوجدان او بالافتخار بالقبول او بالحذر عن ملال المحبوب او بالتواضع والانکسار ونحوہا وقد حکی ان ابابکر کان یعبد اللّٰہ اجلالاً و عمر خوفاً و عثمان حیاءً و علیٌّ محبۃ

والثامنۃ[2] مصارعتہا مع العقل العقال[3] فمنہم مَن غلب وارِدہ عقلہ فسلبہ او استخدمہ فتسبّب[4] بالامر واستبد دونہ فتوکل بترک الاسباب ولم یبال لمخالفتہا او لم یغلبہ مع قوتہ فی نفسہ فاشتغل بتدبیر الظاہر بحکم العادۃ

والتاسعۃ ثمراتہا الفاضلۃ المرغوبۃ فمنہم مَن یحب الاستغراق فی الشہود او البسط فی العلوم او الکشف للقلوب او الارواح او الغائبات او المستقبلات او یحب التصرف فی الحوادث الجزئیۃ لطفاً او قہراً او اقامۃ الریاسات الکلیۃ بنفسہ او بحمایۃ القائمین بہا او بترویج الطریقۃ او تحمل الاذی عن الناس او جارحیۃ الحق فی خاصٍ او عامٍ من نظامِ[5] التکوین او التشریع -

والعاشرۃ ظہورہا فی مواردہا ففی اللسان ذکر و ثناء وفی العین سہر و بکاء و فی الاذن استماع الکلام وکمالہ واصغاء و فی البدن تارۃ مجاہدۃ و مکابدۃ و تارۃ وجد و رقص و تارۃ اصفرار و نحول و فی القلب قلق و وجیف و فی العقل فکر و دہش و فی النفس حلاوۃ وصلٍ و مرارۃ ہجرٍ و فی الروح اُنس و انجذاب و فی السر مشاہدۃ و لقاء و فی الخفی والاخفی فناء و بقاء الی غیر ذلک من المقامات کما قیل ؎

---

(۱) فی "ش" محبتہ ۱۲
(۲) فی "ش" وہؤلاء یسمون المجانین ۱۲
(۳) فی "ش" الفعال ۱۲
(۴) ای اشتغل ۱۲ من "ش"
(۵) فی "ش" او تمام من نظامی التکوین والتشریع ۱۲

احبک اصنافاً من الحب لم اجد — لہا مثلاً من سائر الناس تعرف

فمنہن ان لا یعرض الدہر ذکرکم — علی الروح الا کادت الروح تتلف

ومنہن حب بالفواد بخصه — ولا امتری فیہ ولا اتکلف

وحب بدا بالجسم واللون ظاہرا — وحب لدی نفسی من الروح الطف

والحادیۃ عشر[11] سوانحہا عند المعاملات مع المحبوب فمنہا قبض وبسط وسکر وصحو وتجلی واستتار وضحک وبکاء وفرح وحرقۃ وندم ومعذرۃ وشکر وشکایۃ وکظم وکابۃ وضرب وجدل وتسلیم وجزع وتصبر ومصادقۃ واحتیال وغیرۃ وایثار وتذلل وملال وطلب وتوقف واستغراق وتلذذ وافتخار وتضجر وخوف واحتجاب وطمع واصطحاب الی غیر ذلک من الاحوال الطاریۃ علی اہلہا ۔

والثانیۃ عشر[12] متعلقاتہا اعنی وجہا من وجوہ الحق سنی[(1)] وشاق سرہ فلا سلوان للمحب الا بہ وذلک ان منہم من ینتہی الی برزخ مالوف اوتجلی صراح ظلی اوالی حضرۃ التکلیم والمحادثۃ او الغیبۃ[(2)] والمشاہدۃ اوالی حضرۃ اللطف والتبشیر اوالقہر والتسخیر اوالحکمۃ والتدبیر اوالانبساط والسریان اوالتجرد والاحدیۃ الی غیر ذلک مما لایحصی ولا یحصر فکل انما یعشق ربہ بحسب ما تجلی لہ فی سریرتہ وتراای لہ من وراء زجاجتہ وہمتہ ببصیرتہ ۔

والثالثۃ عشر[13] کیفیۃ بقاءہا ودوامہا فمنہم ذوالتمکین لایزال یترقی فی مناہجہا سریعاً اوبطیئاً وذوالتلوین یشتد محبتہ ثم یضعف وتغلب علی النفس وتنہزم عنہا ثم تنتعش وینقلب من حال الی حال وجانب الی جانب

والرابعۃ عشر[14] حقوقہا فمن ضروریاتہا التصدیق لقولہ وقوۃ العزم علی اتباع امرہ ونہیہ وایثار عبودیتہ علی من سواہ والاخلاص لہ بنفی الشریک عنہ والسکون تحت قضائہ[(3)] والسرور لرضائہ وتحمل المکارہ فی سبیلہ والحذر عن ملالہ وتعظیم اسمہ وآثارہ وشعائرہ وتعرف صفاتہ واحکامہ وافعالہ واکرام وسائط وصولہ

---

(1) فی "ش" حسبی ۱۲ — (2) فی "ش" الغیبیۃ ۱۲

(3) فی "ش" قضائہ ۱۲

دالوفا بذلک کلہ الی آخر الحیاۃ۔

والثامنۃ عشر[۱۵] المطلوب بہا فللعامۃ القیام بمرادہ ویسمی بالتقوی ظاہراً وباطناً وللخاصۃ المشاہدۃ بلا مزاحمۃ وفتور وللاخص الاتصال وہو سقوط اللطائف السافلۃ فی الفناء وبلوغ کل من اللطائف العالیۃ الی غایۃ عروجہا معاً وہذا فی غایۃ الندرۃ منعنا اللہ بہ وللکل بعض ما ذکر فی آخر اصول الشعبۃ الاولی علی حسب الاستعداد۔

السادسۃ عشر[۱۶] من لوازمہا الابتلاء کما ورد "اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ" بل ربما یعد ہذا من احکام اصلہا اعنی الشعبۃ الاولی کما ورد "ان اللہ اذا احب قوماً ابتلاہم فمن رضی فلہ الرضاء ومن سخط فلہ السخط" وحقیقتہ التشا نقریب یظہر بہ المکنون ویقع بہ بالفعل ما کان بالقوۃ من الجودۃ والصدق او الرداءۃ والکذب وبیانہ ان لنا قولاً وفعلاً اما فی العلانیۃ او فی الکتمان ویجری فیہما التصنع والادعاء ولنا عقیدۃ وعزماً بالاضطرار او بالالزام[۱] وہما ظاہران علی صاحبہما مختفیان عن غیرہ ولنا استعداد غطورا لا نطلع علیہ اصلاً بل کثیراً ما نفتش[۲] الباطن فلا نجد الاخلافہ راسخاً فاذا وجد تقریب انبعث من القلب داعیۃ لا یطاق ردہا فاذا استولت ملکت الظاہر والباطن وانصبغ بہا القلب واحاطت بہ کانہ لم یکن ثمہ غیرہا کما قد یکون للجبان الغیر الممارس للحرب اذا دخلہا وذلک التقریب خوف او طمع او محبۃ او بغض او محنۃ او لذۃ او نحو ذلک[۳] وقد اشیر الی ہذہ المراتب فی قولہ تعالی "وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی" فلا یزال یلم بالرجل من الحوادث الاضطراریۃ والمطالبات الاختیاریۃ مع وقوع شئ من العوائق الطبعیۃ ما یخرج المکنون فی جوہرہ کما یلقی النار غش الذہب والفضۃ علی ظاہرہما ویکون فی ہذہ المعاملۃ جم من الحکم منہا ابلاغ النفوس الی کمالہا وتنقیتہا من کدوراتہا والزام المدعی اصابتہ العد

---

(۱) فی "ش" بالالتزام ۱۲ (۲) فی "ش" نفتش ۱۲

(۳) کبغض وکبر مثلاً ۱۲ منہ "من ش"

سبحانہ فی معاملۃ السابقۃ واللاحقۃ وکشف الحکمۃ علی خدام القضاء ومن یحضرہ یوم الفصل والجزاء ولظہار الکمال علی افاضل العقلاء وما خلق الخلق الا لیعرف کمالہ وجمالہ۔

والسابعۃ عشر[۱۷] تمامہا وقصورہا فان القاصر اذا اشتغل فی یوم ولیلۃ برہۃ بالذکر والحضور مع اللہ شبع واکتفی والاتم منہ لا یکتفی بہ حتی اذا وجد الحق فی مرأۃ نفسہ وغیرہ شبع واکتفی والاتم منہما لا یکتفی بہ حتی اذا وجد الحق وراء المرایا فیوماً فی احاطۃ ازلیۃ وابدیۃ اعنی فی مرتبۃ من التجلیات الکلیۃ الخارجیۃ شبع واکتفی والاتم منہم لا یکتفی بہ حتی اذا رأی نفسہ وغیرہ فی مرأۃ الحق شبع واکتفی والاتم مطلقاً یجمع[۱] المراتب جمیعاً ویحضر[۲] مع الحق فی المواطن کلہا باحضارہ۔

والثامنۃ عشر[۱۸] من مہماتہا المجاہدۃ وہی التزام لبعض النوافل من قبیل الاخلاق الصالحۃ او العادات النافعۃ او العبادات الفاضلۃ البدنیۃ او المالیۃ مما یعسر علی غیر المحبین ویزداد بہا القرب عند المحبوب علی سائر المطیعین وشرطہا کمال الاخلاص فیہا والمکتومۃ علی الناس افضل ولہا فوائد منہا امتثال الامر فوردٌ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ واستحقاق الوصول الی المشاہدۃ فوردٌ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وتصدیق دعوی المحبۃ فوردٌ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ؕ وکسر النفس عند جموحہا والرقابۃ علیہا عند بطالتہا وصیانۃ الاوقات عن اضاعتہا وتحصیل ملکۃ ینصبغ الباطن بہا والتمسک بالاعتیاد عند فتورہا فان للقلوب اقبالاً وادباراً او توقع نفعہا عند فساد الاختیار فی الشدائد والموت فلا یترک الملتزم الا لتقویۃ الافضل الاہم او لمداخلۃ الہوی فیہ فیصلح الترک حینئذ تبادراً الی الامتثال او اتقاءً عن الاعجاب والاعتراف بعجز البشریۃ عن مکافاۃ حقوق مالک الرقاب وجاز تبدیل نافلۃ بنافلۃ نظراً الی الانفع فی الحال والمآل ولتکن الامور الثلاثۃ اعنی الالتزام والترک والتبدیل عن حکومۃ علم واثق او اشارۃ مرشد حاذق او شہادۃ

(۱) فی "ش" بجمیع ۱۲ (۲) فی "ش" بحصر ۱۲

قلب صادق -

[19] التاسعة عشر من احکامها ابتغاء الوسیلة فان المحب المهجور اذا لم یجد وسیلة الی المحبوب فهو حائر بائر[1] وان الانسان لا یستطیع التوسل الی الصنائع الحقیرة و وجدان الاصدقاء فی البلاد الغریبة فضلاً عمن لا ینالہ الحس والوہم فالمطلوب غیر معروف والطریق غیر مانوس وفی السبیل بالتعدی قاطعون وبالتزویر غادرون فلا سیما قد امر المحبوب بنفسہ بہ فقال وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ویجب ان یکون المرشد عارفاً بمرضیات المحبوب منتہیاً فی سیرہ واصلاً الیہ ممکناً عندہ مطلعاً علی الضمائر قادراً علی الوقایة عن العدی والایصال الی المدعی غیر مسامح فی تربیة الطالب لعلو نفس ولا سماحة طبع ولا لخفارة مسترشد فلیتخذہ علی بینة وبصیرة ویبولہ الطالب سرہ وعلنہ منشطہ ومکرہہ ویسرہ وعسرہ ولا یبالی فی طلب المحبوب اینما وجد بلا نکیر علی الآخرین محترزاً عن غیرتہم لترتب فوائد الوسیلة کما ینبغی ولا تترتب ہذہ الفوائد[2] علی کل احد الا من متکفل لہ متفق علیہ -

[20] العشرون اکتسابہا وذلک ان من المحبة محبة وہبیة سرہا انجذاب الوجود الخاص الی الوجود المطلق وقد لا یتنبہ لہ الا بعد رفع العوائق ولہا حالتان فقبل الکسب ارادة وطلب وبعدہ لبعض ابتہاج و طرب کما فی الری بعد الظماء ولبعض یأس ومیل دائم کما فی عطش المستسقی وہی مطلقاً مثل ما للجواہر الارض ولکن یختلف لونہا بصلابة الصورة المظہریة ورکاکتہا ولکل منہا[3] فضل لیس للآخر ومحبة کسبیة سرہا تملی النفس لاسبابہا واقوی ذرائع اکتساب ہذہ المحبة صحبة المامورین بہا المغمورین فیہا علی شریطة حسن الظن وصدق الطلب ثم کثرة الذکر ودوام الفکر فی محامد المحبوب من جمالہ وکمالہ وانعامہ و مناقب اہل محبتہ وتوقع حصولہا لہ فی اکتسابہا وقد اشار الی بعضہا من قال ؎

---

(۱) من الحیرة ومن البور وہو الہلاک ۱۲ من "ش"

(۲) فی "ش" عن ۱۲ (۳) فی "ش" منہما ۱۲

احبک حبین حب الهوی وحبا لانک اہل لذاکا
فاما الذی ہو حب الهوی فذکر شغلتُ بہ عن سواکا
واما الذی انت اھل لہٗ فلکشفک للحجب حتی اراکا
ولا حمد فی ذا ولا ذاک لی ولکن لک الحمد فی ذا و ذاکا

وقلت بالفارسیۃ :- سہ

من بندگیت بجا نیارم چہ کنم احسان ترا چو زیر بارم چہ کنم
خوبیست ترا دہیم و امید ز تو ہیچم کہ وجود از تو دارم چہ کنم

والجہر فی الذکر وحبس النفس فی الخفیۃ وبعض البرازخ والاوراد والصلوات اثر بلیغ فی اہاجۃ المحبۃ وترقیق القلب لہا۔

وہہنا من المسائل الغامضۃ التی تحتاج الی رؤیۃ وحکومۃ ان الفحص یقف بنا علی رجال غلبت فیہم محبۃ اللہ تعالیٰ والاستہتار بذکرہ والتبتل الیہ عن غیرہ واستولی شغل القلب علیہم حتیٰ اثمر آثار القبول عند اللہ ورفع الحجب والمکاشفات الصادقۃ والتصرفات الخارقۃ وحمایۃ من اللہ تعالیٰ لہم وہم علی قصور بین من الدیانۃ حتی یری منہم ترک الفرائض وارتکاب شیئ من المحرمات ولکن مع ندم واعتراف ومع اہتمام ببعض الخصال الحمیدۃ کالصبر علی خشونۃ العیش والقناعۃ بالیسیر من الحظوظ والانکسار والتواضع والرحمۃ علی الخلق فتختلف فیہم الظنون فمن الناس من یعتقدہم ویقتدی بہم فیفتتن فی عزمہ لاوامر الشریعۃ[1] فیضل ضلالاً مبیناً ومنہم من ینکر ویحقرہم ویتصدی لایذاہم فیحرم خیراً کثیراً وربما یبتلی بشوم الانکار بآفۃ او بزجر من الغیب فی منام فیحمل مثلہ علی المکر والاستدراج فینتصر بہ ضلالاً عظیماً وکل ذلک افراط وتفریط والذی فیہ عندی ان لا تتناع فی مثل ذلک فان من صوا

(۱) فی "ش" الشریعۃ ۱۲

اہل السنۃ تجویز العفو عن الکبائر بلا توبۃ و تعلیق المغفرۃ بالمشیئۃ فیما دون الکفر من کل معصیۃ والقول بالعدل والفضل معاً وقد ورد "انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ہلک وسیأتی زمان من عمل منہم عشر ما امر بہ نجیٰ" وقد اشار قولہ جل شانہٗ "اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا" الی من اتکل عملاً صالحاً وان لم یستوعب الاعمال باسرہا لا یقنط من رحمۃ اللہ فضلا عمن تمسک بافضل الاعمال واحبہا الی اللہ کما ورد "الا ادلکم بخیر اعمالکم و ازکہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذہب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم و یضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ" و ورد "سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات خفف الذکر عنہم اثقالہم" و ورد "وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواہما" فمثل ہذا لا ینبغی الانکار علیہ بل علی عملہ ولا یجرم قبول العذر منہ والبر الیہ بل الاقتداء بہ واستحسان سوء[؟] وبہ ویجب تفویض امرہ الی اللہ والنظر فی مالہ الی سعۃ رحمۃ اللہ ومالہم فی الآخرۃ علی ما ظہر لی انہم یوقفون فی زمرۃ العصاۃ لصدق اخبار اللہ تعالیٰ واستحکام امر الشریعۃ عندہ جل شانہٗ ثم یعامل معہم معاملۃ الفضل بل معاملۃ الحکمۃ حیث مالم یقعوا فیہا الا للتوسل الی الاشرف الاعلیٰ والمحافظۃ علی الاہم الاسنی فہم مصداق ما ورد "ان من العباد من یری صغار ذنوبہ وہو خائف من کبارہا حتی اذا رای انہ ہلک قال اللہ تعالیٰ اعطوہ بکل سیئۃ حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا لا اراہا" اذ لا شک ان مورد ہذہ العنایات لا یکون اہل التمرد والاعراض وعدم المبالاۃ بالشرائع والانہماک فی الدنیا بل المستحق لہ فی حکمۃ الحکیم من دق ذہنہ للاستغراق فی الشغل مع اللہ وصولۃ المحبۃ علیہ مع ما بہ من ضیق العطن عن محافظۃ جمیع الآداب وقلۃ العلم بمراتب الاحکام ونحوہٗ ونحن نواخذہم لخفاء مراتبہم ولسد تمسک الکاذبین بہم واللہ علیم بذات الصدور وفی حدیث "من قال لا الہ الا اللہ صادقا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار"

---

(۱) ای من داوم علیہ بالاکثار ۱۲ منہ "من شئ"

وہہنا مسئلۃ اخری ادق من الاولی تحتاج الی تامل بلیغ وامعان تام وحل غامض وہی ان الاستقراء یُریٰنا قوماً من الکفار یوجد فیہم شدۃ محبتہ مع اللہ والانہماک فی ذکرہ والانقطاع عن الدنیا ویسنح لہم سوانح جمع الہمۃ[1] فی المراقبۃ ولذۃ المشاہدۃ وانکشاف التوحید الوجودی ویظہر منہم تصرفات خارقۃ نظیر ما فی الاولیاء فکیف یقال لہم انہم کفار محرومون عن النجاۃ وکیف یرجح علیہم عصاۃ المتدینین بالاسلام مع ما فیہم من اصل[2] الحجاب والفساد وہل فوق قرب المعبود من کمال وہل علی من نال وصلہ من وبال

والتحقیق فیہ عندی ان فیض الحق سبحانہ علی مراتب فی العموم والخصوص فاعمہا الوجود ومدارہ الامکان ومناسبۃ المصلحۃ الکلیۃ ثم الحیواۃ وہی تتبع الاعتدال فیوجد من الارادۃ والشعور والتلذذ فی الحیوانات الفرسیۃ[3] ما یوجد فی الذہب والیاقوت وبعدہا العقل وہو یتبع[4] النفس المجردۃ فیحصل من الفہم والتدبیر والتکلیفات وثمراتہا للناس سفہاء المدرکۃ ادانی الہمۃ ضعفاء الحیثیۃ ما لا یوجد للاسود والافیال والنسور الشامخۃ المحال وبعدہ الہدایۃ وہی تتبع رضاء اللہ سبحانہ عن العبد ووثوق العہد منہ تعالی بموافقۃ امرہ رضاء او عہداً ثابتین الی الابد کما قال "لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَہْدًا" وقال "اَمْ لَکُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ لَکُمْ لَمَا تَحْکُمُوْنَ سَلْہُمْ اَیُّہُمْ بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ" وعلیہما مدار النجاۃ فی الآخرۃ والقربۃ ہناک وبعدہا مراتب الولایۃ والنبوۃ وغیرہا ولکل منہا مدار۔

فاذا تمہد ہذا فلیعلم ان من خاصۃ العقل انہ اذا توجہ الی شئی توجہاً بلیغاً انکشف لہ احکامہا ودقائقہا ومن خاصیۃ[5] القلب انہ اذا تجرد لشئی انصبغ بہ فاذا توجہ الرجل الی الحق واجتمعت لہ الہمۃ وحصلت التصفیۃ تجلت فی ادراکہ الحقیقۃ القیومیۃ والصبغ بالقوۃ الفعالۃ فتظہر منہ الخوارق وتتاثر

(۱) فی "ش" جمع ۱۲
(۲) فی "ش" من اہل ۱۲
(۳) فی "ش" القرفسیۃ ۱۲
(۴) فی "ش" تتبع ۱۲
(۵) فی "ش" خاصۃ ۱۲

الهیولی عنہ تأثر البدن عن القوۃ الوہمیۃ و ہٰذا لیس من باب الہدایۃ فی شیئ نعم اذا حصل مثلہ لاہل الہدایۃ کان فضیلۃ عظمی وعطیۃ کبری و درجۃ علیا و مجرد ہٰذہ الاحوال کما لا تدفع امراض البدن و مصائب الدنیا کذلک لا تدفع آثار السخط وسوء الجزاء فی الآخرۃ لفقدان مدارہا وان وجد دونہ انہ فضیلۃ فمن ہٰذا السبیل نحکم بان الکافر وان نال محبۃ مع اللہ فلا ینال محبۃ من اللہ ونجزم بان "مَن یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ" والی ہٰذہ النکتۃ وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ "وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا" وبین الفئتین فرقۃ یتسمون بالاسلام ویعظمون اللہ ورسولہ واہل بیتہ وینکرون الفرائض ویستحبون المحرمات ویستخفون بالشرائع "فَھُمْ لِلْکُفْرِ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یَکْتُمُوْنَ" ومن آثار ہٰذہ المحبۃ نکتۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ "فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ" الہمتہا فی ضمن الوارد استحسنت ذکرہا وہی ان للناس فی اصابۃ المکروہ معاملات فمع طائفۃ خصومۃ وانتقام ومع طائفۃ شکایۃ واعراض ومع طائفۃ مصابرۃ علی مرارۃ ومع طائفۃ صفح وصفاء ومع طائفۃ تبسم ورضاء ومع احب الناس تلذذ وامتنان تارۃ وتملق وتصدی ارضاء تارۃ فیکون لہ اظہار المکروہ فی صورۃ المرغوب وابداء الجور فی کسوۃ البرجاء عن ان یقع علی قلبہ من الحجالۃ حجاب او من ظن تکدرہ[1] منہ انقباض۔

واذا عرف ذلک فلیعرف ان للہ سبحانہ مع العبد معاملتین انعام وایلام وللعبد معہ معاملتین الطاعۃ وعصیان ومن جبلۃ الناس مقابلۃ الاول بالاول والثانی بالثانی ومن مقتضی غایۃ المحبۃ معہ ان یعامل معہ معاملۃ احب الناس فایما عبد مؤمن نزل ایلامہ فی صورۃ الانعام من صمیم قلبہ وان لم یکن من اہل التقرب الیہ لطاعۃ بدل اللہ سیئاتہ حسنات من کمال فضلہ واللہ ذو الفضل العظیم

(۱) فی "ش" تکدرۃ ۱۲

اما الشعبة الثالثة :-

فمن اصول المناصلة عند الخائضين والغائصين ان وجه الاتحاد بين الشيئين ثمر الالفة والايتلاف وان وجه الافتراق يورث الوحشة والاختلاف وبغلبة وجوه الاتحاد تزداد المحبة وبغلبة جهات التفارق تزداد النفرة وينافيه بحسب الظاهر ما قرره العقلاء من ان التضاد انما يكون بين نوعين من جنس واحد والمختلفان بالجنس لا يمتنع اجتماعهما ومما يشهد له في الاستقراء ان التباغض انما يكون بين المتشاركين في منصب و مطلب دون الاجانب وان التعصب بين السني والشيعي اشد مما بينهما وبين الذمي وتجنب الصوفية عن الفقهاء اكثر من الجهلاء وتحاسد العلماء فيما بينهم ازيد مما لهم مع العوام الى غير ذلك من النظائر فلابد لهذه العقدة من حل ولهذا الغموض من كشف والمطلوب[1] من حبيبنا ادام الله ايامه اجالة النظر فيه والتعرض له والتنبيه عليه -

وبالجملة فلهذا المحبة على اختلاف مراتبها قوة وضعفا اسباب كذلك ويجمع شتاتها في اثني عشر وهي الاتفاق في النوع والنسب والوطن واللغة والسن والحرفة والعقيدة والاحسان الجزيل بالامن والاذى وطول الصحبة مع الانبساط وحسن الخلق وحسن الصوت وحسن الصورة وهذا الاخير يتقوم بصفاء اللون و تناسب الاعضاء ويتقوى بطيب اللهجة ولطف الحركات ويكمل بالملاحة والزينة ويؤدي الى افراط وقلق يسمى بالعشق وللحسن مراتب اربع المقبول وهو الملذ غير المقلق والمرقص وهو المقلق للباطن والظاهر لا يدوم فعله والمقيد[2] وهو ما يلزم القلب فيتعسر الانخلاع عنه ويتحمل شدته والمهلك وهو ما لا يتحمل القلب قوة لذته فيزيل الافاقة قبل الاحاطة به والمراتب الثلاثة الاخيرة لا تترتب على مجرد الصورة ما لم ينضم اليه غنجاته وكلماته ونصل سهمه ما اشار اليه من قال ؎

شاہد نیست کہ موئے ومیانے دارد   بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

---

(۱) بیانہ فی الرابعۃ التکملۃ منہ من ش   (۲) فی "ش" والمقید ۔

وتحقیقہ عندی انہ ہیئۃ متصلۃ[1] مطبوعۃ من مقولۃ الوضع والملک یدل علی طریان حالۃ مطبوعۃ سریعۃ الزوال بغیر اختیار علی قلب المحبوب فینفعل عنہ قلب المحب اسرع مایکون واشدہ واول نظر المحب کبذر اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ فانبعاث القلب الی المحبوب مالم تنفطن لہ ہو شطأہ فاذا تفطن لہ ولم یشعر المحب بتفطنہ فقد آزرہ واذا شعر بہ ولم یعرف رضا المحبوب وتسلیمہ لعدم تعریفہ بہما فقد استغلظ فاذا عرفہ المحبوب ذلک فقد استوی علی سوقہ فیکونان کمرآتین متقابلتین ینعکس کل مع مافیہا فی الاخری واما رجحان صورۃ والاختصاص بجمیل دون جمیل فکما قیل ؎

ان المحبۃ امرہا عجب + تلقی الیک ومالہا سبب

والذی اکتنہت فیہ ان مرجع ذلک توافق تناسب مودع فی النفس مع تناسب یصادفہ من خارج فتقع اللذۃ فی القوۃ الوہمیۃ من حیث وجدان الملائم علی قدر ملائمتہ فاذا افرطت وغلبت ملکت زمام النفس لان الوہم سلطان القوی حاکم علی النفس فامتنع التماسک عنہا وایثار غیرہا علیہا وہذہ النسب المودعۃ فی النفس ترجع عندی الی اصول خمسۃ۔

احدہا معان روحانیۃ اومی الیہا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ایتلف وما تناکر منہا اختلف" فہی خاصیۃ فی الصورۃ الشخصیۃ مثل خواص الصور النوعیۃ کما للحدید مع المقناطیس والورد الدائم المواجہۃ للشمس معہا وہذہ المحبۃ لا تزول ان صار الجسم رفاتا وربما کما یحکی من قصۃ بشر القائل ؎

ولو ان لیلی الاخیلیۃ سلمت — علی ودونی تربۃ وصفائح

لسلمت تسلیم البشاشۃ اوصدت — علیہا صدی من جانب القبر صائح

وقد سمعنا فی العصر القریب شواہد لہذہ المحبۃ من تجاذب الاجساد بعد الموت یطول ذکرہا۔

(۱) فی "ش" منتقلۃ ۱۲

وثانیها[۲] ما یرجع الی اوضاع سماویۃ و قوی فلکیۃ اذ فیہا تناسب واجتماعہا مزاج فقد رأیت من انکسف الشمس فی درجۃ طالعۃ وہو متمسک بالتقوی ظاہراً و باطناً وشمس البدن ہو القلب فابتلی بہوی فتاۃ ابتزت[۱] فیہا قوۃ قمریۃ واللہ یعلم ما درجۃ طالعہا فکان یجد قلبہ مرجاً[۲] اخضر واسعاً و یجادحہما فرأی کان اشعۃ تنفصل عنہا و تنتشف فی جسدہ وما کان یستطیع الاقلاع عنہا ولو بالف حیل حتی نزلت الشمس فی تلک الدرجۃ و خسف القمر فی نظیرتہا فطہر القلب و صفی و ربما کان مثل ہذا من لوازم طالعہا فدام بدوامہا و ربما کان فی نفس قوۃ کوکبیۃ تقتضی ان یحبہ کل من راہ والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ " وَ اَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ "۔

وثالثہا[۳] ما یرجع الی تناسب فی اقدار الاخلاط و کیفیاتہا مثل ما یوجد بہ الاختلاف فی اشتہاء الطعوم والروائح والالوان فی اللباس۔

ورابعہا[۴] ما یرجع الی تناسب فی صلابۃ القوۃ الشہویۃ والغضبیۃ والوہمیۃ و رخاوتہا وفی قوتہا وضعفہا وفی الاخلاق الراسخۃ فی جوہرہا فمن الناس من یحب الحیاء المفرط او المتوسط او یحب الاصغاء و الانقیاد او الاباء والتمرد او یحب الطرافۃ[۳] او یسیر البلاہۃ او التادب او الجسارۃ و یستحسن ہدیاً دون ہدی و زیاً دون زی لدلالتہا علی غرائز مرضیۃ او مکروہۃ او الاعتیاد بالاستیناس باہل بعضہا والاستہجان لاہل بعضہا او نحو ذلک فاذا وجدت جملۃ منہا معاً اوجبت فرط اللذۃ و کثیراً ما تتبدل[۴] فیہا او فی احدہما۔

وخامسہا[۵] ما یرجع الی قاسر من ملۃ[۵] الروحانیات و تاثیر العزائم والرقی والدعوات المستجابۃ والہمم النافذۃ والاوفاق المجرب والخواص ولہ بسط بسیط فی فنہ عند اہلہ۔

ثم ان للمحبۃ حکماً نافذاً البتۃ فی محلہا اعنی المحب فمبدأہا المعرفۃ برؤیتہ او برؤیۃ تصویرہ او برؤیاہ

---

(۱) فی ش " اہترت " ۱۲   (۳) فی " ش " الظرافۃ   (۵) فی " ش " من لمیۃ ۱۲

(۲) مرجا سبزہ زار ۱۲ من ش   (۴) فی " ش " بتبدل ۱۲

وقد رأیت من رأی فی منامہ جنیۃ فشغفتہ حبا او باستماع محامدہ وبالجملۃ فالمبدأ بالحقیقۃ الصورۃ الخیالیۃ او الحسیۃ۔

واولہا الانس وہو ارتیاح القلب بصحبۃ المحبوب ورؤیتہ وذکرہ۔

ثم الغرام وہو اللزوم للنفس فیتاذی بفرقتہ بل بغمض العین وصرف النظر عند حضورہ۔

ثم الحب[1] وہو انبعاث القلب للبذل والاحسان۔

ثم الایثار وہو تقدیمہ[2] فی اللذیذۃ والنفیس علی نفسہ وغیرہ۔

ثم العذار وہو الاقدام علی بذل العرض والنفس فلا یتأثر بالملام والحبس والضرب۔

ثم الہوی وہو الاکباب علیہ بترک الالتفات الی غیرہ من الحسان فان کان ضعیف النفس فیعقبہ السکر وہو الغفلۃ عن اعیان الحاضرین واصواتہم۔

ثم الدہش وہو الغیبۃ عن نفسہ فلا یقدر علی الانتباہ ساعۃ۔

ثم السعق[3] وہو عسر الانتباہ بالتنبیہ[4] وربما یجر الی الموت وان کان قوی النفس۔

فالوداد وہو التفطن برضاء المحبوب بشہادۃ القلب۔

ثم المصافات وہو ارتفاع المخالفۃ عن الارادۃ۔

ثم الخلۃ وہو کمال الموافقۃ فی الرأی فیستحسن ما یستحسن ویستہجن ما یستہجن کما قیل ؎

وقف[5] الہوی بی حیث انت فلیس لی | متأخر عنہ ولا متقدم
احد الملامۃ فی ہواک لذیذۃ | حبا لذکرک فلیلمنی اللوم
اشبہت اعدائی فصرت احبہم | اذا کان حظی منک حظی منہم

---

(۱) ہذا معنی خاص ۱۲ من "ش"
(۲) فی "ش" وہو تقدیمہ فی اللذیذۃ والنفیس ۱۲
(۳) ہکذا فی ناجعۃ التکمیل ۱۲ من "ش"
(۴) فی "ش" بالتنبہ ۱۲
(۵) فی "ش" وقف الہوی بی حیث انت فلیس لی ۱۲

واہتنی فاہنت نفسی عامدًا ... مامن یہون علیک ممن اکرم

فحینئذ لایبقی بینہما سر محجوبًا ولاشان مستورا فہذہ المراتب فی حالۃ الوصل واما فی حالۃ الہجر۔

فالشوق وہو المیل الی اعادۃ اللقاء۔

ثم الصبابۃ وہو انصباب الشوق الی الاعضاء فلایتمکن من التماسک والضبط۔

ثم الولوع وہو الہیجان لذکرہ والآثارہ ویشبہ کما وقع للمجنون فی الظبیۃ المصیدۃ اذا نصب الحبالۃ[1] ابتغاء لقوت اہلہ لما نزل بہ وبہم من الفاقۃ فوقعت فیہا ظبیۃ فوثب الیہا وحلہا وخلاہا قائلا ؎

قال وقد اطلقتہا من وثاقہا ... فانت للیلی یا حبیبۃ[2] طلیق[3]

ایا شبہ لیلی لاتراعی فاننی، ... لک الیوم من بین الانام صدیق

فعیناک عیناہا وجیدک جیدہا ... ولکن عظم الساق منک دقیق

(وکما قیل ؎ لثمت ثغر عذولی حین سماک ÷ بفیہ حتی کانی لاثم فاک (من ش))

وکما قیل ؎

احب من اجلکم من کان یشبہکم ... حتی لقد صرت اہوی الشمس والقمر

امر بالحجر القاسی فالثمہ ... ان قلبک قاس یشبہ الحجرا[4]

(۱) الحبالۃ دام ۱۲

(۲) مادامیکہ زندہ امی ۲ من ش

(۳) گذشتہ باشی ۱۲ من ش

(۴) وما احسن ماقال شاعر قرن العشرین امیر الشعراء الشوقی ؎

بذلت لہ کوائی فذاب الجلید ... واشفق الصخر وان الحدید

وقلبک القاسی علی حالہ ... ہیہات بل قسوتہ لی تزید ......

ومن یحمل الاشواق یتعب ویختلف ... علیہ قدیم فی الہوی وجدید

(شوقی)

ثم الولہ وہو خلع الحیاء والرسوم فی الطلب۔

ثم الہیمان وہو الخروج عن قضیۃ العقل فی الحرکات والکلام بشغل القلب

ثم الکابۃ وہو سقوط المرافق البدنیۃ ورغبۃ الصحبۃ فیذہب الجوع والنوم ویتوحش عن الناس

ثم الاستغراق وہو خلو القلب عن غیر المحبوب زمانا طویلا۔

ثم الوجدان وہو تمثل المحبوب ومماشاتہ ومکالمتہ شبحا[1] کما رأینا" لصدیق لنا اسمہ ضیاء الدین۔

ثم العشق الحقیقی وہو سریان صورۃ المحبوب مع متانتہ ورسوخ فی الارواح النفسانیۃ سائرہا۔

وتحدث منہ انفعالات عجیبۃ کما وقع للقیس فی قصۃ لیلی ولا عجب للعقل فی مثلہ کما یری

فیمن عضۃ الکلب فسری[2] صورتہ فی الادراک والحرکات والصوت عندہا یتقاطر منہ الدم تتشکل بہ وقد وقع

لبعض اہل التصفیۃ من سرعۃ الانفعال ان ضرب مظلوم سوطا فانتقش علی جلدہ وفی احوال العامۃ لقبول

البدن من صرف الادراک مثل ما یقبل من الاسباب الخارجۃ[3] شواہد۔

منہا احتلامات[4] الحواس الخمس نعم لاشک فی ندرۃ ہذا الحال۔

وہہنا نوع آخر من المحبۃ لطیف یسقط فیہ الہجر والوصل والبعد والقرب وہو القیام بمراد المحبوب

والرسوخ فی الوفاء وحفظ العہد وابتغاء الرضاء وبذل النفس والعرض والمال لہ وان لم یکن معہ طلب

اللقاء ولا قلق فی النوی[5] وہذا النوع اکثر وقوعا بسبب الاحسان والصحبۃ وعدۃ وجوہ من القرابۃ و

فی اسباب المحبۃ الغرضیۃ وعامۃ من بہ محبۃ مع اللہ وللہ ویطرئی ہذہ الشعبۃ عند المعاملۃ مع المحبوب

مثل ما ذکر فی الشعبۃ الثانیۃ کما یقع فی تلک الشعبۃ المراتب المذکورۃ ہہنا وانما وزعناہا[6] کذلک لامور ثلثۃ

احدہا انہا اذا حصلت فی الابدان المتباینۃ والارواح المتقاربۃ ففیمن[7] لہ المعیۃ الذاتیۃ

---

(۱) فی "ش" شبحا ۱۲ (۲) فی "ش" فیسری ۱۲

(۳) فی "ش" الخارجیۃ ۱۲ (۴) ذکرہا فی تاسعۃ التکمیل ۱۲

(۵) البعد ۱۲ من ش (۶) وانما وضعناہا ۱۲ مولانا اعظمی (۷) فی "ش" فیضمن لہ المعیۃ ۱۲

والقيومية الوجودية اولى واذا وجدت فيمن لاعلم له الا باعلام المحب ولا قدرة له على انشاء التصرف من وجوده الظلى الذى فى دراكة المحب ففى من له العلم الشامل والقدرة الكاملة اولى

وثانيها ندرة تلك المعاملات مع الله وشهرتها بين الناس وبالعكس فى المراتب لشيوع بعضها فى اہل الله وغرابتها فى الناس والنادر الغريب اولى بالذكر من المشهور الشائع -

وثالثها ان تلك المراتب غاية ما توجد فى المحبة البشرية واما فى المحبة الالہٰية ففوقها مراتب من قرب النوافل والفرائض وغيرہا كما اشرنا اليه فى آخر الشعبة الاولى -

واما حكم المحبة فى المحبوب فمختلف وذلك ان المعشوق اذا استشعر بهاوى العاشق -

فمنهم من يزداد تزيناً وتجملاً ثم تعطفاً وتقرباً لرقة جنسية[1] او طماعية مالية[2] -

ومنهم من يزداد دلالاً وتفتناً او اعراضاً وتنفراً ولا يتغير اصلاً وقليل ما هو والصا الامر الاكثر ان المحبوب لا يتأثر عن المحب اصلاً فيحتاج المحب الى التزين فى عينه وبذل المال عليه واقامة الموجبات المحبة الغرضية واذا عجز التجأ الى الاسباب القاسرة عليه فان الغريق يتعلق بكل حشيش ومن اصدہا ما قيل بالہندية ؎

ٹونا ٹامن ٹوڑ کا بھول گیو سب کوئی ۔۔۔ جو پیو کہے سو کیجئے یہی ٹونا ہوئی

ومن النوادر ان يكون نفس المحب بلغ جبلة او كسباً قوة وہمة مبلغ قوة اصحاب الہمة وكان المحبوب منفعل النفس فاحدث فيه عطفاً ثم جذباً ثم تسخيراً وتسخير اللسان[3] والمواعيد المرغبة مع الكتمان فيه تاثير بليغ والمطلوب من ہذه المحبة للمتنزہين عن شوائب الشہوة الصحبة والكلام معه والانبساط منه والقرب عنده والاطلاع على ما فى الضمير ورؤيته فى احسن احواله تجملاً وسروراً فحسب -

---

(۱) فى "ش" جبليته ۱۲ ۔۔۔ (۲) فى "ش" او طاعة ماليه او مثلها ۱۲

(۳) فى "ش" وسحر اللسان ۱۲

وقد برهنت على ان العشق بهذا النوع اخبث الفتن واشنع المحن الا من عصمه الله تعالى فی ابتلائه كما انه بالنوع المذكور فی الشعبة الثانية[1] اشرف النعم وافضل المنن بان لنا سبعة اشياء لا شیء يدانيها[2] فی عزتها وشرفها كل منها لذة العيش وخلاصة الحياة وهی راحة القلب وراحة البدن والعقل والعرض والمال والشريعة والطريقة وهذا يفسد الكل ويهدمه ثم لا يعقبه غاية محمودة يخلفها والكل ظاهر الا فی الشريعة والطريقة فاما الشريعة فلان بناءها على الانقياد التام للشارع بنعت التوحيد والاخلاص والمعشوق ربما يامر ويرضى بالمعصية فان اطاعه بطل الدين وان لم يطعه فسد العشق واما الطريقة فلان اصلها تخلية القلب عما سوى الله وهذا يضاده اما عند غير القائل بوحدة الوجود فصريح بين واما عند القائل بها فلالتزام[3] الحصر فی المعشوق والاعراض عن اطلاق المحبوب الحقيقی وانما جهة الغيرية هی جهة التقييد وقد قال الشيخ محی الدين ابن العربی انما كفرت النصارى فی قولهم إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لاعتقادهم الحصر فيه واثبات الالهية من جهة انه ابن مريم وما روی "ان من عشق وكتم وعف ثم مات مات شهيدا" فلا يدل على فضيلة له بل على فضيلة الكتمان والعفة فانهما من غاية الصبر "وَإِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" وايضا فالام غيره من الآفات يتاذى بها النفس فتحتال لدفعها والام هذه البلية تتلذذ بها فلا ترضى بازالتها واشنع منه ما كان لمصادفة خلط سوداوی صورة مستحسنة فی الوهم والخيال فساد الباعثة والمحركة بالانفعال عنهما وهو المذكور فی الطب للعلاج نعم العشق[4] العفيف يحرك القلب الساكن الجامد ويوقظ الروح النائم الخامد ويقطع العلائق القوية فيعده لان يصرفه الشيخ الكامل الى الله ويغنيه الباطن الطامع على العبادة باللذة لا بالغرض وربما لحقه ندم وحرمان فكان احد الاسباب العادية للتوبة ولكن لا نرى من عظماء الحقيقة وكبراء الطريقة وائمة العرفاء من هدى للعرفان بالتمرن عليه والمزاولة له وسكت عن قول

---

(۱) ثالثتها ۱۲ من ش
(۲) فی "ش" بدانيها ؟ ۱۲
(۳) فی "ش" فلالتزام ۱۲
(۴) فی "ش" ثم العشق العفيف الخفيف ۱۲

بعض العرفاء اتقوا الامارد فان لهم لونا کلون الله فاجبت بانه لاشک فی ان لیس للامارد لون معین یشبه به ولا نختص بهم دون غیرهم بل المراد ان مافی لونهم من السر المستولی علی النفوس الفتان للقلوب الجاذب للارواح لیس صرف امر جسمانی یؤثر فیما فوق الاجسام بل ہو من اشعۃ المعنی المشار الیہ فی قول القائل ؎

لقد صرت مقناطیسنا فقلوبنا　　لجذبک ایاہا الیک تمیل

فہو وہج من ذکار اللہ ولا غرو فی وقوعہ کل موقع کما قیل ؎

وان ضیاء الشمس تفشوا فیوضہ　　فیشرق مایلقی بیاضا و اغبرا

وانوارہا لم تنفض[1] من بہائہا　　تصیب جمیلا والقبیح المقذرا

فالجاہل یتخذہ حبالۃ من الضلالۃ والغی والعارف یتخذہ مرآۃ لمطالعۃ ہذا الشان الالہی ولمثل ہذہ الجہات قالوا المجاز قنطرۃ الحقیقۃ فلا مدخل لہ فی الایصال الی الحق کما قالت الجاریۃ ؎

ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا　　الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

واللہ یہدی ویعصم وینجی ویرحم۔

واما الصوت الحسن فاختصاص الناس فیہ بلحن دون لحن ایضا لمثل ہذہ المناسبات المودعۃ فی النفس وللصوت الحادث ثلثۃ فطولہ ہذا الامتداد الزمانی وعرضہ سعۃ مخرجہ وغلظہ او ضیقہ ودقتہ وبہا دونت شعبہا وعمقہ درجۃ قوۃ مخرجہ فیتحقق فی الاصوات نسب صمیۃ وعددیۃ وانما دونت بالاخیرۃ بل رجوع استحسانہا الی التناسب اظہر فانما حدثت وضبطت بالنسب ومن عین لہا اوقاتا وصورلہا تماثیل بہیئات فانما راعی تناسبہا وقد رأینا تواطی قریۃ وقبیلۃ علی لحن وتواطوٗ الاقالیم والبلاد فی الانزاج والالتذاذ علی الحان مختلفۃ کما یری فی الہند والعرب والفرس والافاغنۃ وغیرہم لاختلاف امزجتہم فی الکیفیات المزاجیۃ والکوکبیۃ وغیرہا وللصوت مع التناسب صفاء وملاحۃ وزینۃ وہی تصحیح الحروف

---

(۱) فی "ش" لم تنتقص وقال مولانا الاعظمی "لعل الصواب لم تنفص او لم تنتقص" ۱۲

ذلہ المراتب الاربعۃ من المقبول والمرقص والمفید[1] والمهلک فان تاثیرہ باستعداد السامع یصل الی الصعق والموت وافراط لذتہ یسمی بالوجد وبالجملۃ فلہ عند سلامۃ السامع عن المعارضات تاثیر عظیم فی اہاجۃ القلب وابداء مکنونات النفس خیرا وشرا کما قیل ؎

یہیج الفتی عند السماع لانہ　　یبین لہ السر الذی فیہ قد خفی

وذلک ان الصورۃ فی نغماتہ　　عبارات معنی الشوق من غیر احرف

وقد بالغت فی استنباط قدر تاثیرہ وتوقع[2] فعلہ فوجدتہ اقوی الوسائل لترقیات الاحوال ولا اثر لہ اصلاً فی ترقیات المقامات

وکما ان لحسن الصورۃ اقساما فجمال النساء یخالف جمال الرجال وجمال الصبیان وجمال الصبیان جمال الفتیان وہما جمال المشائخ اصحاب الانوار وثم جمال المقاتلۃ اہل الارعاب

فکذلک لحسن الصوت اقسام لحن الاذان ولحن التلاوۃ ولحن الاذکار ولحن انشاد الاشعار الشوقیۃ والمراثی ولحن الغناء ولحن النوح ولحن تنشیط الحیوانات والاطفال وہدوہم ونحو ذلک وکل منہا علی انواع ولہا اصناف۔

ولحن الغناء یلحقہ النظر فی امور اربعۃ

احدہا المعنی المؤدی فیہ انہ ذکر الحق توحیداً اوثناء اومناجاۃ او منقبۃ للصالحین اومدح عظیم اومحبوب معلوم مستحق علی وجہ الصدق اوالمبالغۃ اوالاغراق اوغیر مستحق اومفروض اوشوق اوتحزن علی الہجر اوالقصور اوفرح بوجدان المطلوب وہل ہو مشتمل علی کلمۃ بدعۃ اوفسق اوکفر وہزل اولا۔

وثانیہا فی خصوص محلہ ومخرجہ انہ ذکر امر انثی محرک شہوۃ محرمۃ اومہیج فتنۃ محبۃ اوصاحب فسق وبدعۃ یکرم بہ اولا۔

---

(۱) فی "ش" والمقید ۱۲　　(۲) فی "ش" وموقع ۱۲

وثالثها فی الغرض المحرک الیہ انہ کسب معیشۃ او توسل او تذلل الی ذی جاہ او فرح باعیاد المسلمین او مسارہم او باعیاد الکفار ومسارہم او ہیجان شوق او تہیج مشتاق علی اختلافہما خیراً و شراً او نحو ذلک

ورابعہا انہ مجرد عن الالات او مقرون بہا من المزامیر بالفم او من ذوات الاوتار المضروبۃ بالنقر او بالقوس او من ذوات الجلود المضروبۃ من الجانبین او من جانب واحد مع انسداد الطرف الآخر حقیقۃً او حکماً او مع انفتاحہ او بمقارعۃ التین ؟ او غیر ذلک۔

وہذہ الامور کما انہا مدار اللذۃ او الکراہۃ کاملاً او ناقصاً بحسب الموافاۃ لحال السامع کذلک ہی مدار اباحۃ الشرع وتحریمہ واذا تعارض سببا اباحۃ وحرمۃ رنح المحرم وما جاء من ارتکابہا والانہماک فیہا ممن نعتقدہ[1] ولایتہ بما یقارب الیقین فما ہیہم[2] علی بنیۃ من حمایۃ الدین او اعلامہم بالمحبۃ الی الطریق الاقوم المتین او اظہار فرط تشنعہ بین المسلمین او اہانۃ اہل المحبۃ باثبات القادح علیہم فی الدین و منکرہم غافل عن قولہ تعالیٰ "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" فان ذلک تحصل بزیادۃ حسنۃ واحدۃ فما ظنک ممن یحفظ الانفاس ویعمر الاوقات ویجتنب الشبہات ویراعی سائر الآداب[3] ویرجی لہ اکثر مما یرجی لغیرہ من عفو الزلات ولا یقع فی مثلہ الا فی شدۃ الشوق والغلبات اما مع الندم والاعتراف بالتقصیر او مع شہادۃ الوجدان بانتفاء المعنی المحرم عنہ ثم حصول الظن بتخصیص المحرم من قبیل خطاء المجتہد ثم التمسک لاباحتہ بکل نقل ضعیف او حقیر واللہ سبحانہ بما فی الصدور خبیر ولکن لا التقلید لغیرہم بہم فان حکم التحلیل والتحریم للشارع البشیر والنذیر وتتبع کلامہ عہدۃ اہل النقل والاجتہاد والتنقیر۔

وسأل جدی رضی اللہ عنہ احد اصحابہ ممن کان ینبسط الیہ میلکم الی حسن الصوت ام الی حسن الصوت؟

(۱) فی "ش" یعتقدہ ۱۲

(۲) ہکذا فی "ش" وفی العبارۃ سقم واللہ اعلم ۱۲ سوانی

(۳) فی "ش" الارادات ۱۲

فقال الی حسن الصوت فتبسم جدی رضی اللہ عنہ وقال ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ وظنی ان تاثیر حسن الصوت اسرع واعم حتی فی الحیوانات وہو فی الحیوانات اندر کثیراً وتاثیر حسن الصورۃ ادوم ویختص من الناس ایضا ببعض واللہ اعلم ۔

واما الخلق الحسن فاستحسانہ یرجع الی اصول ثلثۃ

احدہا المشارکۃ فی غلبۃ[1] فلما کانت محبۃ کل لنفسہ ضروریۃ کانت محبۃ النفس الشبیہۃ لہا ضروریۃ

وثانیہا انجذاب النقص الی التمام الذی لایستبد بدونہ ولایستتب الا بہ فکما یضطر الظامی الی الماء والجائع الی الغذاء والانثی الی الذکر والصبی الی الحاضن کذلک یضطر الخائف الی الشجاع والضعیف الی القوی والمحتاج الی الجواد القائم المحتاج الیہ والملوم الی المستحسن ۔

وثالثہا رسوخ اعتقاد کونہ کمالاً اما بعادۃٍ وتقلیدٍ او تجربۃٍ وتحقیقٍ فالکمال من حیث ہو کمال محبوب لذاتہ لمحبوبیۃ اللذۃ لذاتہا وقد یکون ذلک لخصوصٍ طبعیٍ فقد رأیت من حبب الی طبعہ مقولۃ الاضافۃ فلا ینشرح الا فی تحقیق النسب والسلاسل والروابط ومن لاینشرح الا فی مقولۃ الکم من المحاسبات والتقدیرات ومن لایفرح الا بمذاکرۃ الحروب وخداعہا ونحو ذلک والکل تختلف لغلبۃ الخلق واشتداد الحاجۃ وفرط اعتقاد الکمال واعم الاخلاق جلباً للقلوب التواضع[2] والسماحۃ فالتواضع اثبات الجاہ من لاسبب ضروریا فیہ لاثباتہ والسماحۃ ترک التعرض للغیر طلباً وترکاً وان کان لوسعۃ[3] الصدر فقط وقد ورد " ازہد فی الدنیا یحبک اللہ وازہد فیما عند الناس یحبک الناس " ومنہا التسلیم وترک الاعتراض علی العبادۃ[4] الغالبۃ ثم لکل من السخاوۃ والشجاعۃ والکفایۃ والامانۃ والحیاء والعصمۃ والحلم والوفاء والرزانۃ والجلادۃ والصدق والفصاحۃ ولامثالہا فی القلب محل لیس لغیرہ ۔

---

(۱) فی "ش" غلیۃ ۱۲

(۲) قال شیخ مشائخنا الامیر امداد اللہ المہاجر المکی اصل الاتحاد التواضع واصل المنافرۃ الکبر ۱۲ سواتی

(۳) فی "ش" توسعتہ ۱۲

(۴) فی "ش" للعادۃ ۱۲

واما طول الصحبة مع الانبساط فلقرب الابدان والتصاق[1] الصدور فيه مدخل جليل کما یری فی حواضن الاطفال -

واما الاحسان فلایختص بالمال بل یشتمل اعطاء المنصب والعلم والانجاء من الدواهی البدنیة والمالیة والعرضیة وعدم انفعال البعض عنه لیس بضعف سببیة[2] بل بفساد جوهرهم وخبث طینتهم -

واما العقیدة فکالدین والمذهب والطریقة مالم یقع معها مخالفة وتعصب توجب اضداد المحبة

واما الحرفة فعبارة عن الفعل الکثیر الوقوع بالعنایة والقصد سواء اتخذه العامل مکسبة معاشه اولا

وجذب الوطن واللغة والسن والحرفة اصرح مایکون عند تفاقم خلافها ولعمومها کثیرا مالایوقف علی اقتضائها الجهة نحبة[3] -

واما النسب فیبلغ شدته خصوصا فی الاقارب مبلغ العشق ومن اصوله ان حب الاصل للفرع یکون اقوی من العکس وهو عمود الهی فی نظامی التکوین والتشریع للمحبة والاعانة کما جاء "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ" وجعل فی الابوین کانه ظل الشعبة الاولی مما ذکرناه

والاتفاق الصنفی للرجال بینهم وللنساء بینهن وان کان من اسباب المحبة بالعموم ولکن الحکمة الالٰهیة حیث القت بین الرجل وامرأته "مودة ورحمة" لیسکن الیها فیقع بینهما مع الاختلاف من المحبة مالایقع فی الاتفاق الصنفی لعدة معان اشرنا الی بعضها ونشیر فی المحبة الغرضیة الی بعض آخر منها وهو احکم الحاکمین -

الشعبة الرابعة :-

فمن اصولها ان الانسان کما علم اجمع الموجودات للقوی الفلکیة والعنصریة والمعدنیة والحیوانیة

---

(۱) فی "ش" والصاق ۱۲ (۲) فی "ش" لضعف سببیة ۱۲

(۳) فی "ش" علی اقتضائها محبة ۱۲

والملكية واكثرها(١) اجزاء حاملة لها واوسعها ارتفاقات ينتفع بكل شيء استعمالاً واستعلاماً واوفرها احتياجاً الى الآلات واشدها تعاوناً(٢) من بني نوعه وفضل على سائر الموجودات بعقل مستنبط للكليات من الجزئيات وطارد لها في الغايات فله بحسب كل قوة وحرز آفة يحترز عنها ورياضة يتقوى فيها بها وكل قوة لذة محبوبة لها لذاتها ولكل آلة صنعة كاسبة لها وبها ولكل اعانة من بني نوعه علاقة حاملة عليها وضابطة حافظة لها ودليل كاشف لهم عما في ضميره وفي كل ارتفاق رغبة وحاجة لطلبه والنفس اذا تمكنت من ضرورة الحاجة وهي دفع ضرر لاصبر عليه وجلب نفع لاصبر عنه قصدت رفاهية فيها وهي استيفاء اللذة معها فاذا تمكنت من الرفاهية المعتادة قصدت جميع اصناف اللذة اليها فاذا وجدت ذلك بحسب الوقت العاجل لنفسه ولامثاله طلبت ابقاءها وادامتها بحسب المستقبل الاجل له ولهم واذا بلغت منية من مناها استنبطت او تلقت من اخوانها افضل منها واجتهدت في سعيها وكما يكون ذلك في الاغراض الدنيوية يكون مثله في الاغراض الدينية والاخروية وجملة هذه المطلوبات اغراض سهامها ومرامي قصدها فاذا مالت الى شيء منها فقد حصلت له محبة فاوجبت محبته ما يفيده ويعينه في تحصيله وكراهته ما يصده عنه فذلك مجال انفساخ المحبة الغرضية وتبين منه ان هذه الشعبة بمنزع ما قبلها كما كانت الثانية شعبة لما قبلها والفرق بين الشريتين ان ما يكون سبب المحبة معها او قبلها فطبيعية وما كان بعدها فغرضية والنظر في اقسامها۔

تارة في مبادي الاغراض فقد يكون من فروع القوة الملكية كالمريد مع الشيخ والمقلد مع المجتهد او من العقل الكلي كما بين التلميذ والمعلم او من القوة الوهمية كما بين الاعوان في الملاعب او من القوة الشهوية كما بين الزوجين او من القوة الغضبية كما بين الاعوان في الحرب۔

وتارة في نفس الغرض انه اقامة نظام ديني كما بين النبي وصحابه او دنيوي كلي كما بين الملك

---

(١) في "ش" ومن اكثرها ١٢ (٢) في "ش" تعاوناً ١٢

ووزیرہ او جبری کما بین المالک ومملوکہ ہذا تمتع بنعمۃ ذاک وذاک بخدمۃ ہذا او حظ نفس بمباح کما بین الاعوان فی المکاسب فی المعاش من الزراعۃ والتجارۃ والحرفۃ والواجرۃ باقسامہا اوحرام کما مع القوادات[1] والغواحش -

وتارۃ فی حصول الغرض انہ بالذات او بالتبع کما یکون مع الملوک فی ندمائہا ومع الازواج واولیائہا قبل اللقاء وبعدہ فیکون مجموعاً کذلک -

وتارۃ فی الثبات والانقلاب لتغیرہ فی احدہما او کلیہما سریعاً او بطیئاً او لا -

وتارۃ بلزوم محنۃ ومؤونۃ مکافئۃ للمقصود او دونہ او فوقہ او بدونہ -

وتارۃ لشرافۃ الغرض وخساستہ عقلاً او عرفاً او شرعاً -

وتارۃ بکون[2] عاجلاً او آجلاً قریباً او بعیداً

وتارۃ بکونہ ضروریاً او نافعاً او فضولاً او ضاراً لوجہ آخر

وتارۃ بخصوص متعلقہ او بعمومہ

وتارۃ بوجدان الغرض بالسعی او تخلفہ عنہ فہذہ عشرۃ وجوہ ولا حاجۃ الی مزید تفصیلہا بعد الاحاطۃ باصولہا،

ومن انفع الکلام فی ہذا الباب قولہ صلعم "احبب حبیبک ہوناً ما عسی ان یکون بغیضک یوماً ما وابغض بغیضک ہوناً ما عسی ان یکون حبیبک یوماً ما"

وبالجملۃ یجب فی ہذہ المحبۃ العمل بالحذر والتالیف معاً واکثر الاغراض حباً الجاہ والمال لکونہما ذریعۃ تحصیل اکثر المشتہیات فکان حصولہا حصول جمیعہا وزوالہا فقدان جمیعہا

ومن المحبۃ الشہوانیۃ ما یسمی بالعشق ایضاً وسرہ توزع البخارات المنویۃ فی القوی علی حسب

---

(۱) فی "ش" کما مع القوادات ۱۲ (۲) فی "ش" بکونہ ۱۲

توزع الارواح من الدماغ والقلب فيسري في جميعها فيلتذ جميع الحواس والخيال والوهم وتهيج الشوقية و
ينعقد العزم الى المحبوب واليه الاشارة في الحديث "زنا الاعضاء" فاذا اشتد الشوق وتعذر الوصل تناوبت
احوال ذكرت في الشعبة الثالثة فليفرق بينهما بالصادق والكاذب فان هذا الضعيف بقضاء الحاجة وطول
الصحبة او يبطل بالكلية واما الاول فانه يتضاعف بطول الصحبة وينقطع الشهوة وربما وقع عند اللقاء
رجيف في القلب ونافض في البدن ولهيب في الصدر وحيرة في الحواس يمتنع طغيان الشهوة معها و
لكن ربما يتفق انقلاب الصادق كاذبا والكاذب صادقا فالانقلاب في اسبابهما فيشتبه الامر الا على ذي
بصيرة نافذة ومن الانقلاب ان صنفا من الناس يكون محبوبا بغرض[1] فاذا لزم القلب حبهم حضرت المحبة حيث
لا يتوهم الغرض اصلا فكانه حب طبعي۔

ثم ان هذه المحبات قد ينعكس معا او يتعاقب لاشتراكهما في سبب او لانفراد كل لسبب وقد لا ينعكس
وقد يكون لشخص واحد محبوبات كثيرة من جهة واحدة او جهات شتى ويكون لجماعة محبوب واحد كذلك و
حينئذ قد يقصد التمتع بالاختصاص فيكون احد اسباب التحاسد والتشاجر اولا فيكون احد اسباب المحبة و
والتعاون ولكن لا يخفى انه ليس كل من يتعلق به الغرض ويستوفي منه الحاجة محبوبا فان المحبة حالة ميل و
انجذاب فربما يميل الباطن الى الغرض والحاجة ولا يلتفت الى صاحبها لفتة" اللهم الا ان يسمى محبوبا بالعرض
والمجاز وذلك كمن يبيع امرا مطلوبا فيرغب في الامر ولا يرغب الى صاحبه معرفة فضلا عن محبة وكل ذلك
واضح عند الاستقراء وايضا قد يبقى للنفس معها اختيار كف وكبح فسر اكهما[2] الاحكام الشرعية الخمسة وقد لا يبقى
فيجح[3] عليها

الشعبة الخامسة :-

(۱) في "ش" لغرض ۱۲ (۲) في "ش" فتراكهما ۱۲
(۳) في "ش" فتجمح ۱۲

فمن اصولها ان من التحصیل عند المحصلین ان الاستفاضۃ بقدر المناسبۃ ومعلوم ان الانسان العامی مجال مشاعرہ فی المحسوسات ومجال عقلہ الغریزی فی المعانی المجانسۃ لہا والمنتزعۃ منہا والحق جل شانہ بما ھو ھو منزہ عن جمیع ذالک ووراء فوق الوراء فوجب علیہ طلب دلیل موصل الیہ وطلب منبہ علی دلالۃ الدلیل وکیفیۃ الاستدلال بہ ولا شئی فی التنبیہ مثل الانسان من جہۃ حذاقتہ فی وجوہ التفہیم من النطق الفصیح والاشارات الواضحۃ والحکایۃ المطابقۃ ونصب القرائن وتاثیر الہمۃ والتحریض الحالی علیہ لما ارتکز فی النفوس من داعیۃ التقلید فی الناقص بالکامل والفاقد الطالب لفضیلۃ للواجد لہا من بنی نوعہ وجہۃ حسن معرفتہ لطرق الاشکالات او الشبہات والعوائق وبانحاء ازالتہا بالمماثلۃ الوجدانیۃ و کذلک لا دلیل علی الحق سبحانہ مثل الانسان من جہۃ کونہ مظہر کمالاتہ وجامع شیونا تہ وآثارہ ومکشاف تجردہ مع قیومیتہ وفہم دقائق خطابہ مع شرکتہ لغیرہ من الکائنات فی ابانۃ آثار القدرۃ والحکمۃ و غیرہا ولاسیما الکمل منہم فانہم المرایا المشاہدۃ جمالہ وجوارحہ فی خوارق تصرفاتہ والحبائل لجذبہ واجتبائہ واتصل ذلک بما معہم من قرب الحق سبحانہ منہم ومحبتہ لہم وترغیبہ علی محبتہم واستصحب ذلک محبۃ ما فیہم من محامد الاخلاق ومحاسن الشمائل واقترن ذلک بما یتعلق بہم من الاغراض الفاضلۃ و الحاجات العاجلۃ والآجلۃ وبما فی متابعتہم من انتظام الروابط الواثقۃ والمعاونات الصالحۃ و اکد ذلک ما فی جبلتہم من ان محب الشئی یحب محبوبہ ومحبّہ حتی صار الکمل منہم انوار الحق کَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

فقرب الحق سبحانہ منہم نار وصفاتہم الکاملۃ زجاجۃ وحسن ثنائہم قبل وجودہم فی البشارات و

---

(۱) فی "ش" ان من التحصل ۔ (۲) فی "ش" التفہم ۔

(۳) فی "ش" وللفاقد بالطالب لفضیلۃ للواجد لہا ۔ (۴) فی "ش" مع شرکتہ ۔

بعد وجودہم فی السیر الصالحات مشکوۃ وما یتعلق بہم من الاغراض الشریفۃ زیت والاحکام الجبلیۃ الداعیۃ الی تقلیدہم وترویج آثارہم زیتونۃ وہم مصابیح الہدی فہم نور من نور ونور فی نور ونور علی نور وہم تمت المناسبۃ مع الحق سبحانہ فی استفاضۃ الکمالات الظاہرۃ والباطنۃ فوجب التوسل بہم فی معرفۃ الحق وسلوک سبیلہ واقتناء رضائہ وبقدر المحبۃ یحصل الاتباع لہم والانصباغ بہم فیکمل الانتفاع ویتم الاستمتاع فصار حبہم اشرف الاغراض عقلاً وطبعاً کما کان کذلک شرعاً واجمعہا للفوائد وادومہا فی الدارین واوثق الوسائل الی الکمال المطلق الحقیقی حتی کانہ المقصود بعد المقصود ولاجلہم توثر محبۃ من تعین وتفرع لمحبتہم والتشبہ[1] بہم وکفی بہ فضلاً عظیماً وفوزاً مبیناً۔

ولہذہ الشعبۃ اصول تستنبط من اصول جزئیہا ویختص النظر فیہا من وجوہ

احدہا مراتب انتسابہا الی الحق جل شانہ فاعلاہا ما کان بوجدان الحق فی مجلاہ[2] کما ورد "کنت سمعہ وبصرہ" ولابد فی مثل ہذا من التمییز[3] بینہ وبین الحلول الذی یعتقدہ النصاری والہنود وتحصل ذلک بانہ مخلوق اللہ سبحانہ لا عینہ ویوضح ذلک بمثال وہو استواء اشراق الشمس من کبد السماء علی قطع من زجاجۃ ومن صینی ومن خزف ومن مدر ومن فحم وتساوی وصفہا من الجمیع مع اختلاف ظہور آثارہا بواسطۃ صفاء الجوہر وکثرۃ قبول الفیض بدون التغیر والنزول[4] والممازجۃ والانحصار وما احسن ما قال ؎

ولما تجلی من احب تکرما	واشہد فی ذاک الجناب المعظما
تعرف لی حتی تیقنت اننی	اراہ بعینی جہرۃً لا توہما
وفی کل شیئ اجتلیہ ولم یزل	علی طور قلبی حیث کنت ومکلما
وما ہو فی وصلی بمتصل ولا	بمنفصل عنی وحاشاہ منہما

(۱) فی "ش" وتشبہ بہم ۱۲ (۲) فی "ش" مجلاہ ۱۲
(۳) فی "ش" التمیز ۱۲ (۴) فی "ش" والتنزل ۱۲

وماقدر مثلی ان یحیط بمثلہ ۔ واین الثری من رفعۃ البدر انما
اشاہدہ فی ضوء سری فاجتلی ۔ جمالاً تعالی عزہ ان یقسما
کما ان بدرا ینظر وجہہ ۔ بوسط غدیر وہو فی افق السماء

ولاینہ ہبن علی جیبی طال بقارہ ان اتجلی اصل عظیم لایستغنی عنہ القائل بالوحدۃ[1] ولضرورۃ التمیز بین احکام المظاہر ولاینکرہا لکونہ من احکام جہۃ الغیریۃ وعندی فیہ کلام مبسوط وبعد ذلک انہ موصل الی اللہ وکاشف للحجب بتصرف ہمتہ وتفہیم دقائق طریقہ وبالترغیب علی الدخول فیہ وتحمل مشاقۃ[2] وبعد ذلک ان اللہ یامر ویرضی بمحبتہ وبعد ذلک انہ محبوب اللہ ومحبہ فہذہ محبات اصلیۃ فی بابہا وبعد ذلک انہ یعینہ[3] فی امر اللہ بالمرافقۃ والصحبۃ او بالاباحۃ[4] والانشاد[5] وبعد ذلک انہ یفرغہ لطاعۃ اللہ بتحملہ مؤنۃ معیشتہ او مؤنۃ خدمتہ او مؤنۃ حمایتہ او مؤنۃ من یعینہ فیہا وہذہ محبات طبعیۃ فی بابہا وثانیہما مرتب قوتہا فاضعفہا مجرد الاستحسان والذکر الجمیل والدعوۃ الصالحۃ والفرح باصابۃ الخیر[6] والتاسف علی ضدہ ثم ما یبعث علی المواساۃ والاحسان ثم ما یبعث علی اللقاء ثم الملازمۃ فان کان المحبوب اکمل فالتوسل بہ ثم التلقن منہ ثم التشبہ بہ عملاً وحالاً ثم التبتل الیہ عن محبۃ غیرہ ثم بذل کل مافی یدہ من النفس والعرض والمال علیہ وان کان انقص فالشفقۃ علیہ وتربیتہ ومحافظتہ وتکمیلہ علی حسب استعدادہ ثم استخلافہ ثم تمکینہ فی مایجری فیہ البذل ثم ادراجہ فی ضمنہ فینصب علیہ ما انصب علیہ ولیعرج بہ الی ماعرج الیہ وحکی لی القاضی غلام محی الدین وکان من اصحاب جدی رضی اللہ عنہ وکان علی جادۃ قویمۃ من التقوی والمجاہدۃ وحفظ الآداب انہ مکث یومین ونصف یوم لایجلی فی انانیتہ[7] غیر شیخہ

(۱) فی "ش" بوحدۃ الوجود ۱۲
(۲) فی "ش" مشاقتہ ۱۲
(۳) فی "ش" یعینہ ۱۲
(۴) فی "ش" اوبالاباحتہ ۱۲
(۵) فی "ش" والانشاد ۱۲
(۶) فی "ش" الخبر ۱۲
(۷) فی "ش" انائیتہ ۱۲

ثالثہا فی فوائدہا وہی اما فی الدنیا فی الباطن والظاہر معًا او فی احدہما کما فہمت من مراتب قوتہا من تحصیل الکمالات والاعانات واما فی الآخرۃ وعند اللہ فقد ورد "ان المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء" وورد "خرج رجل زائرا اخا لہ فی اللہ فارصد اللہ علی مدرجتہ[1] ملکا فلما لقیہ سألہ الملک این ترید؟ فقال ارید قریۃ کذا ارید اخا لی فی اللہ قال ہل بینکم نسب او ذمۃ قال لا الا انی احبہ فی اللہ قال فان اللہ ارسلنی الیک ان اللہ یحبک" وورد "افضل الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" وورد "ان احد السبعۃ الذین یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ" "المتحابان فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ" وورد ان اللہ یسئل العبد ماذا عملت لی فیقول صلیت لک وصمت وتصدقت فیقول ہذا کلہ لک فماذا لی ہل احببت لی احدا" وورد "المرء مع من احب"

رابعہا شرط حصول فوائدہا عزیمۃ الاتباع والغالبۃ حتی یأخذ بمجامع القلب[2] لا یزال نصب العین والمحبۃ بشرط اصل الاتباع مستقلۃ بالفوائد ودار فوائد کمال الاتباع والا لم یکن لہا فضیلۃ الا کونہا مجرد وسیلۃ للمتابعۃ مع ان مورد الحدیث والفاظہ تابی ذلک ففی روایۃ انس رض ان اعرابیا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی الساعۃ فقال ویلک ما اعددت لہا قال واللہ ما اعددت لہا کثیر صلوۃ ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال المرء مع من احب قال انس رض فما فرحوا بعد الاسلام مثل فرحہم بہذا وفی روایۃ ابی ذر رض "ارأیت رجلا احب قوما ولم یعمل بعملہم فقال المرء مع من احب وانت مع من احببت" وفی روایۃ غیرہما کیف بمن احب قوما ولم یلحق بہم قال المرء مع من احب" وقصص نعمان رض معروفۃ مشہورۃ نعم ترتب الفوائد فی الدنیا مشروط بالصحبۃ وحسن الظن وعظم الطلب بواسطۃ او بلا واسطۃ کما ذکر فی المحبۃ بالذات وبالتبع۔

خامسہا لیس المراد بالمعیۃ مع المحبوب فی الحدیث المعیۃ فی الرتبۃ والمکانۃ لحصول التفاوت

(۱) ای طریقہ (۲) من ش

بالاصالۃ والتبعیۃ ولیس لخواص المحبوبین شرکۃ معہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ والخاتمیۃ والمقام المحمود والوسیلۃ فضلاً عن خواص المحبین وعوامہم بل فی المکان ولیس فی مکان الدنیا بالضرورۃ لظہور البعاد المکانی والزمانی بین المحبوبین والمحبین بل فی منزل الآخرۃ ویلزمہا الشرکۃ فی مواہبہا من النعیم والکرامۃ ولو مع التفاوت بالکثرۃ والقلۃ وقد اوضحہ حدیث آخر فیہ " کان معی فی درجتی فی الجنۃ " وسیأتی! وسر ذلک ان الحب فی الاستحسان انما ہو للشرکۃ فی اصل الوارد والقصور فی استحکامہ و سبوغہ لاستحکام العوائق الصارفۃ البادنیۃ والعلائق المانعۃ النفسانیۃ عن کمال المتابعۃ واللحوق فعند انقطاعہا ینجذب السر الی ماہو لہ[1] ویفوز بنیل مرغوبہ والحمد للہ " وتوضح[2] الشرکۃ المکانیۃ والمواہبیۃ مع عدم التساوی فی المرتبۃ بمثالین الاول من رعیۃ الملک الآکلین من رزقہ والساکنین فی ارضہ والآمنین بحمایتہ والمتمثلین الامرہ ونہیہ من لایلقاہ الافی سوق او مسجد او متنزہ[3] او مصاد[4] والمعززون منہم عندہ قد یلقونہ فی منازلہم زائراً لہم وضیفاً علیہم واہل الاختصاص منہم عندہ یزورونہ فی منزلہ ودارہ ولکن فی دار الملک المختصۃ بہ منازل بعضہا لورود العوام وبعضہا لورود الخواص وبعضہا للخلوۃ مع الخواص وبعضہا لخواص خدمہ وبعضہا لخواص حرمہ وبعضہا للجلائل[5] المعظمۃ وبعضہا للخلوۃ معہم و کل ذلک خالص منزلہ ومنفرد دارہ ولا یلزم من الشرکۃ فی جمیع منازلہ والی ذلک المنزل علی وجہ التملک والاستبداد او بالتصرف والثانی ان الخدم یتبعون السادۃ فی الضیافۃ فیشارکونہم فی السیر النظری والقدمی والرزقی[6] ولکن یقومون حیث جلسوا ویطعمون اذا افضلوا فلا یتوہم فیہم التساوی معہم فی المرتبۃ وفی الجاہ والمنصب اصلاً واللہ یہدی الی السبیل الاقوم۔

سادسہا النفوس الکاملۃ الفانیۃ فی اللہ الباقیۃ بہ فنار لا علمیا فقط بل بنوع لطیف من العینی

---

(۱) فی "ش" الی مامولہ ۱۲ — (۲) فی "ش" وتوضح ۱۲

(۳) سیرگاہ ۱۲ من ش — (۴) مصاد شکارگاہ ۱۲ من ش

(۵) فی "ش" للخلائل جمع خلیلۃ زن ۱۲ — (۶) فی "ش" والذوقی ۱۲

ایضا الذین انقطعت نسبتهم فی نسبة اللہ یکون حبهم طبعی بل الغرض الدینوی ایضا داخلا فی ہذا القسم ومنه محبة یعقوب لیوسف علیهما السلام وعلی مثل ذلک یحمل قوله صلعم حاکیا عن ربه تبارک وتعالی استطعمتک فلم تطعمنی استسقیتک فلم تسقنی ومرضت فلم تعدنی " فمحبة الناس معهم نافعة للناس البتة علی قدر المحبة ومنه انتفاع ابی لهب یوم الاثنین بسروره بولادة النبی صلی اللہ علیه وسلم من اجل انه ابن اخیه وانتفاع ابی طالب بنصرته وحمایته صلی اللہ علیه وسلم۔

واما محبتهم مع الناس فانما ینفع الناس بشرط الانقیاد لهم کما یظهر من عدم تاثیر استغفار ابراہیم لابیه ونهی نبینا صلی اللہ علیه وسلم عن استغفار المشرکین ولو کانوا اولی قربی وتسلیته صلی اللہ علیه وسلم بقوله " اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ " وقوله لنوح علیه السلام " اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ " وقد سبق منا ان حکم المحبة نافذ فی المحب حتما وفی المحبوب احتمالا "

سابعها قد تبین ان ہہنا امرین الحب فی اللہ والتحاب فی اللہ والاول لا یستلزم الثانی لعدم وجوب التعاکس کما یستفاد ذلک من حدیث نداء جبرائیل علیه السلام فان الذین وضع قبولهم فی الارض کثیرا ما لا یعرفون احبابهم واتباعهم فی الشرق والغرب والقرون المتعاقبة مثلا وفی الثانی لا یجب التساوی من الجانبین والکل ظاہر ولکن لهما آداب حفظ وا[illegible]امة لا ینبغی لطالبیهما وممارسیهما الغفلة عنهما وہی معرفة اسمه ونسبه ومسکنه والاقدام علی المحبة بعد بصیرة فیه وتتبع لاحواله واعلامه بمحبته والتفقد لسوانح سروره وہمه وحزنه والمشارکة له فی ذلک وترک طلب المکافاة منه فان ذلک من اللہ الذی ہو المحبوب الحقیقی وفیه فتح باب الشکایة والیه الاشارة فی قوله تعالی " ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ " وترک التعصب علیه والقبول لقوله وعدم الاستنکاف عن نصحه وعدم الاصغاء الی من یلقی سوء الظن عنه حتی یثبته بتحقیق وانف والاقالة

من عشراتہ، وحمل مثلہ علی محمل صحیح، فان لم یکن فبالاستفسار عنہ، وعدم اضمار شکایتہ، والبذل لہ و الاحتراز عن الاصرار علی مکروہہ والاعلام بعذر ماذا وقع، والامساک عنہ بعد انحراف[1] عن عبادۃ المستقیمہ مع الاصرار علیہ من غیر ایذاء لہ وحفظ سرہ فی حالتی الرضاء والسخط الا ما فیہ ضرر العامۃ والتحفظ عن مضار المنحرف بلا اشاعۃ، ومن ترقی الی مرتبۃ عالیۃ من المحبۃ فلیلتزم ہذہ الآداب علی قدر ذلک۔

ثامنہا[۸] للانسان احوال متضادۃ لا یخلو عنہا کصحۃ ومرض، وغنی وفقر، ورضاء وسخط، وانبساط وتکلف، وجلوۃ وخلوۃ، وقدرۃ وعجز، وسفر وحضر، ومعاملۃ مع الاہل والاتباع، ومعاملۃ مع الامثال والشرکاء، ومعاملۃ مع النافرین والاعداء، ومعاملۃ مع الاجانب والغرباء، فمن وجد فیہا یرجح حقوق اللہ علی حظوظ نفسہ ویقدم صلاح العامۃ علی صلاح خاصتہ فلیغتنمہ المحب فی اللہ فانہ الاہل و الائق لذالک۔

تاسعہا[۹] المحبۃ مع الاحیاء[2] الحاضرین نافعۃ عاجلا وآجلا واما مع الاموات فنافعۃ فی الآجل البتۃ بشرط الاہلیۃ والایمان، واما فی العاجل فبشرط دوام التوجہ، وتخلیۃ القلب معہ فی الخلوات و مداومۃ ذکرہ، وکثرۃ النداء[ع] لہ والبر معہ بارسال الثواب الیہ والاحسان الی اہلہ فذلک کثیرا ما یفتح باب الاویسیۃ ویعطی منفعۃ الصحبۃ، واما مع الغائبین فبشرط الموافقۃ لہم واعلامہم باحوالہ فلا ینبغی للطالب الغفلۃ عن ہذہ الشروط وامثالہا۔

(۱) فی "ش" بعد انحرافہ ۱۲ (۲) فی "ش" مع الاحبار ۱۲

ع لفظ نداء سے استمداد و استعانت وغیرہ ہرگز مراد نہیں جیساکہ بعض کوتاہ فہم اہل بدعت خواہ مخواہ ایسی عبارات سے یہ سمجھنے لگتے ہیں، بلکہ اس سے مراد محض یاد اور ذکر ہے، اور کسی متوفیٰ بزرگ کو عقیدت اور محبت سے یاد کرنا اور اس کا ذکر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ نزول رحمت خداوندی کا ذریعہ بھی ہے (عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ) جیساکہ حافظ ابن عبد البر المالکیؒ اور امام النووی الشافعیؒ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے (باقی بر صفحہ)

عاشرہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ[1] واحبونی لاجل رسول اللہ الیکم واحبوا اہل بیتی لحبی" وقال "من احبنی واحب ہذین یعنی حسناً وحسیناً واباہما وامہما کان معی فی درجتی فی الجنۃ" وقال "ان اللہ فرض علیکم حب ابی بکر وعمر وعثمان وعلی کما فرض علیکم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والحج فمن انکر فضلہم لم یقبل لہ صلوٰۃ ولا زکوٰۃ ولا صیام ولا حج" وقال لہم "انتم خلائف نبوتی وعقدۃ ذمتی وحجتی علی امتی قد اخذ اللہ میثاقکم فی ام الکتاب لایحبکم الا مؤمن ولایبغضکم الا فاجر" کذا فی ریاض النضرۃ ویصح معناہ شواہد[2] وقال فی عموم الصحابۃ "من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم" فہولاء احق من یحبون للہ ولایعتد بحب غیرہم للہ الا بعد المحبۃ معہم للہ والرسول اللّٰہم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الی حبک آمین۔

ہذا ماسنح[3] بہ الفہم القاصر والفکر الفاتر مع تشتت البال لعلل العیال وقلۃ الفرصۃ من الاشغال

(بقیہ حاشیہ صـ) بجائے اس کے کہ ہم نداء کے معنی ذکر اور یاد کرنے کے لئے بہت سے حوالجات پیش کریں زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت حضرات ہی کی ایک مرکزی کتاب "انوار ساطعہ" کا حوالہ عرض کر دیں جس پر ان کے دیگر علماء کی تقریظوں کے علاوہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ و تصدیق بھی ثبت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "اور جو کوئی فقط یہ لفظ کہے یارسول اللہ اس کی نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ شرح ملا اور غایۃ التحقیق وغیرہ میں ہے کہ لفظ یا بمعنی ادعو ہے اور ادعو کے معنی ہیں ہندی میں کہ میں پکارتا ہوں، پس جس نے کہا یارسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں، کہو اس میں کیا شرک، کیا کفر ہو گیا"

(انوار ساطعہ صـ۲۳ طبع اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور) ۱۲ سواتی

(۱) فی "ش" من نعمۃ ۱۲ (۲) شواہدہ ۱۲ مولانا اعظمی

(۳) فی "ش" سنح ۱۲

وسوء حال الدماغ بالضعف والاختلال بلا مراجعة کتاب واقوال والمرجو فی جناب الولی الحمیم ان ینظروا فیہ بعین الرحمۃ والرضاء ؎

فعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ
ولکن عین السخط تبدی المساویا

واللہ سبحانہ واہب التوفیق ومن جنابہ افاضۃ التحقیق۔

تنزیل

فیہ ذکر سبب تالیف هذه الرسالة ومراسلات المصنف ومکاتباته مع خواجہ حسن لکھنوی رح التی تشتمل علی ذکر المحبة وحقوق الصحبة واشتراط نفع المحبة للطرفین، وبیان اثبات محبة الله للکفار وبیان نقص فی الکفار للنقصان محبتهم بالله تعالی وحمل المعیة "فی هو معکم" علی المعیة بالمحبة وهی ذاتیة وحمل للمعیة فی قوله علیه السلام "المرء مع من احب" علی الاطلاق وان الصمیمة تفید وان الدار الآخرة دار حیوة درّاکة یدرك فیهما ما فی نفس الامر وحکم المختص بالمحبة الروحیة هو الاطاعة وبالمحبة الروحیة صار سلمان رض من اهل البیت وبیان معنی تطهیر اهل البیت وتشریح قول ابی علی الدقاق رح وبیان ولایة عرفانیة وصاحبها ومن ادعی المحبة بالاولیاء بغیر اقتداءهم فهو بطّال کذّاب وخواص المحبة الالٰهیة و صفات الاولیاء وذکر امام المحبة الطبعیّة وغیرها - عه

تفرد بالاحکام فی اهله الهوی

(سوانی)

التقريب[1]

المحرک لتحریر الرسالة ان ورد علیّ من مودودی المودودی اللکھنوی الحبیب اللبیب و الحبیب النسیب الفہم[2] الفطن والفصیح اللسن خواجہ حسن متعہ اللہ بالمنن ومنعہ عن المحن رسالة اشار فیہا الی عدة من فوائد ہا وانسامہا فحرکنی ذلک الی تحریر جوابہا ولما اتفق ان جری کلامی مجری الجواب توقف الاحاطة بہ علی الاطلاع بما فی السؤال فاستحسنت جمعہا فی ہذہ الاوراق ازالة للحیرة والاغلاق وقد ضم الحبیب الموصوف ہذا الفقیر فی الخطاب مع جناب استادہ وہی ہذہ ہو العلی الاکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد الیکما اللہ الذی لا الہ الا ہو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ" وانا احب لجنابکما مااحب لنفسی من الخیرات والحسنات لان صلاح جنابکما یؤثر فیّ فانّ فی صلاح خدامکما صلاحی وفی غیر ذلک غیر ذلک ولکنہ لایفید فائدة تامة لالنا ولالکم الا اذا تحبان لی واحبّ لکما ولذلک تریٰ[3] اکثر الناس من الناقصین لقوا علی النقص من نقص محبة[4] اللہ مع ان الحق سبحانہ یحبہم اشد من حب آبائہم وامہاتہم لہم وانہ لذلک صار معہم حیث قال "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ (ای مطلق الانسان) مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" والیہ الاشارة فی قولہ علیہ السلام "المرء مع من احب" فبالحب الکامل تحقق المعیة وقد علم بعدم التخصیص بدار ما من الدارین ان المعیة بین المحب وحبیبہ یکون فی الدارین ولیس ذلک الا بالرتبة والمکانة لا بالمحل والمکان فالمحبة باہل اللہ مثل جنابکما توجب المعیة بہم رتبةً ومکانةً لامکاناً فقط کما ہو ظاہر

---

(1) سبب تالیف ہذہ الرسالة ۱۲

(2) فی "ش" الفہیم ۱۲

(3) فی "ش" نری ۱۲

(4) فی "ش" نحبتہ ۱۲

وان فرض فالمعیۃ بالمکان اعنی بدار الدنیا ثم ثمرۃ علیہ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء (۱) بہتر از صد سالہ بودن در لقا

فالصحبۃ علی نوعین صوریۃ ومعنویۃ فیتحقق ہناک الثانیۃ ولو لم یکن تحقق الاول او کلاہما وقد صرح بعضہم ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ تفید وکذ عن النفس ہو النفسانیۃ والا فقد تحققت بین رسولنا واکثر الکفار ولم تفد وان عنی دار الآخرۃ فانہا لا تکون الا بقرینۃ الحال والرتبۃ الا انہا قد تکون مجہولۃ ولذا ذہب بعض من حضرات النقشبندیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم الی ان فی الولایات ولایۃ قدم ولی لم یعرف نفسہ بانہ ولی ویکشف لہ ذلک بعنایۃ اللہ سبحانہ فی دار الآخرۃ التی ہی دار الحیوٰۃ ای ذات حیوٰۃ دراکۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فالمحبۃ توجب المعیۃ ایۃ محبۃ کانت الا تری ان القیس کیف صار مع لیلیٰ فی الحکم بحیث لما فصدت جار الدم من القیس ولم یکن الا فی المحبۃ الطبیعۃ التی ہی ادنی درجۃ من المحبۃ الروحیۃ فترتب ہذا الحال فی تلک المحبۃ یکون علی اقصی درجۃ من مدارج المحبۃ لان من حکمہا المختصۃ بہا صیرورۃ المحب مطیعا للحبیب وبذلک صار سلمان رضی اللہ عنہ من زمرۃ اہل البیت الطاہرات حیث قال علیہ السلام "سلمان منا اہل البیت" فانہ باطاعتہ لہم صار منہم حکما ورتبۃ فما یضاف الیہم یضاف الیہ من الطہارۃ من الدنس الامکانیۃ وللہ در الشیخ ابی علی الدقاق حیث قال قدس سرہ ؎

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ ہذا وربی فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادقا لاطعتہ ان المحب لمن یحب مطیع

واسنی الدرجۃ من الاطاعۃ فی الحال وقد یثمر ذلک الحال فی الاطاعۃ بالافعال فعلم من ہذا البیان ان محبتنا بجنابکم ناقصۃ فمن ادعیٰ محبۃ اہل اللہ ولم یحم حول فعالہم واحوالہم فہو بطال کذاب اللہم

---

(۱) فی "ش" در تقیٰ ۱۲

وفقنا على تحصیل مرضاته[1] بمحمد النبی وطاہراتہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وہذا الحال ہو الذی توجب المعیۃ لنا بمن نحبہ وہی التی بہا یحصل الخلق[2] باخلاق الحبیب بل لیست تلک للعینا لاعین التخلق المذکور واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وسلمکم اللہ ومن معکما من الصغار والکبار وبعلم ولی[3] وفقک اللہ ان المحبۃ الشیٔ یجعل المحب عین المحبوب اما بالذات واما بالصفات واما بالاحکام والاولی من جملۃ خواص المحبۃ الالٰہیۃ بالنسبۃ الی ممکناتہ المعشوقیۃ[4] لہ علما وعینا ولذا سار عینہا عینا وذاتا غیبا وشہادۃ وہی تشتمل احکام الثانیۃ والثالثۃ واما الثانیۃ فہی توجب الاتحاد فی الصفات وہی المحبۃ الروحیۃ ولذا تری اولیاء اللہ متصفین بصفاتہ سبحانہ من الحیٰوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا فانہم اصحاب تلک المحبۃ واما الثالثۃ فہی المحبۃ الطبعیۃ وامام اہل ہذہ المحبۃ القیس وقد سرت فی اکثر الحیوانات وہذا مقام یطلب التطویل ویقتضی الاطالۃ فی الکلام والسلام علیکما وعلی من لدیکما انتہت الرسالۃ وقد کتب بعدہا سطورا فی الفارسیۃ یتضمن شکایۃ عن عدم ارسال جواب الرقیمۃ السابقۃ فلما طالعت کتابہ وفہمت خطابہ واردت جوابہ قمت بین یدی اللہ سائلا وبہذہ العبارۃ قائلا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ المحیط القیوم لنفس الامر والصلوٰۃ علی حبیبہ محمد الذی حاز کل فخار ولا فخر وعلی آلہ واصحابہ عظماء القدر والاجر

ثم انا نحمد اللہ تعالیٰ علی توالی نعمہ علینا وعلیکم وندعو اللہ ان یصلح احوالنا واحوالکم ونسأل اللہ ان یدیم المحبۃ والمصافاۃ بیننا وبینکم ونرجو من اللہ ان ینفع بہا ایانا وایاکم ونعوذ باللہ ان نخیب السعی ویفوت الرضاء عن اعمالنا واعمالکم ونشکو الی اللہ عدم وصول اجوبتنا الیکم واما ما افدتم من العمل بالحدیث النبوی من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ فنحن بتوفیق اللہ تعالیٰ

---

(۱) فی "ش" مرضیاتہ ۱۲
(۲) فی "ش" التخلق ۱۲
(۳) فی "ش" دلیی ۱۲
(۴) فی "ش" المعشوقۃ لہ ۱۲

نمتنه ونحب لكم ما نحب لانفسنا ولا نراها ضائعة غير نافعة ولا مفيدة بل نرجو فيها من الله سبحانه اجور الثلثة،
اجر الامتثال للسنة واجر الحب في الله واجر الدعاء للاخ المسلم بظهر الغيب وآما الشكاية عن نقصانها فامر
لا ستر فيه ولا حاجة الى الاستدلال عليه ولا سبيل الى انكاره ولا وجه سوى التكلف الى ادعاء خلافه لمن تعرف(١)
مراتب شفقة المحبة ولكنا مع ذلك نغتنمه فان ما لا يدرك كله لا يترك كله ونستعظم من عاجل فوائد مراسلة مثلكم من الكرام
ومطالعته بالشرق من قبلكم كاللآلي المنتظمة في سلك سواد الارقام ويهتز لسماعها آذان القلب المستهام و
يزداد بها الشوق والغرام ولا ينكس(٢) ان يلقى الله تعالى اسبابا لفوتها كما انشأ لاصلها انه ولي التوفيق و
الانعام وآما ما انعمتم به واطربتم وهيجتمونا وذكرتم من اقسام المحبة وشروط فوائدها فالذي نعتقده و
نجزم به انه لا ريب ان المحبة سر قدسي علوي وشان عظيم الهي كلما يقال في الانباء عن شانه والاستيفاء
لبيانه فهو عن حقيقتها قاصر ودقة مسالكها بسبيل(٣) المدارك حاصر الى آخر ما في تحصيل ثم قلت ولما(٤) سكن من
قلبي بعض ما هاج وركد فيه طوفان الامواج بما سقط من نفثة(٥) المصدور للعلاج لا بالغ غرض واستخراج
ولا لمعارضة واحتجاج بل ابانة للحق الواضح المنهاج يظن(٦) الانعكاس من ضميركم الوهاج ثبتت(٧) النظر في
الكتاب اطفاء لما ألقى من الالتهاب فانست فيه خرائد بنهر(٨) الالباب ووجدت منه طوائف محتجبة بالنقاب
فلم آل من خدمة لبعضها بكشف الحجاب وازالة القشر عن اللباب وعن التعرض لبعضها بالاستكشاف
من خدمة عمدة الاشراف لما عرفت من مكارم اخلاقه نشر الالطاف وشيمة الانصاف وكيف لا يعرض
العين على النقاد عند الاصطراف وهل احد مثل المصنف يرفع اليه في الاستفهام عن المراد فيتصدى
للاسعاف

---

(١) في "ش" يعرف ١٢
(٢) في "ش" ولا يئيس ١٢
(٣) في "ش" بسبيل ١٢
(٤) شرط ١٢
(٥) في "ش" نفثه ١٢
(٦) في "ش" يظن ١٢
(٧) جزاء الشرط ١٢
(٨) في "ش" بنهر ١٢

فمنها اشتراط نفع المحبة للطرفين بمحبة المحبوب مطلقا وقد ظهر نفع محبته صلی اللہ علیہ وسلم للوحشی الذی قال لہ "غیّب عنی وجہک" ولا شباہہ لاجل المتابعة مالم یظہر لجماعة من اہل قرابتہ ونصرتہ افتقادنہا و حزن علیہم بمقتضی المحبة الطبعیة حتی نزلت التسلیة عنہ فی القرآن المجید فالحق اذا التفصیل ففی المحبة الالہیة الحق سبحانہ محبا کان او محبوبا لا ینتفع بشئ ونفع محبتہ تعالیٰ لغیرہ لا یشترط بشئ اصلاً فانہ القادر علی ما یشاء الفعال لما یرید اما المحبة معہ فیشترط نفعہا فبولہ تعالیٰ ومحبتہ قطعاً فان النفع والخیر کلہ بیدہ وفی المحبة البشریة یشترط التمتع بالوصل وباستیفاء الغرض من المحبوب بانقیادہ للمحب ولکن لیس کل منقاد محبا ولا کل مطاع محبوبا وانتفاع المحبوب یبتنی علی الجدة للمحب والحاجة للمحبوب وفی المحبة المرکبة شیئان انتفاع بالمحبوب وانتفاع بمحبتہ اما الاول فہو من قبیل المحبة البشریة واما الثانی فہو من قبیل المحبة الالہیة وجاء فی الاخبار عن بعض ائمة اہل البیت علیہم السلام "لو ان احداً احب عبداللہ ولیس ہذا بعید الالہ فان اللہ سبحانہ یثیبہ بنیتہ[1] ولا یضیع عملہ" ثم ان الانتفاع بکل منہما حیث کان فانما یکون علی حسب المحبة معہ قوة وضعفا۔

ومنہا نقاء النقص فی الکفار لنقصان محبتہم باللہ فان الحق ان المحبة اسم للحالة الانعطافیة للقلب و اما کمال الاتباع والبذل فعوارض مفارقة لہا لازمة لبعض مراتبہا ونحن نجد فی الکفار من ہو کثیر المحبة باللہ والانقیاد لہ علی حسب معتقدہ وشدید الانقطاع الیہ عن سائر مشتہیاتہ ومستلذاتہ کالکبیر والناسک واشباہہما واشیاعہما ومع ذلک یبقی مخذولا لاباءہ علی بعض الانبیاء وشرائعہم فعدم الاعتناء بہذہ المحبة لا نتفاع محبة اللہ ایاہم صحیح والحکم بضعفہا ونقصانہا بعید صریح۔

ومنہا اثبات محبة اللہ تعالیٰ للکفار اشد من محبة آباءہم وامہاتہم لہم واللہ یقول "انّہ لا یحبّ الکافرین" "اللہ عدوٌّ للکافرین" وکیف لا ولو احبہم لستعملہم فی طاعتہ[2] فکانوا من عبادہ المخلصین

---

(۱) فی "ش" بنیتہ ۱۲ (۲) فی "ش" طاعتہ ۱۲

الذین لا سلطان علیہم للشیاطین" وایضاً قد صح "اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب" فلو کانوا محبوبین لما کانوا فی العذاب خالدین و اما ایجادہ تعالیٰ و تربیتہ لہم و انعامہ بالرزق والجاہ علیہم فلیس بمقتضیٰ محبتہ معہم بل باقتضاء حکمتہ فیہم و لمحبتہ اظہار کمالاتہ القہریۃ بہم[1] مثل تربیۃ البہیمۃ للذبح والطبخ و تربیۃ الشجر للقطع والحرق کما اخبر فی کلامہ "وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ" "سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ" "وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ" و بیان ہذا المعنیٰ من اہم الہدایات الدینیۃ وقع بہ الاعتبار[2] فی الکتاب والسنۃ جداً و اشار الحق سبحانہ الیٰ حکمتہ فقال "وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ"۔

و اما الناقصون من اہل الایمان فظہور ہذہ المحبۃ معہم فی الدار الآخرۃ کما دل علیہ حدیث ادنیٰ اہل الجنۃ منزلۃ یقول لہ الرب تبارک و تعالیٰ "تمن" یا عبدی فیتمنی حتیٰ اذا انقطع امنیتہ جعل یذکرہ الرب تمن من کذا تمن من کذا حتیٰ اذا انقطعت بہ الامانی قال لک ذالک و مثلہ معہ فی روایۃ ابی ہریرۃؓ، و عشرۃ امثالہ معہ فی روایۃ ابی سعیدؓ و اشار الیہ حدیث سلف فی اول الکتاب "ان اللہ یرحم اہل الجنۃ بمائۃ رحمۃ ما فی الدنیا منہا الا واحدۃ" و اما دار الدنیا فانہا قاعدۃ سلطنۃ صفۃ الحکمۃ والرحمۃ والقدرۃ ہہنا محصوران بدائرتہا مقیدتان بہا و مع ذلک فالابناء مختلفون بالافعال والاحوال والسنین فی اشفاق الابوین علیہم کما ورد فی تمام الحدیث ان اللہ لا یدخل النار الا المارد والمتمرد الذی ابیٰ ان یقول لا الہ الا اللہ۔

و منہا محل المعیۃ فی قولہ تعالیٰ "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ" "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" علی المعیۃ بالمحبۃ و انما ہی محبۃ[3] ذاتیۃ بحسب القیومیۃ والاحاطۃ و صفاتیۃ بحسب العلم والقدرۃ و اما التی بحسب المحبۃ فذکرہا بالتخصیص فی قولہ "لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا" "كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ" و بالتعمیم فی امثال

---

(١) فی "ش" لہم ۱۲ (٢) فی "ش" الاعتنار ۱۲

(٣) فی "ش" معیۃ ۱۲

قوله "إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ" "إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ" -

ومنہا حمل المعیۃ فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "المرء مع من احب" بمقتضی الاطلاق وعدم التخصیص علی ما فی الدارین وانما ہو مقتضی العموم ولم یوجد ثم حصرہا فی الرتبۃ والمکانۃ وقد سبق انہ لاشرکۃ معہ صلی اللہ علیہ فی النبوۃ والخاتمیۃ فی الدنیا ولا فی المقام المحمود والوسیلۃ فی الآخرۃ لا لمحب ولا لمحبوب وان ارید فی بعض المواہب والمزایا فلا حاجۃ الی التقیید بکمال المحبۃ اذ لعوام امتہ صلی اللہ علیہ وسلم انتفاع بکلامہ وشرعہ وشفاعتہ سواء کان من الصالحین او من اہل الصغائر او من اہل الکبائر بل المراد بالمکان فی الآخرۃ ونعیمہا علی حسب ما ہو صورناہ فی الشعبۃ الخامسۃ فی شان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقاس مثلہ فی سائر اہل اللہ کما اشرنا ہناک نعم قد تکمل[1] المحبۃ اذا کملت علی صحبۃ صوریۃ بالمجانسۃ[2] واللقاء ومعنویۃ بالمتابعۃ والاقتداء ولیس ذلک من لوازمہا لکل احد مع کل احد -

ومنہا ان الصحبۃ مع الفناء عن الحظوظ وکذا عن النفس والنفسانیۃ تفید فان الحق ان الصحبۃ مع الانقیاد تفید فناء الحظوظ والنفسانیۃ وبعد فنائہا تفید فناء النفس والمقامات العالیۃ والکمالات الغالبۃ -

ومنہا ان الدار الآخرۃ ذات حیوٰۃ ودراکۃ یدرک بہا کلما ہو نفس الامر فان الصحیح کلما یدرک بہا نفس الامر اذ ادراک کل ما ہو نفس الامر خاصۃ العلم الالٰہی -

ومنہا ان الحکم المختص بالمحبۃ الروحیۃ الاطاعۃ فان الاطاعۃ لا تختص بالمحبۃ فضلاً عن المحبۃ الروحیۃ کما ذکرناہ انہ لیس کل منقاد محباً ولا کل مطاع محبوباً وکثیرا ما یوجد فی الاستیلاء بالقہر ما یذہب النصح ویلقی الانقیاد ظاہراً وباطناً نعم الاطاعۃ فی حالۃ الاختیار والغیبۃ عن علم المطاع انما توجد بالمحبۃ ولکن لا تختص بالمحبۃ الروحیۃ فان اہل الجاہ والمہابۃ الذین حسنت اخلاقہم وطابت شمائلہم من الملوک والامراء یطیعہم ندمائہم واعوانہم الذین فازوا بوافر الانعام وامتازوا بمزید التوقیر والاکرام فی محیاہم ومماتہم بالظاہر و

(۱) فی "ش" "قد تحمل" ۱۲ (۲) فی "ش" "بالمجالسۃ" ۱۲

الباطن بما يحق ان يضرب به الامثال ويسطر فی کتب الاحوال تبکیتا للمدعی الباطل البطال[1] وسنورا للصادق فی الحال وکذلک فی اصحاب العشق الطبیعی بل فی الاولاد والممالیک والتلامیذ المتادبین بالآداب القائمین بالحقوق ثم ان الاطاعۃ انما ہی حکمہا فی محبۃ الاصاغر للاکابر واما فی عکسہا فحکمہ التربیۃ والتادیب دون الاطاعۃ والانقیاد کما ذکرناہ من قبل۔

ومنہا[9] ان بالمحبۃ الروحیۃ صار سلمان رضی اللہ عنہ من اہل البیت فانضاف الیہ الطہارۃ من الادناس الامکانیۃ فان الطہارۃ من الادناس المشار الیہا فی قولہ تعالیٰ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا" لم یثبت فی حق سلمان رضی اللہ عنہ عند الفریقین، والذین کملت فیہم المحبۃ الروحیۃ وتمت لہم الوراثۃ والنیابۃ کالتسعۃ[2] من العشرۃ المبشرۃ وبلال وعمار وابی ذر و سائر الافاضل من المہاجرین والانصار ما صاروا من اہل البیت بل الحق ان سلمان رضی اللہ عنہ کان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتراہ فاعتقہ وموالی بنی ہاشم منہم فی تحریم الصدقات والاختصاص ببعض انواع المحبۃ والعنایۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ومنہا[10] انضیاف الطہارۃ من الادناس الامکانیۃ الی اہل البیت علیہم السلام وانما ہی من الادناس الجسمانیۃ وذلک لانہ لا بری من الادناس الامکانیۃ الممکنۃ الوجود لحصولہا فی کل من یستبرأ بالماء و التراب بل التی منشاء حصولہا طبیعۃ الامکان وہی بطلان الذاتی والارتباط بالغیر ودوام الافتقار و رق العبودیۃ وانحصار الوجود والحدوث والفناء وجبلیۃ التغیر والدوران بین الخوف والرجاء ولا یمکن لاحد من الکمل التنزہ عنہا بل الکمال ہو وفور التفطن بہا والقیام بحقوقہا وانما النزاہۃ عنہا للواجب الحق جل شانہ ولکن للارواح بملابسۃ الاجسام ادناس لاحقۃ وہی الاحتجاب بہا عن الاتصال بمبدعہا و مشاہدۃ انوارہ القدسیۃ وتحمل ظلمات معاص ناشئۃ من قواہا الوہمیۃ والشہویۃ والغضبیۃ والانفعا

---

(۱) لیس فی ش لفظ الباطل ۱۲ سوانی (۲) واما العاشر فہو فضل اہل البیت؟ ۱۲ منہ من ش

عن غيرها من النفوس الشيطانية والاستغراق في تدبير البدن عن التشبه بما فوقها وطريان الغفلة لاجل الانهماك في شغل واحد عن سائر الاشغال وانحصار الحواس في الاوضاع المعتادة وتكدر مرآتها بالصور الهيولانية و مغلوبية قوتيها العلمية والعملية لجذب الدواعي السفلية والمصالح العاجلة عن القيام بحقوق الالوهية و المصالح الآجلة فالكاملون تيسر لهم تجلية وجه الروح والطهارة والانخلاع عن هذه الادناس وامثالها واذا احترز عن الغذاء الحرام او الشبهة ولازم الطهارة والعبادة الشرعية واجتنب المعاصي العضوية لم تتعفن بالميت بل تطيب وربما تعطر واذا ارتاض بقلة النوم والاكل وبالرياضة الخيالية والاسمائية تلطف وتروح فربما قدر على طي الارض والمشي على الماء والطيران في الهواء والنفوذ في الجدران وتبديل الصورة والقامة والتمثل في اماكن متعددة كما وقع لجدي رح والكمون ثم البروز في ذلك المكان كما وقع لوالدي رضي الله عنه او في غيره كما وقع لابي الخير التيناني فهذا لهم نوع آخر من الطهارة من الادناس الجسمانية -

[11] ومنها قول شيخنا ابي علي الدقاق ؎ تعصي الاله وانت تظهر حبه ٭ هذا وربي في القياس بديع وانه يجب حمل العصيان فيه على ما كان لعدم المبالاة بالديانة والانهماك في الدنيا والهوى وما كان بطريق التمرد وقصد المخالفة ولو في امر مما ذكرنا من وقوع التقصيرات بغلبة الحال او التشغل في زمرة من الاولياء ولقد اجاد فيما افاد شيخنا العارف الكامل ابو الرضا محمد قدس الله سره ان من الولاية ولاية احسانية شرطها كمال التقوى وصاحبها محفوظ وان لم يكن معصوما وله مرتبة الدعوة والاقتداء وبهم الانتفاع للخاصة والعامة.

[12] ومنها ولاية عرفانية وصاحبها قد لا يكون محفوظا بل مغفورا وليس لهم مقام الاقتداء وينتفع بهم الخاصة فقط وقد اسلفناه في الشعبة الثانية وايضا ما استبشر الصحابة بقوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من احب" الا رجاء لجبر نقصان العصاة -

[13] ومنها ان من ادعى المحبة مع اولياء الله ولم يحم حول افعالهم واحوالهم فهو بطال كذاب فان من ادعى المحبة لسانا وبهتانا فلا شك انه كذلك واما من ادعاها جنانا وايقانا ولم يستسعد باحوالهم وافعالهم

فہو مقبول مرحوم بل ہو فی حد من الولایۃ، وہو من المتشبہۃ او من المتشبہین بالمتشبہۃ فہو ملحق بہم و متصل معہم کما فصّل فی العوارف وغیرہ وفی فصوص الشیخ محی الدین بن العربیؒ ما حاصلہ انما ینتفع بکلامنا عارف واصل او من یصدق[1] وفی مثل ہذا ورد المرء مع من احب۔

ومنہا[۱۴] ان من خواص المحبۃ الالٰہیۃ صیرورتہ تعالیٰ عین ذات الممکنات المعشوقۃ له[2] غیبا و شہادۃً فان فیہ خلط المذہبین المختلفین فان عند القائلین بوحدۃ الوجود حقائق الممکنات شیؤن واعتبارات لباطن الوجود کما ان وجوداتہا شیؤن واعتبارات لظاہرہ، فلیست ہناک غیریۃ ینتفی بالمحبۃ حتی یصیر عینا وعند المنکرین لہا ما حصلت ہناک بواسطۃ المحبۃ عینیۃ ولا انتفت غیریۃ۔

ومنہا[۱۵] ان اولیاء اللہ یتصفون بصفاتہ تعالیٰ من الحیٰوۃ والعلم والارادۃ وغیرہا بواسطۃ المحبۃ الروحیۃ التی ثمرتہا الاتحاد فی الصفات فان الاتصاف بہذہ الصفات حاصل لجمیع الناس ظلیۃ من الحق سبحانہ لا یختص بالاولیاء واہل المحبۃ وان اربابہ بالصفات ما یترتب علیہا خرق العادات فہی یتبع[3] صفاء الجوہر اما جبلیۃ کاملاً کما فی الملائکۃ او ناقصاً کما فی الجن، فخوارق الناس عادات لہم، واما کسباً فیشارکہم اہل التصفیۃ من الجوکیۃ ونظائرہم الطالبون للدنیا بمکاسب معلومۃ من حبس الانفاس مع الجلسات والتصورات نعم العلوم والتصرفات الفائضۃ من شعشعۃ التجلی الالٰہی علی نفوسہم من خصائصہم۔

ثم ان محبۃ الاولیاء کما اسلفنا ناشئۃ من حضرۃ الفیض الاقدس وحضرۃ العین[ع] الثابتۃ

---

(۱) فی "ش" او مومن مصدق ۱۲

(۲) فی "ش" لہا ۱۲

(۳) فی "ش" تتبع ۱۲

ع قال الشیخ المحدث مولانا القاضی ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی الغانی فتی (باقی برصفحہ

من فوق المرتبة الروحية ومنتهية الى ذوق الاجل[1] وتجريد العين الثابتة عن ملابسها وسارية في جوهر النفس والبدن ايضا كما قال العارف الكامل الشيخ ابو سعيد ابن[2] ابي الخير في جواب من سأل اثررا زوال باشد يا نه عين نمی ماند اثر کجا ماند ثم انشد ؎

جسم ہمہ اشک گشت وچشم بگریست ۔۔۔ در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست
ازمن اثرے نماند این عشق از چیست ۔۔۔ چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

وقد ذکرناه في الشعبة الاولىٰ -

(۱۶) ومنها ان امام المحبة الطبيعية النفيس فانه لايظهر امامة لمن بقيت محبته جاذبة بعيدا الموت و لالمن اشتدت به المحبة حتى مات من نظرة ولالمن دام وصله مع المحبوب فطوى مبادیها دعوى جريتها والله اعلم -

(بقیہ حاشیہ صـ۸۴) المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر المظہری ج ۱۰ صـ۱۹ " وبصیرة الكشف حاكمة بان لصفات الله تعالیٰ نقايض متمايزة في مرتبة العلم، فنقيض الحياة الموت ونقيض العلم الجهل، ونقيض القدرة العجز، ونقيض البصر العمى، وهكذا هي اعدام اصلية تقررت في مرتبة العلم بالاضافة الى نقايضها، وبصنع الله سبحانه وكمال قدرته انصبغت تلك الاعدام في تلك المرتبة بصبغ نقايضها التي هي صفات الكمال وتلك مخلوطة في مرتبة العلم سميت اعيانا ثابتة، وانصباغها في تلك المرتبة بصبغ الوجود هو الكون الاول او السبب للكون في الخارج كما ذكرنا في تفسير قوله تعالىٰ كن فيكون في سورة البقرة

فالاعيان الثابتة ظلال للصفات والممكنات في الخارج الظلي ظلال لها، ومعنى كون الممكنات ظلال لها ان افاضة الوجود وتوابعه من المبدا الفياض على الممكنات الموجودة في الخارج ليست الا بتوسط تلك الاعيان الثابتة كما ان نور المصباح الذي في الزجاجة ينبسط على الاشياء بتوسط الزجاجة واشير الى ذلك في تفسير قوله تعالى مثل نوره كمشكوة فيها مصباح، المصباح في زجاجة،

ثم اعلم ان توسط الاعيان الثابتة بين الصفات والممكنات انما هو في دار الدنيا واما في الآخرة فسيكون افاضة الوجود وتوابعه من الصفات بلا توسط الاعيان وهذا هو الوجه الطريان الفناء على الممكنات في الدنيا لا في الآخرة " ۱۲ سوانی

(۱) فی " ش " الازل ۱۲ (۲) فی " ش " ابو سعید ابی الخیر ۱۲

و اذا وقع النظر السامی علیہ فالمامول من الجناب الشریف ان یحملوا ذلک علی صرف المحبۃ و المباسطۃ دون مطالبۃ الجواب والمناقضۃ بل اطالۃ للکلام مع الاحبۃ وتشوقا الی الاطالۃ المکنونۃ فی الضمیر المنیر بالبہاء، وتشوقا لما یرجی ورودہ من البیان الفصیح اللذیذ الاداء فان مخلصکم یکرہ ان یشوش اوقات اہل الفضل والکمال او یحمل علی الخطار کلام السابقین سباق اہل المحبۃ والوصال وفی خاطری لکلام الشریف محامل صحیحۃ ومعانی صالحۃ بالاجمال واللہ یہدی الی سواء السبیل و یطفی اوام الغلیل ویشفی صدر العلیل فلہ الحمد باطناً وظاہراً وعلی حبیبہ الصلوۃ اولاً و آخراً ومنہ یرجی العفو لزلۃ الفہم والقلم قولاً و خاطراً۔

تفصیل

فيه تشريح وتفصيل و ايضاح لبعض ابحاث اجملت وا بهمت فی الشعب المذکورة وتفصیل درجات المحبة بان ادناها ما يتعلق بالاعيان الجمادية ثم ما يتبع الشعور ثم ما يتبع الاعيان الشاعرة ثم ما يتبع الحس وتفصيل بعض حضرات الاسماء الالهية وتوضيح بعض مراتب السالكين وللواصلين والايضاح لبعض اسرار المحبة فی الشعبة الاولى وبيان شرح شواهد التجاذب بعد الموت وقصص وحكايات غريبة و اسرارها الغامضة وشرح حقيقة القوى وتفصيل اسرار شهادة قلب المحب و قصة قيس ليلی ، واسرارها ، وشرح تاثیر المحبة وتفسير الهمة على ما بينه الشيخ الاكبر محی الدین ابن عربی رح وتفسير لبعض ابيات القصيدة للمصنف رح فی رد قصيدة ابن سينا فی حقيقة النفس تشريح اختلام الحواس وتفصيل قصص نعمان رض و تشريح ان الانبياء اشد الناس محبة لله تعالى وبيان مراتب المحبة للخمسة اولی العزم من الرسل وبيان اسباب توجه الشئ الى امرما وشرحها وبعض ابحاث غامضة ، -

(سوانی)

ولما ختمت الجواب احببت ان اوضح بعض ما ابهمت او اجملت فی بعض الشعب المذکورة مما یخاطب به الحبیب الموصوف فنظمته فی نکات

احدها قد انطوی فی اثناء الکلام ایماء الی ان للمحبة درجات اربعًا اعمها ما یتبع الوجود یوصف به الاعیان الجمادیة ایضًا والمعانی وهو معنی دقیق لایعرفه الا الخواص ذکرتها فی تفطن الاذکیاء ثم ما یتبع الشعور یوصف بها الاحیاء فقط وهو المعنی المتعارف فی الخواص والعوام ذکرتها فی حیطة المحبة العرضیة ویتعلق بالاعیان الشاعرة والجمادیة والمعانی جمیعها[1] ثم ما یختص بالاعیان الشاعرة وهی التی اعتنیت منها بالشعب الخمس ثم ما یتبع الحس[2] ویبلغ حد القلق المسمی بالعشق ویختص من الناس بمن له سماحة نفس ورقة قلب وذکاء حس وغلبة وهم ومیزت صادقها من کاذبها فی المحبة العرضیة وزینها من شینها فی المحبة الطبعیة فلیفهم۔

وثانیها انی کنت ذکرت فی الاصل الاول من الشعبة الاولی ان من کلیات حضرات الاسماء الالٰهیة حضرة الالوهیة وحضرة الربوبیة والفرق بینهما غیر متعارف عند اکثر الناس فاردت حله وهو ان للاقسام السبعة للاسماء الالٰهیة وهی الماخوذة من الصفات النفسیة والصفات الحقیقیة والصفات الخلقیة والصفات الرتبیة والصفات الفعلیة والصفات الاضافیة المحضة والصفات السلبیة من حیث هیئتها المجموعیة مراتب اربعًا[3] اولی اثبات اصولها فی عین الذات واستغنائها عن المتعلقات المخصوصة وابتهاج الذات بها فی نفسها والثانیة توجیهها الی ایجاد اصول العالم وکلیاته وما فی حکمها من الامور محفوظة بالاستقرار باقتضاء حقائقها والی اعطاء حقها بابداء آثارها وان تضمن ذلک وجود الافراد فی الجملة من حیث ان الکلیات لا وجود لها الا فی ضمن الجزئیات فهاتان المرتبتان نسمیهما مرتبة الالوهیة والثالثة توجیهها الی

(۱) فی "ش" جمیعًا ۱۲ (۲) فی "ش" الحسن ۱۲

(۳) اسم ان ۱۲ من ش

جزئیات العالم الواقعة فی الاستحالات والانقلابات من حیث استنباطہا من الکلیات علی وجہ لا یفتقد الخیر الغالب وحسن الانتظام الکلی عنہا ومن حیث درج القوی والاستعدادات فیہا والرابعة توجیہہا الی الجزئیات من حیث ابراز مکنوناتہا وایفار مقتضیاتہا بالابقار(۱) والحفظ والتکمیل فہاتان المرتبتان نسمیہما حضرة الربوبیة ولا یخالفنا متکلم ولا حکیم ولا صوفی فی ہذہ المراتب بہذا القدر وانما نخالفہم ایا ما مثل مخالفة الکلامی الفلسفی فی الادراک وصدور الآثار فالکلامی لا ینکر ادراک شیٔ من الصور والمعانی شہودًا وغیبة وانما ینکر ان یکون ذلک بحواس باطنة وکذا لا ینکر ان النار جوہر حار یابس لطیف محرق وانما ینکر ان یکون ذلک لصورة نوعیة فی المادة فکذلک امتیاز المرتبتین عندہم انما ہو بحسب الملاحظ والفہم لا یرجع الی مرتبة وجودیة والذی نذہب الیہ ان للحق سبحانہ فی کل مرتبة کلیة تجلیا خارجیا بہ انتظام تلک النشأة فلما وجد اول ما وجد العماء الذی ہو المادة الامکانیة فوق المواد الجسمانیة کان للحق جل شانہ فیہ تجلی ہو اعظم التجلیات وینبوع(۲) سائرہا کما ورد ”کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء“ فانفجر من ہناک فیض الخلق والایجاد بامر کن للحقائق المتقدمة الروحانیة والنفوس الشامخة والصور النوعیة“ ثم لما تم بناء العالم کان للحق تبارک وتعالی تجلی عظیم آخر معتمدا علی قوة ہی برزخ جامع بین نسم الشخص الاکبر وخیالہ ومتصرفتہ“ وعازمتہ“ کما ورد ”خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ“ وانفجر منہ فیض التدبیر والتشریع والہدایة فالتجلی الاول عندنا یسمی مرتبة الالوہیة ومن کان توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان محبتہ ناشئة من مقام الالوہیة من اہل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ والتجلی الثانی یسمی مرتبة الربوبیة ومن کان توجہہ وشہودہ ووصولہ وقبولہ والفناء فیہ والبقاء بہ الی ہذا التجلی قلنا ان محبتہ ناشئة من مقام الربوبیة من اہل جذبہ الیہ وکشفہ علیہ ولما کان التجلی الثانی من شعب الاول لم نجعلہ منفردا بل قلنا بانضمام حکمہ

---

(۱) فی ”ش“ بالایفاء ١٢ (۲) فی ”ش“ وتنبوع سائرہا ١٢

الی التجلی الاول فافہم، واعلم ان والدی رضی اللہ عنہ قد اشبع القول فی بیان المرتبتین فی "التفہیمات" و "لمحات" وخصوصاً المرتبۃ الثانیۃ فی "السطعات" و "الہوامع"۔

ثالثتھا انی کنت ذکرت فی الاصل الثالث من الشعبۃ الاولیٰ مراتب ترقیات السالکین والواصلین بعبارۃ سوی اسمائہا المتعارفۃ فخشیت ان لایفہمہا اکثر الناظرین فاردت الایماء الی اسمائہا ہہنا، فاعلم ان نزول التجلی الجبروتی الخارجی علی النفس وسرایتہ فی قواہا النفسانیۃ یسمیٰ قرب النوافل ونزولہا الی ماتحتہا من القویٰ یسمی بمقام القربۃ ونفوذہا فی جوہر النفس یسمیٰ ذوق الازل ووراثۃ النبوۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الانسانیۃ یسمی قرب الفرائض ووراثۃ الرسالۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ الحیوانیۃ یسمی وراثۃ العزمیۃ وفی الحصۃ الحاملۃ للحقیقۃ المعدنیۃ یسمیٰ قرب الملکوت وفی جواہر العناصر مرتباً فی اللطافۃ والکثافۃ یسمی الفرونیۃ وکمالات الاصالۃ والفائض علی الہیئۃ الجامعۃ یسمی الکمال الحقیقی ثم یزداد ہذا التجلی الکمالی متانۃ ونماءً و اتساعاً علی حسب اتساع الاسماء الالٰہیۃ المدبرۃ للعالم من خصوص الی عموم فیسیر بالتقدم فیما صار قبلہ بالنظر و یتمتع بالاصالۃ بما تمتع بہ بالتبعیۃ وعبارۃ الافصاح عنہا قاصرۃ لاستطرادیتہ للمقام وتبین من ہذا ان السلوک مبنی علی حرکات ثلث الاولیٰ تزکیۃ المدرکۃ عن الصور الکونیۃ وترقیہا الی حقیقۃ الحقائق وتخلیتہا عن غیرہا من الخطرات والہواجس حتی تستوعب النفس وتنتہی علی حسب ماقدر للسالک بنزول التجلی الخارجی علیہا والثانیۃ یبتدئ[1] من نفوذ ہذا التجلی فی مراتب وجود السالک وینتہی الی حصول الکمال المطلق الحقیقی والثالثۃ یبتدئ[2] من متانتہ ونمارہ الی حیث ماشاء اللہ ولایغیبن عنک ان الفائض الجبروتی اکثر مایکون من الذکر والصلوۃ والتلاوۃ والفائض الملکوتی عن غیرہا من اصناف الطاعات وان مایبتدئ منہ امر الکمال وینتہی الیہ لیس سواء فی الکل ففی نوع من الانواع یتحقق کمال الولایۃ وفی نوع یتحقق کمال النبوۃ وان بعد انتہاء الکمال المقدر یجب ان ینقلب مرتبۃ من ہذہ المراتب علی مقتضی طبع السالک والاسم المربی[3] لہ

(۱)و(۲) فی "ش" تبتدئ ۱۲ (۳) فی "ش" المربی ۱۲

والامر المقصود فی عنایة الباری جل مجده منه فایاک ان تزعم النبوة طرفا واثرا من الولایة او تحکم علی حصر مراتب الکاملین من مشاهدة بعض الآثار فتقع فی ظنون سیئة فی التفاضل بینهم۔

رابعتها انی ارید ان اوضح السر الذی ابهمته فی اول الشعبة الثالثة مستکشفا عن الحبیب الموصوف وبیانه ان کلا من الجنس والفصل وان کان جزءا للماهیة ولکن الفصل حیث ما کان بازاء الصورة التی بها فعلیتها فهو الذی به الماهیة هی والجنس ان کان مأخوذا عن المادة فانما هو منصة ظهوره وحبالة اصطیاده وان کان ماخذا لها فانما هو طفاحة سبوغه وشعاعة طلوعه ومن غفلة المتفکرین ان الاعراض باسرها بسائط خارجیة لا یمتاز منها ما بالقوة عن ما بالفعل کلا بل الحق ان المادة والصورة فی الجواهر لاجل کونها طبائع مستقلة انما تتقرر[1] باعتبار مبدئیتها للآثار المرتبة عموما وخصوصا وفی الاعراض لاجل کونها طبائع ناعتیة انما تحاز باعتبار ان المنتهی[2] والمنشأ لها طبائع مرتبة فی العموم والخصوص فمنشأ اللون والمنتهی[3] له مثلا کثافة الجسم ومنشأ البیاض ما فی الثلج دون الفحم وفی العظم دون اللحم وبالجملة فمتی کان الامر کذلک فنوعا جنس واحد یتنافیان لذاتیهما وان اتحد منصتهما او طفاحتهما فکان بینهما غایة الخلاف ونوعا جنسین لا یرجع تنافیهما الی ما هو بمنزلة الذات بل الی تخالف جهات ابهامیة ولو فی شیٔ واحد کالحلاوة واللین والسواد والاسطوانیة فی الحجر واما الشواهد الاستقرائیة فمحل جملتها ان للمحبة ضدا وهو البغض والضدان لکونهما نوعی جنس واحد یتشارکان فی احکامه فیترتبان علی المعرفة ویتواردان محلا واحدا وله مثلها شعب واقسام ومراتب واسباب وتاثیر اسباب المحبة مشروط بانتفاء اسباب ضدها فاذا تعارض سببا المحبة والبغض فالحکم للغالب کما فی سائر التعارضات وسنوح اسباب البغض من حیث یرجی المحبة من اسباب فوتها وغلبت فی الصور المذکورة اسباب البغض فالمتشارکان فی المطلب والمنصب اذا فوت احدهما محبوبا شدید المحبة للآخر کان تفویته اقوی سببیة

---

(۱) فی نسخۃ تتفرز ۱۲ (۲) ان المنتہیٰ ۱۲

(۳) ان المنتہیٰ ۱۲

للبغض من سببية الشركة للمحبة بخلاف ما اذا كان معينا فيه او مفوتا لغرض غير ذي بال والسني انما
يتعصب للمعادي اوليائه واحبائه اكثر من الذي لما يخاف من سبه وطعنه واضراره لكيدة دينية
ما لا يخاف من الذمي والمبالغة في ذم المحبوب اقوى سببية للبغض من الشركة الدينية المتلونة
بتضليل كل للآخر للمحبة وتجنب[1] الصوفية عن الفقها انما من تخشى منه الانكار والاعتراض واساءة
الظن في الديانة والبلوغ الى حد التكفير وليس ذلك في العوام وهو اقوى في اثارة البغض من
الشركة في معرفة الاحكام للحب وتحاسد العلماء بينهم لما يجري منهم من القدح في الجاه وصرف الناس عنه
من الجهة التي بها جاءه ويحسبها الحاجة اليه والجاه من اعاظم المحبوبات وسلبه من اقوى اسباب
البغض وعلى هذا يتأتى القياس في غيرها من النظائر والتفطن اذا تأمل فيما تلونا عرف ان البغض
ايضا قد يكون من الله وقد يكون مع الله وقد يكون لله وقد يكون لداع طبعي من الحمية والاذى
السابق وشراسة[2] الاخلاق ودمامة[3] الوجه وكراهة الصوت والاسباب الفلكية والعادية والمزاجية والقرابة
وقد يكون للمزاحمة في غرض حالا او توقعا او تصور النفع فيه وقد ذكروا له مراتب سبعة الوقفة[4] و
الاعراض[5] والحجاب وسلب المزيد وسلب القديم والتسلي عنه والعداوة له والبغض له سريان في
الاسماء المتضادة وارباب الانواع وفي الاوضاع الكوكبية والطبائع العنصرية والمعادن و
النباتات وهو في الحيوانات والجن والانس ظاهر فيتوهم ان له مع المحبة مجاراة في فضائلها ومكانة
في منافعها فيجب ان يمحى ذلك الوهم ويعلم ان المحبة لها السبق الذاتي فان المبدأ الحق جل شانه
واحد حقيقي واسماؤه متوحدة بالذات متعاونة في الآثار متداخلة بالحيثيات في اللواحق كالتعلي
والتداني والتنزيه والتشبيه والرحمة والقهر وامثالها وصدور المعلومات بسلسلتها انما هو من

---

(۱) في "ش" وبحث ۱۲
(۲) بدمزاجی ۱۲ من ش
(۳) في "ش" ودمامة ۱۲
(۴) في "ش" الوقفية ۱۲
(۵) في "ش" الاعراض ۱۲

جهة الملائمة لذوات العلل والاجناس كما انها لا من جهة دفعها المنافر لها عن ذواتها وایضا من جهة نوع من الاتصال الذاتی بها لا من الخروج عن حیطتها والانقطاع عنها وان غلبة جهة الوحدة هی مبدأ للمحبة ویجب ایضا ان یعلم ان المحبة لها الشرف الذاتی لانها الواصلة الی انتظام الروابط وجلب المنافع والمحرک الی الترقیات فی الدارین والسبب الغالب فی حصول الکراهة والبغض انما هو فوات المحبوب فهو ایضا من فروعها والبغض من حیث هو بغض لا انتفاع به نعم البغض مع الاعداء قد یلتحق فی تحصیل المحبة مع محبة الاولیاء کما ان المحبة معهم قد یلتحق فی ایجاب البغض مع بعض الاحبار کما ورد لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ" وورد "من عادی لی ولیا فقد بارزنہ بالحرب" فالبغض لا یجاری المحبة فی مواطن فضلها ونفعها واللہ اعلم ۔

وخامستها شرح ما ذکرت من سماع شواهد التجاذب بعد الموت سماع وتوقف لاسماع وثوق فمنها ما اشرت الیه من قصة بشر فانه عشق لیلی الاخیلیة واشتد به الغرام ولم یأن له آن الوصال حتی اشرف علی الموت فقال البیتین المذکورین ومات وسمعها احد بنی اعمامها ولما ذهب النهار اخبرها بخبره یستهزأ بقوله ثم انها مرت بعد برهة بقبره وارادت امتحانه مع ممانعة زوجها واهلها اظهار الصدق ومحبة لزیارته فقامت عنده وقالت السلام علیک یا بشر یا قتیل الهوی یا حریق الکبد من الجوی یا من سبته العین النجلی[1] فرجف قبره وانشق وخرج منه طائر اخضر وقال بلسان فصیح وعلیک السلام یا لیلای دونب[2] فدهشت وخرت میتة ودفنت بجنبه ونبتت من القبرین شجرتان مالت کل واحدة الی الاخری والتوتا وتداخلت اغصانهما ولا تزالان خضراوان[3] من لذة الوصل لا یفرقهما[4]

(۱) اسیر کردہ لا چشم کشادہ و فراخ ۱۲ من ش (۲) فی "ش" دذہب ۱۲

(۳) فی "ش" خضراوین ۱۲ (۴) فی "ش" لا یعزیهما ۱۲

يمس ولا تهافت اوراق۔

وحكى بعض من وفد علينا من سكان مكة المعظمة ان هناك مشهورا ان القبرين عند مسجد الذكوار[1] الواقع على طريقة الشام من الحرمين المحترمين۔

ومنها انه كان فى مقبرة التورانية من بلدنا الدهلى رجل اسمه شبير بيگ على طريقة الصالحين يتبرك به عشائره وكان له هناك دار يقربها بستان ووقع فيه قبره وكان فى اولاده اخوان يسكنان بيتاً واحداً وولد للاصغر غلام وللاكبر بعده بسنتين جارية فخطبا له ونشأ معا لا يتفارقان ليلا ولا نهارا الى ان بلغت عشرا اتفق بين ابيهما نزاع وجدال واثرت امها الصرم والتهاجر واقامت بينها جدارا ومنعت اللقاء وقطعت الخطبة وجعلتها لغيره ولكن كان كنيف الهاجرة الى الجدار وكانا يقومان عن جنبيه ويتكلمان ويستانسان حتى اذا دنا التزويج بعد سنين اجلسوها فى المخدع ومنعوها عن الخروج ووضعوا عندها سكينا على الرسم المعهود فى عامة البلاد وكانت حاضنة الجارية فاطنة بان محبتهما ليست لمحبة الاقارب والاتراب بل كل واحد منهما لا يستطيع الصبر عن الآخر اصلا وكانت تبلغ الرسالة بينهما فقال لها الغلام اريد ان توصلنى اليها حتى القيها لقاء المودع واتمتع باخر رؤيتها فقالت اما الآن فلا يمكن ذلك ولكنها تأتى لزيارة جدها عشية اليوم الذى يتلوه ليلة التزويج فكن فى البستان حتى ادعوك اليها فلما جاء الوقت حملوها على محمل[2] للمناكب وارسلوها مع الحاضنة الى مزار شبير بيگ فانزلت من المحمل واخرجت الحملة[3] واغلقت باب البستان واتت بالجارية على مزار شبير بيگ واخرجت طعام النذر ولما خرجت نادت بالغلام تعال ودعها فجاء كالسكران واعتنقها وجعل يزيد عنقه بعد زعقة والجارية ساكتة خافضة الطرف قائمة لا تتحرك حتى انخفض صوته وخر عليها فخرجت الحاضنة بجارية من تحته ومن بين يديه وحركته فاذا هو ميت فخافت من شيوع موته فساد السور؟ وجرته الى حفرة و

(۱) فى "ش" مسجد الذكر ۱۲ (۲) ہندی ڈولی ۱۲ من "ش" (۳) معنی کہاران ۱۲ من "ش"

بقيت فيه الاوراق والحشائش وكنست نعشه واركبت الجارية مدهوشة حائرة واتت بها اهلها و
جعل الناس يطلبون الغلام ليلبس لباس السرور ويحضر العرس فلم يجدوه وظنوا انه خرج غائرا غائظا
الى بيت لبعض الاصدقاء حيث كانت خلوته وقت الليل وانعقد مجلس النكاح والطعام والغناء
وزينوا الجارية وهي كذلك وظنوها مستحيية فلما اركبوها الى بيت الزوج اخذت السكين تحت الطباق
وذهبت فلما اصبحوا طلبوا الغلام ووجدوه في الحفرة ميتا فحزنوا وبكوا وتحيروا انه لاجل الحمية اكل سما ودفنوه
في جوار جده ولما امست الجارية وجن الليل اجلسوها في الاريكة خالية وجاء الزوج وذهب يرفع رجليه الى
الاريكة بادنه جهرا على خلاف عادة العروس وقالت اياك ان تقربني فاني لست لك بزوجة وما رضيت
بنكاحك ولم استطع رد قول الابوين حياء فحين اخرجوني بالتزويج وزال عني هم الصبار زدت فان
قربتني فهذا السكين اقتلك[1] به ثم اقتل نفسي فجلس الزوج تحت الاريكة وجعل يلاطفها ولا تسمع ولا تبالي
به حتى نام وخرج عند الصبح واجما فلما دخلت الليلة الثانية عاد فعادت حتى اذا كان اليوم الثالث ارسلوها
الى بيت الابوين على الرسم وراح[2] الزوج باهله ايضا الى بيتها فدعت الحاضنة فقالت لها انك لو امهلتني
ساعة لقتلني ما كان في الامر بيت سمعة والان فبلغي والدي اني لا ارضى بالزواج وان ارسلتموني
معه وقربني قتلته وقتلت نفسي وكان الزوج مستمعا فخاف من الوعيد ابله فتركوها ورجعوا الى بيتهم
خائبين واحتال الابوان ان يرضيها في ايام ويرسل الى بيتهم فلما ذهبوا تركت الطعام والشراب و
استغرقت في ذكر المحبوب حتى لو ثبتت بعد احد وعشرين يوما فدفنوها بجنبه فلما دنا الموتة الاربعون يوما فتحوا
قبرها ليبتنوا بالآجر والجص فلم يجدوا في القبر شيئا ثم لما جاء الاربعون لموتهما فتحوا قبرها فوجدهما متعانقين
اشد الاعتناق لا يمكن تفريقهما اصلا فتركوهما كذلك ودعوا لهما بالرحمة وندموا حيث لا ينفع الندم وهذه
القصة حكى لي حضرة استاذي مد الله ظلاله سمع عن رجل من اهل تلك المحلة ثم صدقه جماعة منهم۔

---

(۱) في نسخة اقتلك ۱۲ (۲) في نسخة وراح الزوج باهله ايا تي بها فدعت ۱۲

ومنها انه كان فى عظيم آباد وهو من كبار البلاد بين الجنوب والشرق من بلدتنا الدهلى غلام من اغنياء الهنود عزيز لاهله اسمه پرس رام بارع فى الجمال فلما يوجد مثله وكان قد ابتلى بحبه رجل من المسلمين فى زى الفقراء فصار ينادمه ولا يفارقه واستأنس به پرس رام جدا فلما جمع مبلغ النكاح زوج بكفو فائقة الجمال مثله فوقع بينهما غاية المحبة وعلق بها ودا وشغفها حبا حتى يشق عليهما المفارقة ساعة وانقطع عن صحبة الفقير مدة فاغتم الفقير لذلك ودعاه يوما وجلس معه يشكو[1] اليه نسيان العهود وايثار الصدود فاعتذر پرس رام ان زوجته لا تستطيع الصبر عنه اصلا فقال الفقير هذا من اكاذيب النساء لتسخير الازواج فليذهب للامتحان رجل يخبرها بموتك وانظر ماذا تفعل فلما اخبرت بذلك طفق اهل البيت ينوحون ويجزعون وخرت هى مغشية عليها فدهاهم غم على غم وتوجهوا لعلاجها فاذا هى ميتة وسمع پرس رام بذلك فانتهى اليها ذاهب العقل فافتقد الصبر كاظم الندم يحرق الغم ورفع الناس نعشها واحرقوها على دينهم عند ساحل النهر جامع الانهار وهجم الحزن على پرس رام وذهل عن الطعام والشراب وصحبة الاحباب وغدا يلتحق بالصحارى والخراب ويتوحش عن الاصحاب والاتراب ويزداد به الجنون والاضطراب فبينما هو قائم على شط النهر عند بيت صياد السمك اذا وجده يلومه على ترك الاصطياد بالليالى ويشتكى اليه لحوق الضر والفقر بذلك فقال الصياد انما تركته خوفا على نفسى لانه ينزل كل ليلة من الجو على تحرق امرأة شعلة تتدور[2] فى كل ناحية وتتردى على الماء واسمع منها صوتا عجيبا فتقول يا پرس رام احرقتنى بالجوى حتى صرت نظى طلبتك فى الازواج فلم اجدك فكيف السبيل الى لقائك وتتكلم بما تقلق الصدر ويقطع نياط القلب ومكث كذلك برهة طويلة ثم تغيب فلما سمع به پرس رام حمله فى نفسه وجاء الى الفقير وذكر له انى عقلت ان الفضاء لا يبرد ولا ينفع فى سهر[3] الاحزان وان

---

(۱) فى "ش" يشكو ۱۲ (۲) فى "ش" ويتزود ۱۲
(۳) فى "ش" فى سرد ۱۲

تكدير الحيوة غاية السفاهة فتبرأت من الجنون والضلالة وابدأن افرح طبعي واشغل نفسي بنزهة جريان النهر
فاصحبنا الى الساحل ننسي الهم وندفع الغم، فراح معه الفقير في طائفة من اترابه فرحين، وجلسوا على سفينة
مؤنقة بالشط مسرورين حتى اذا جن الليل اذا الشعلة من السماء نزلت تنادي بذلك فوثب برس رام اليها
وقال انا برس رام هلمي يا حبيبة فانا اليك بالاشواق فجارت الشعلة وقامت بحذائه وتكلما ساعة و
الناس ينظرون اليهما ولا يفهمون من البعد ما يجري بينهما فاذا الشعلة قد احاطت به واشتملت عليه وارتقت(۱)
في الهواء ولم يبق على الارض الا رماد يسير، فرجع الفقير والرفقة مبهوتين نادمين وشاع الخبر في الناس اجمعين
ومنها انه كان فتى ظريف الطبع جميل الشكل حزين القلب طلوب الحسن ينظر الحسان في الدكاكين
والطرق والابواب والغرف فان لم يجد بغيته ظل خاثرًا مغمومًا وان وجدها لم يبرح ابدًا ما يملق شائدًا
ويتحزن غائبًا فبينما هو ينظر يمينًا وشمالاً اذ نقبت عينه على امرأة حسناء في غرفة كانها فلقة قمر فوقف
لحظة حتى امتلأ من لذة الحسن ثم خر مغشيًا عليه وعرفت ذلك منه ونهضت من الغرفة محتجبة حتى اذا افاق
لم يرها فلازم بابها يبكي تارة ويتاوه اخرى، ويترنم بهجرات العشق مرة ويستغرق في بحر الحيرة اخرى،
فتفطن الناس لحاله وتيقن اهلها ببلاء باله وصار يرثي له الصديق ويتفقد لطعامه وشرابه الرفيق الشفيق
فاضطرب في اوليائها عرق الغيرة، وسولت لهم نفوسهم احاطة الخزي وهجوم الذلة وتشاوروا في قتله وطرده،
وخافوا لائمة الناس ومواخذة الحكام في حبسه وضربه فاستقر رأيهم على ان يرسلوا بالحسناء خفية الى بيت
صديق من وراء النهر لا يشعر به محترق الصدر واصحبوها بخادمة حافظة منكرة(۲) الحيل والخدع ولما مر محمل
المناكب بين يديه تفطن بشهادة القلب ان معشوقته اظلت عليه فوثب يسعى من وراء المحمل ويشكو اليها
من وراء الحجاب ما كان يزوره في نفسه منذ دهر من عرض مرارة العشق والسانح المشكل فلما رأت
المكارة ذلك سكنته بلين القول ومواعيد الوصل وعجلت بادخالها السفينة وظنت ان تفارقه

(۱) في "ش" وارتفعت ۱۲ (۲) في "ش" متكبرة ۱۲

بهذه الحيلة وجعل الفتى يشتد ويعدو حتى ركب معها في السفينة فانتظرت المكارة حتى اذا وصلت اللجة القت نعل المحبوبة في الماء وقالت يا صادق الحب هلم بهذه النعل اترضى ان تمشي محبوبتك حافية في شوك الصحراء وبيت الاقربار؟ فعيرته وهيجته حتى وثب الفتى في الماء وغرق وما كان هناك حميم له ليتم لاجله ويخرج نعشه فسلت نفسها من قبله وجلست فارغة الخاطر واخرت المحملة الى الساحل الآخر وبلغتها حيث امرت وكانت الحسناء سمعت منه ما جرى على قلبه في شدائد الحب ورأت منه الصدق في محبتها وبذل الروح لاجلها فنفذ حبه في قلبها نفوذ السهم الغائر فمكثت هناك سبعا وقالت للحافظة اني قد فارقت داري واهلي وارى قلبي لا يستأنس بشئ ويضطرب في الصدر واخاف على نفسي الجنون من طغيان الوحشة فجلي[1] بي الى اهلي لا يعتريني داء عضال لا يداوى وقد زال المانع فقالت حبا وكرامة ودعت بالمحمل وذهبت بها حتى اذا ركبت السفينة قالت لها افتحي لي الحجاب عن الماء اعلل نفسي وازيل وحشتي فمثل هذا لا يتيسر للنساء الا نادرا دجعلت تذكر الفتى بسور وتقول ايني اين القيت نعلي واين غرق الذي اخرجني من داري واهلي وفضحني بين شركائي واهل معرفتي فلما اراتها المكان وثبت الحسناء والقت نفسها حيث القى نفسه وبلغ الخبر الى اهلها فاجتمعوا وتجسسوا عن نعشها فاذا هي والفتى متعانقان تعانقا شديدا لا يمكن انفكاكهما الا بالقطع وقد حفظ الله بنيتهما[2] عن اسالة الماء وتحليله واكل الحيوانات وجذبهم وجمع بينه وبين حبيبته انه لعباده رؤف رحيم وودود كريم

وهاتان الحكايتان كنت سمعتهما من افواه الناس باختلاف ونقلتهما ههنا من المثنوى الهندى للمير تقي والعهدة في ذلك عليه والله يعلم الصدق والكذب مما فرح به كل حزب

سادسها كنت ذكرت في الشعبة الثالثة للقوى الثلاث الشهوية والغضبية والوهمية الصلابة والرخاوة مرة والقوة والضعف اخرى وتوصيف الكيفيات والقوى بالقوة والضعف متعارف بالصلابة

---

(۱) في "نش" فتجلي ۱۲ (۲) في "نش" بدنه ۱۲

والرخاوة بخير يتعارف لا يفهمه كثير من الناس فاردت كشفه ههنا۔

وذلک ان زیادة شهوة على شهوة وغضب على غضب ووهم على وهم مثلا على ما وجدت یرجع الى وجوه اربعة۔

احدها زیادة الاثر وقلته فمن لا یکتفی الا بالطعام الکثیر والجماع الکثیر اقوی شهوة ممن یکتفی بالقلیل منهما ومن لا یکتفی الا بالضرب والجرح اقوی غضبا من الذی یکتفی بالسب والزجر ومن لا یکتفی عند توهم الخوف الا بالفرار اقوی وهما من الذی یکتفی بالاصفرار۔

وثانیها بالتهیج[1] لادنی سبب وعدم التهیج[2] به فمن تحرک باهه بالنظر اقوی من الذی لا یتحرک الا باللمس ومن یسطو بحکایة شتم اقوی غضبا من الذی لا یثور الا بالمشافهة بمثله ومن یقع فی التوهم بخبر واه اقوی توهما من الذی لا یقع فیه الا التحقیق[3] وتثبیت فهذان الوجهان نسمیهما بالقوة والضعف و ذلک ظاهر۔

وثالثها امکان حبسه ومنعه عن الفعل بزاجر العقل او الشرع او الرسم بعد التهیج وعدم امکان ذلک۔

ورابعها سرعة زواله عن الباطن بعد التسکین اما بالحبس او باستیفاء المقتضی وطول بقائه فی القلب لا یزال یترشح اثره من القول والفعل وهذان الوجهان نسمیهما بالصلابة والرخاوة فان الاشیاء الصلبة یکون عسرة الکسر والانعطاف طویلة الامتداد والبقاء وهذه قسمة نافعة للناظر فی الاخلاق مطلقا ولطالب الحذر عند المعاملة مع الناس فاحفظها۔

سابعتها انی ذکرت فی الشعبة الثالثة فی بعض مراتب المحبة شهادة قلب المحب بصفاء المحبوب وطهارته وان یرجع الى الفراسة والحدس لاجل القرائن ولکن له سر ادق وهو ان النفوس بجبلتها

---

(۱) فی "ش" بالتهیج ۱۲
(۲) فی "ش" بالتهیج ۱۲
(۳) فی "ش" تحقیق ۱۲

کالمرایا قابلۃ للصور وانما یصدہا عن انطباع بعضہا امران انتفاء الصقالۃ وانتفاء المحاذاۃ والاول یحصل بالصدء والرین وہو تشتت الہموم وانبعاث الہواجس وسیلان الخطرات والثانی بحصول الغفلۃ الاصلیۃ او الطاریۃ او العناد فلا یوجد التوجہ الصحیح القوی فاذا زال المانعان بجمع الہمۃ علی الشیٔ وخلو القلب عن غیرہ ودوام التوجہ الیہ وذلک من لوازم تلک المراتب من المحبۃ حصل المطلوب قطعاً۔

وقد وقع لبعض اصحابنا انہ عشق ملیحاً ولازم فیہ کثرۃ الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاکتسب حظاً من الصفاء حتی کان یعرف محبوبہ غائباً این ہو وماذا یفعل؟

وذکر لی مولوی غلام جیلانی وہو من افاضل بلدۃ رام پور للافاغنۃ ان رجلاً من قدم من بلادہم حکی لہ انہ خلف فی قریتہ رجلاً وامرأۃ تحت غیرہ تعاشقا بلا فساد وتعذر الوصل بینہما بلغا من توحد الارادۃ ان یفعل کل ما یفعل الآخر واخبر انہ لصعد یوماً شجرۃ عالیۃ لحاجتہ فاذا بالرجل خرج من القریۃ ہائماً وجلس تحتہا فخرجت الی ناحیۃ اخری وجلست تحت شجرۃ ثم ان الرجل قام ومدیدہ منبسطاً فقامت ومدت یدہا کذلک فقال لہ الصاعد ارم ہذا الحجر الی بعید فرمی بہ فرفعت المرأۃ حجراً ورمت بہ قال وکلفتہ باشیاء امتحاناً فرأیت توافقہما وکان بینہما حائل لا تراءیان بہ وکنت من العلو اراہما جمیعاً وہذا من العجائب التی قلما سمعت مثلہا۔

ثامنہا انی کنت ذکرت فی قصۃ ملفصد ان لیلی طعنت فخرج الدم من قیس علی ما وقع فی رسالۃ حبیبنا خواجہ حسن فلما راجعت الی القصۃ تبین لی ان الامر بالعکس فان قیساً دعی الی الفصد لعلاج الجنون فاعتذر باتحاد لیلی معہ وانہ یخاف من وقوع جرحۃ علیہا فاستہزأ بہ الناس وما اعتنوا بباطل وہمہ ولولا ذلک الوہم ما وقع ما وقع فلما طعنوہ خرج الدم من عرق لیلی وہی غائبۃ وعرفت ان قیساً قد فصد فان صح ہذا الخبر فلہ ولامثالہ سر غامض وہو ان النفس کما تفعل فی بدنہا شائعاً کثیراً کذلک تفعل فی غیر بدنہا نادراً قلیلاً واذا وقع مثل ہذا من غیر علم بالاثر وقصد الیہ[1] کما فی الاصابۃ

[1] فی نسخۃ والقصد الیہ ۱۲

بالعين لطائفة والنخوسنه على الاول لطائفة فمع اعانة العلم والقصد اولىٰ وقد ذكر فی الملل والنحل انه كان فی الهند اصحاب الوہم يفعلون بالهمة غرائب من حل المشكلات ودفع البليات وہزيمة الجنود وامطار الغيوث وامثال ذلك۔

وتاثير الهمة عندی مبنی علی اصلين الاول ان فيضان الصور الاستعدادية من الصور الجسمية والنوعية انما ہو من حضرة التجرد والاطلاق وما ہی الا جہات الكمالات الوجوبية المسماة بحضرة الاسماء الالہية او ہم افاضل الملكوت الاعلیٰ المسماة بالجواہر العقلية القدسية فاذا اكتسب النفس قوة جبروتية او ملكوتية اقتدرت علی قلب الاعيان والرتق والفتق والابراز والكتم وتبديل الصفات فی الاجسام ولو فی صنف من الآثار اذا انبجست[1] داعيتها من تلك القوة لا من الارادة البشرية وہذا مختص بالنفوس الكاملة علی اختلاف بينہم فی مختار ومأذون ومغلوب لاستعدادات راجعة اليہم ونعنی بالناسوت فيما سوی الاجسام كل روحانية متسمة بامتياز الانائية عن حضرة الحق وارادة المخالفة لارادته وبالملكوت كل روحانية متسمة بامتياز الانائية دون ارادة المخالفة وبالجبروت كل روحانية غير متسمة بامتياز الانائية كالبدن مع الروح وجميعها من المراتب الخلقية لا ترجع الی حلول ولا اتحاد۔

قال الشيخ الاكبر محی الدين ابن العربیؒ فی الفص الاسحاقی بالوہم يخلق كل انسان فی قوة خيالية[2] ما لا وجود له الا فيہا وہذا ہو الامر العام والعارف يخلق بہمته ما يكون له وجود من خارج محل الہمة ولكن لا تزال الہمة تحفظه ای ذلك المخلوق ولا يؤده ای لا يثقل الہمة حفظ ما خلقه فمتی طرأ علی العارف غفلة عن حفظ ما خلقه عدم ذلك المخلوق الا ان يكون العارف قد ضبط جميع الحضرات فہو لا يغفل مطلقا بل لابد له من حضرة يشہدہا فاذا خلق العارف بہمته ما خلق وله ہذه الاحاطة ظہر بصورته فی كل حضرة وصارت الصور تحفظ بعضہا بعضا الی آخر ما قال ولا يخفی ان اطلاق الخلق عليه مجاز كما فی سائر الافعال الاختيارية

---

(۱) ای انفجرت ۱۲ من ش

(۲) فی "ش" قوة خياله ۱۲

بالمباشرة والتولید مثل قولہ تعالیٰ "یخلق من الطین کھیئۃ الطیر" واما حقیقۃ الخلق ای اخراج الایس من صرف الیس فخاصۃ الحق جل مجدہ لا شریک فیہ لہ والثانی ان العالم انسان کبیر کما ان الانسان عالم صغیر والانسان لم یرث القوی الا من شخص الاکبر وراثۃ البذر قواہ من الشجرۃ فلا بد فیہ من قوۃ وہمیۃ وخیالیۃ تسمی بعالم المثال الکلی للاعلی والاسفل وقد حام حولہ اہل السفل باعتراف النفوس[1] المجردۃ والمنطبعۃ للافلاک والعالم العنصری ایضا لم یحرم منہا اذ تکفف الی الوہاب الجواد عز مجدہ فلہذہ النفس المتکفلۃ بالعناصر اتصال بالنفوس الجزئیۃ اتصال الام بالجنین بل اتصال حس المشترک مع[2] الحواس المنتشرۃ فی اکناف البدن فربما تؤدی النفس الجزئیۃ صورۃ اکیدۃ حثیثۃ من متانۃ جوہرہا او اضطرار حالہا او مزج الاسماء الالہیۃ معہا او معاونۃ شئ من القوی الفلکیۃ لہا او لامر سواہا من امثالہا فیتہیج النفس الکبری الی ان تحدث بنظم الاسباب الطبعیۃ او بصرف الہمۃ ما تقتضیہا ہذہ النفس الجزئیۃ وہذا غیر مختص بطائفۃ فیقع لافاضل النفوس فیما یصدر عن قوتہم القدسیۃ ولمن دونہم من النفوس الصالحۃ والنفوس القویۃ المرتاضۃ ولذوات الاقبال کثیرا وللنفوس[3] العامۃ عند المغویات[4] قلیلا وہذا اصل عظیم فی باب الخوارق علی طریقۃ الحکماء ونحن ندرج ہذا التفصیل فی کلمۃ جامعۃ بفروعہا واغصانہا وہی "ما شاء اللہ کان" قال الشیخ ابو علی سینا فی کتاب المبدأ والمعاد فی فصل الثامن من المقالۃ الثانیۃ فیجب ان یکون ای تدبیر الکائنات الارضیۃ والانواع الغیر المحفوظۃ لمبدأ بعدہا ای بعد صریح العقول وہو النفس منبثۃ فی عالم الکون والفساد واما نفس سماویۃ ویشبہ ان یکون رای الاکثر انہ نفس متولدۃ عن نفس فلک الشمس والفلک المائل فانہ مدبر لما تحت القمر بمعاضدۃ الاجسام السماویۃ وسطوع نور العقل الی ان قال ویقال ان النفس المغیثۃ للداعین والمنذرۃ بالاحلام وغیر ذلک ہذہ ویشبہ ان

---

(۱) فی "ش" بالاعتراف بالنفوس ۱۲ (۲) فی "ش" بالحواس ۱۲

(۳) فی "ش" العامیۃ ۱۲ (۴) فی "ش" عند المعونات قلیلا ۱۲

یکون ذلک حقاً ثم عقد فصلاً فی ان ہذا المبدأ کیف یعلم ما ہیننا فی الحال والمستقبل وکیف یؤثر ومثّل فیہ لقصۃ طبیب کلف کشف صورۃ[1] جاریۃ حظیۃ عند الملک فرستہا ریح منعت الانتصاب فنہضت فیہا حرارۃ قویۃ حللت الریح وبرأت فی ساعتہا واللہ اعلم ونا تیر الہمۃ اصل ثالث اہملہا المحققون من قبلنا یجب علینا ذکرہ عملاً بقول القائل "نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند" وہی اہم الشیطانیۃ الجنیۃ والانسیۃ ومنہا الامداد للسحرۃ والدجاجلۃ وہی ناشیۃ منہم لا من النفس الفلکیۃ وہی لیست من الانوار الملکوتیۃ و لا من السبحات الجبروتیۃ وتحقیق ذلک ان اللہ سبحانہ ربی ابلیس اولاً دہوراً طویلۃ بمعرفۃ الاسماء الالہیۃ وانوار العبادات والقوۃ الملکوتیۃ المکتسبۃ من صحبتہم حتی عرف نفسہ مستحقاً للخلافۃ الالہیۃ ولما بدر حقیقتہا ثم لما استخلف سبحانہ وتعالیٰ آدم علیہ السلام وحسدہ ابلیس ولم یسجد لہ لعنہ لعناً شدیداً وطردہ عن حیز الرحمۃ[2] وخلع عنہ الانوار الملکوتیۃ والجبروتیۃ ومع ذلک لم یمنعہ عن حضرۃ المخاطبۃ وساطۃ[3] لبعض الملائکۃ ومع المعاتبۃ والاہانۃ ولم یسلبہ تلک القویٰ بالکلیۃ لتکون عوناً لہ علی ما قیض علیہ من ابتلاء المکلفین واغواہم ویتقویٰ بہا علی السلطنۃ العظمیٰ شرقاً وغرباً فی ذلک الی آلاف سنین بل ابقی فیہ مثل ما تبقی النار اذا فارقت الجسم الکثیف فیہ من الفحمیۃ او الرمادیۃ فتولد فیہا[4] تاثیر عجیب لم یکن فی المعدن والنبات مثلاً ثم جعل لہ اعواناً وجنوداً یرثون منہ تلک القویٰ ویستنبطون منہا اقسام الکیود والرقی من شیاطین الانس والجن کالجوالا والہنومان وستو والبرہنہ والوف من امثالہم وکذلک حین طرد ہاروت وماروت وسلبہم الاسم الاعظم ابدل لہما منہ قوۃ ظلمانیۃ مولدۃ للسحر بالہمۃ دون مزاولۃ الاعمال والخواص واجاز بتعلیمہ لمن یرید الکفر والشقاوۃ بنفسہ حفظاً لعاقبتہما الابدیۃ فہذان القسمان وما کان من جنسہما[5] مما اشار الیہ سبحانہ بقولہ "كُلًّا نُّمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا[6]" من خصائص[7] الارواح الناسوتیۃ المنہمکۃ

---

(۱) فی "ش" سورۃ جاریۃ ۱۲ (۲) فی "ش" عن خیر الرحمۃ ۱۲ (۳) فی "ش" ولو بوساطۃ ۱۲

(۴) فی "ش" فیہا ۱۲ (۵) فی "ش" وما کان جنسہا ۱۲ (۶) محظورا ای ممنوعاً ۱۲ من "ش"

(۷) فی "ش" من خیر خصائص ۱۲

فی الفسق والفجور۔

وقد اوضحت سرہا فی قصیدۃ اجبتُ بہا السوال المنظوم لابی علی ابن سینا عن الحکمۃ فی ہبوط النفس[1] الی الابدان حیث قلت ؎

وتری بناحیۃ المثال علی شفا ۔۔۔ الدنیا من اوضاع النحوس المقمع

ومن الدواہی والشرور تشبحت ۔۔۔ ظلما رعن سنن الصواب کافدع

ہی للفساد[2] خزانۃ جلاۃ ۔۔۔ وعلی عناد البر ذات مذعذع

ونظیر مراٰۃ تریک الشیٔ منکوسا ۔۔۔ لاحکام صوادق نصح

وکم من الادار فی احشائہا ۔۔۔ ہو منذر بغنائہا وتبضّع

ورسوخہا ونفوذہا یزداد من ۔۔۔ مدد من الدار الدنیۃ مسرع

وہی التی بسطت جناحیہا علی ۔۔۔ جند الشیاطین اللیام اقبع

فالماصع المنیر والمراد بہ الکواکب المشار الیہا فی قولہ تعالی "وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ" والدواہی والشرور ہی المشار الیہ فی قولہ "مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" والافدع منکوس الید الی تحت من الرسغ والمراد المنحرف والذعذعۃ بالذالین المعجمتین النشر والاعلان والناصع الخالص وہو ہہنا من تلبیس الوہم وغیرہ من اسباب الضلال والتبضع التفریق وصیرورتہ بضعۃ بضعۃ والقبوع صوت الخنزیر من الانف والقبع فاعلوہ فاشرت بقولی بناحیۃ المثال علی شفا الدنیا الی موطن تکونہا وقرارہا وبالاوضاع المنحوسۃ للکواکب والدواہی والشرور فی عالم الکون والفساد الی مادتہا وبظلما منحرف

---

(۱) فی "ش" النفوس ۱۲

(۲) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ فی القصیدۃ الآنیۃ جلایۃ وفی ص خزاۃ جلابہ ۱۲ مولانا اعظمی

عن سنن الصواب الی صورتہا۔

ثم ذکرت بعد ہذہ الاحکام الثلثۃ خمسۃ احکام آخر لتوضیح حالہا۔

الاول ہی للفساد خزانۃ[1] جلابۃ ای یعذبہم ویلقی الیہم الظلم وقتل النفوس وسلب الاموال وہتک الاعراض وفضیحۃ المحرمات[2]۔

والثانی وعلی عناد[3] البرذات نذعذع ای علی ترک الطاعات، والانہماک فی الشہوات وتکذیب الرسل والآیات ذات نشر وتہ وتیح۔

والثالث ونظیر مرأۃ الی آخر البیت ای ہی خزانۃ للمعقولات الکاذبۃ ولیس اختزانہا بحیازۃ التصورات والتصدیقات باسرہا فی ذاتہا بل بان الصورۃ اذا انعکست من خزانۃ المعقولات الحقۃ بعد اخلتہا وتوسطہا الی النفس انعکست علی خلاف ماہنا وخلاف ما فی الواقع تبدیل الایجاب سلباً وبالعکس ویتضح حالہ بمثالین صوری ومعنوی احدہما انعکاس الصورۃ من المرأۃ الفاسدۃ الی البصر معکوساً ولیس فی المرأۃ جمیع الصور وثانیہما کمن یجلس حذاء المدعی علی قصد الجدال فلا یحضر فی نفسہ شئ من التصورات والاحکام ولکن اذا تکلم المدعی عقد المجادل قضیۃ مخالفۃ لہا بالانکار والتکذیب علی اطرافہ۔

والرابع انہا تعد الدنیا للقیامۃ الکبری بابطال النوع البشری قصداً وسائر الانواع تبعاً وتنذر بہلاک العالم[4] فہی الدار المزمن فی احتشار الطبیعۃ العنصریۃ یمنع عنہا فیوض الملکوت و عنایات الجبروت ولا یزال تزداد شیئاً فشیئاً بامتداد الدنیا واہلہا بمدد حاصل منہم ومن دارہم فہی للحرمان مطلقا عن التوجہ الی الحق والاستغراق فی مساحطہ دتؤہلہم للغضب وسلب المدد الوجودی المبتنی علی موافقۃ المصلحۃ الکلیۃ عن حضرۃ اللاہوت۔

---

(۱) فی "ش" خزانۃ جلابۃ ۱۲ (۲) فی "ش" الحرمات ۱۲

(۳) فی "ش" عناد ۱۲ (۴) فی "ش" العام ۱۲

والخامسۃ انہا التی منہا الحفظ والاعانۃ والاصباغ والتکثر(۱) کما وکیفا للنفوس الخبیثۃ الشیطانیۃ وہو قولنا وہی التی بسطت جناحیہا الی آخرہ وہذا سر عظیم لباب الفتن ولہ تفصیل بالغ مذکور فی کتاب "الخیر کثیر" و "البدور البازغۃ" لوالدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ویظہر منہ انہ کما ان الموت امر طبعی للشخص الاصغر کذلک القیامۃ امر طبعی للشخص الاکبر وغیر ذلک من الاسرار ہذا وقد عرفنی الحق سبحانہ ان غایۃ امتداد بقاء ہذہ الحقیقۃ الی توجہ المحق سبحانہ وتجلیہ بمضمون قولہ "وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا" فحینئذٍ تبطل الہمم الشیطانیۃ وتدخل مادتہا فی بطن الجحیم ویجذب معہا اعوانہا واتباعہا فیصیرون وقود النار فی عذاب الیم واللہ جل مجدہ باسرارہ علیم وفی افعالہ حکیم۔

تاسعتہا ذکرت فی ضمن قصد بیان احتلام الحواس وہو امر غیر متعارف انما وقع فی کتاب "فیوض الحرمین" لوالدی رضی اللہ عنہ فاردت ازالۃ خفائہ وبیانہ ان المشاہدۃ العنانیۃ(۲) خاصۃ الحس المشترک فقط والاختزان المحض من غیر التفات خاصۃ الخیال فقط وحالۃ التذکر خاصۃ برزخ بینہما یجتمع فیہ اثر الخیال والحس المشترک معا والصورۃ کما ترتفع من الخارج الی الحس المشترک ومنہ الی الخیال شائعا کثیرا کذلک قد ینزل(۳) من الخیال الی الحس المشترک ومنہ الی الخارج فی المنام نادرا قلیلا وفی الیقظۃ اندر واقل وہو الاحتلام وہو فی اللامسۃ فی الیقظۃ کما فی الاشارۃ بالدغدغۃ وفی الذائقۃ نزول الماء فی الفم بذکر الحموضۃ وفی الشامۃ تغطیۃ للانف وتعبیس الوجہ عند ذکر النتن وفی الباصرۃ احمرار العین وترقرق الماء فیہما من لذۃ ذکر الحبیب وفی السامعۃ سد الصماخ بالید عند تذکر الفحش الشنیع القولی وبالجملۃ اذا اورث(۴) ملاحظۃ المخزون حالۃ بدنیۃ فہو الاحتلام وانما

---

(۱) فی "ش" والتکثیر ۱۲ (۲) فی "ش" العیانیۃ ۱۲

(۳) فی "ش" تنزل ۱۲ (۴) فی "ش" اذا ورث ۱۲

یکون فی الیقظۃ لبعض الناس فی بعض الاحیان فافہم۔

عاشرتہا ذکرت فی شعبۃ الخامسۃ اشتہار قصص النعیمانؓ وانما ہو عند اہل الحدیث فاردت ذکر ما علمت منہا الغیرہم ان نعیمان بن عمرو بن رفاعۃ کان من الانصار من بنی النجار وکان من القدماء الصحابۃ المخلصین المحبین للہ ورسولہ شہد بدرا وکانت فیہ دعابۃ زائدۃ یلقب بالحمار ولہ اخبار منہا ما کان لا یدخل المدینۃ رسل[1] ولا طرفۃ الا اشتری منہا ثم جاء بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ہذا ہدیۃ لک فاذا جاء صاحبہ لیطلب ثمنہ من النعیمانؓ جاء بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعط ثمن ہذا فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولم تہدہ لی فیقول یارسول اللہ لم یکن عندی ثمنہ واحببت ان تاکلہ فیضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویأمر لصاحبہ ثمنہ

ومنہا جاء اعرابی الی رسول اللہ صلعم فدخل المسجد واناخ راحلتہ بفنائہ فقال بعض اصحاب النبی صلعم لنعیمانؓ لو نحرتہا فاکلناہا فانا قرمنا الحم ویغرم[2] رسول اللہ صلعم ثمنہا فنحرہا نعیمانؓ فخرج الاعرابی ورأی راحلتہ فصاح واعقراہ یا محمد فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من فعل ہذا قالوا النعیمان فاتبعہ یسأل عنہ فوجدہ فی دار ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب قد اختفی فی خندق وجعل علیہ الجرید والسعف فاشار الیہ رجل ورفع صوتہ ما رأیتہ یا رسول اللہ واشار باصبعہ حیث ہو فاخرجہ رسول اللہ صلعم وقد تغیر وجہہ بالسعف الذی سقط علیہ فقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال الذین دلوک علی یا رسول اللہ ہم الذین امرونی بہ فجعل رسول اللہ صلعم یمسح عن وجہہ ویضحک[3] ثم غرمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ومنہا کان یصیب الشراب فیوتی بہ الی رسول اللہ صلعم فیضربہ بنعلہ ویأمر اصحابہ فیضربونہ

---

(۱) الرسل بحرکۃ القطیع من کل شئی والابل والقطیع من الغنم وبالکسر اللبن وذوات اللبن والطرفۃ بالضم الاسم من الطریف ای الجدید ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

(۲) فی ش تغرم ۱۲ (۳) کذا فی الاستیعاب ص ۳۰۱ ج ۱ ۱۲ مولانا الاعظمی دامت برکاتہم

بنعالهم ویحثون علیه التراب فلما کثر ذلک منه قال له رجل من اصحابه لعنک الله فقال رسول الله لاتفعل فانه یحب الله ورسوله وهذا هو المشهور وقیل ان المنهمک فی الشراب کان ابنه عبدالله ولعله کان یلقب بالحمار ایضاً والله اعلم۔

ومنها ان ابابکر الصدیق رضی خرج قبل وفاته صلعم بعام تاجراً الی البصری ومعه نعیمان وسویبط بن حرملة وکلاهما بدری وکان سویبط علی الزاد فجاءه نعیمان وقال اطعمنی فقال لا حتی تاتی ابابکر[1] فقال نعیمان لاغیظنک فذهب الی ناس جلبوا ظهراً فقال ابتاعوا منی غلاماً عربیاً فارهاً وهو ذو لسان ولعله یقول انا حر فان کنتم تارکیه لذلک فدعونی[2] لاتفسدوا علی غلامی فقالوا بل نبتاعه منک بعشرة قلائص فاقبل بها یسوقها واقبل بالقوم حتی عقلها ثم قال دونکم هو هذا فجاء القوم وقالوا قد اشتریناک فقال سویبط هو کاذب انا رجل حر فقالوا اخبرنا خبرک فطرحوا الحبل فی عنقه وذهبوا به فجاء ابوبکر الصدیق رضی فاخبر بخبره فذهب هو واصحابه الیهم وردّ القلائص واخبرهم انه یمزح[3] واخذوا سویبطاً فلما قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبروه الخبر فضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم من ذالک حولاً او اکثر وقد سهی بعض الرواة فسمی سویبط سلیطاً[4]

---

(١) فی الاستیعاب حتی یاتی ابوبکر ١٢ مولانا الاعظمی دامت برکاتهم (٢) فی الاستیعاب فذروه ١٢ مولانا اعظمی

(٣) فی "ش" یخرج ١٢

(٤) واخرج ابن ماجه فی سننه فی باب المزاح عن ام سلمة رضی قالت خرج ابوبکر فی تجارة الی البصری قبل موت النبی صلی الله علیه وسلم بعام۔ ومعه نعیمان وسویبط بن حرملة وکانا شهدا بدراً وکان نعیمان علی الزاد وکان سویبط رجلاً مزاحاً۔ فقال لنعیمان اطعمنی قال حتی یجئ ابوبکر فقال فلاغیظنک قال فمروا بقوم فقال لهم سویبط تشترون منی عبداً لی؟ قالوا نعم قال انه عبد له کلام۔ وهو قائل لکم انی حر۔ فان کنتم اذا قال لکم هذه المقالة ترکتموه فلا تفسدوا علی عبدی۔ قالوا لا بل نشتریه منک۔ فاشتروه منه بعشر قلائص۔ ثم اتوه فوضعوا فی عنقه عمامة او حبلاً فقال نعیمان ان هذا یستهزئ بکم وانی حر لست بعبد فقالوا قد اخبرنا خبرک فانطلقوا به فجاء ابوبکر فاخبروه بذلک قال فاتبع القوم ورد علیهم القلائص واخذ نعیمان قال فلما قدموا علی النبی صلی الله علیه وسلم واخبروه قال فضحک النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه منه حولاً ١٢ سوانی

ومنها كان ابو المسور مخرمة بن نوفل القرشي الزهري شيخاً كبيراً اعمى وبلغ مائة وخمس عشرة سنة فقام يوماً في المسجد يريد ان يبول فصاح به الناس فاتاه نعيمان فتنحى[1] به ناحية من المسجد وقال اجلس ههنا فاجلسه وتركه فبال وصاح به الناس فلما فرغ قال من جاء بي ويحكم في هذا الموضع[2] قالوا نعيمان قال فعل الله به وفعل اما ان لله علي ان ظفرت به ان اضربه بعصاي هذه ضربة تبلغ منه ما بلغت فمكث ما شاء الله حتى نسي ذلك مخرمة ثم اتاه يوماً وعثمان رضي الله عنه قائم يصلي في ناحية المسجد وكان عثمان رضي الله عنه اذا صلى لا يلتفت فقال له هل لك في نعيمان قال نعم اين هو دلني عليه فاتى به حتى وقفه على عثمان فقال دونك هذا هو فجمع مخرمة يده بعصاه فضرب عثمان رضي الله عنه فشجه فقيل له انما ضربت امير المؤمنين عثمان رضي الله عنه فسمعت بذلك بنو زهرة فاجتمعوا في ذلك فقال عثمان دعوا نعيمان[3] لعن الله[4] نعيمان شهد بدراً كذا في الاستيعاب -

حادية عشرة الشبهة ان الانبياء عليهم السلام اشد الناس محبة لله واحبهم عنده ولذلك فضلهم على ملائكته واوجب الايمان بهم على خلقه وافترض طاعتهم على عباده واعطاهم من القرب والجاه ما لم يعط احداً من بريته وجعل انكارهم كفراً به وحابطاً لعمل صاحبه ومبيحاً لافناء الوف من صبغته[5] واوهم خليفته على خليقته وصفيه من بريته ومستوجب التعظيم على كافة رسله ابو البشر آدم عليه السلام فافضلهم خمسة منهم اولو العزم نوح وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم وان لهم مع الله سبحانه معاملتين معاملة عبودية لالوهية ربهم الخالق المالك المنعم ويشاركون فيه سائر المؤمنين ويمتازون عنهم بالقائهم حقها بما لم يات به غيرهم على حسب مرضيه وبالتقدم على غيرهم بالدعوة اليه والقيام به ولولا ذلك ما بلغوا ما بلغوا ومعاملة حبية خاصة لواحد واحد منهم واذا تاملنا من هذا الوجه فيما بينهم وجدناه عاملهم الله سبحانه معهم مختلفة باصناف المحبة والمحبوبية واني

---

(۱) في "ش" فنحى ۱۲ (۲) في "ش" من جاء بي وعلّم هذا الموضع ۱۲

(۳) في "ش" دعوا نعيمان لعنة الله (مفعول دعوا) اي لا تقولوا لعنة الله او ملعوناً ۱۲ من ش

(۴) وفي الاستيعاب دعوا نعيمان لعن الله نعيمان فقد شهد بدراً ص ۳۰۸ وفيه ما فيه ۱۲ مولانا حبيب الرحمن الاعظمي دامت بركاتهم

(۵) في "ش" صيغته ۱۲

اذکر مالاح لی بالامعان۔

فاقول اما آدم علیہ السلام فمثلہ کمثل رجلٍ عزّ کریم سلیم الصدر فارغ القلب مطواع القول فی السکون والخوف(۱) لیس لہ من نفسہ تہیج ولا قلق اذا حزن غتم واذا سلّی سکن واذا شغل بشیٍ اشتغل بہ اراد حبیب فائق الحسن والجمال بارع الفضل والکمال واسع النعم والافضال ان یجعلہ عاشقاً علیہ مفتوناً بہ فناداہ بالتعریف بلا طلب والتجلی بلا شوق(۲) والاحسان الجزیل بالنعیم والراحۃ والریاسۃ العامۃ والسکن حتی اذا انعبہ واطمئن الیہ والنہ بذلک تنکر لہ ملزماً علیہ خطیئتہ واحتجب عنہ حتی اذا اشتد علیہ حزنہ وندمہ وطال بکاؤہ وغمہ و ضاق بہ ہجر المحبوب والمہ واستقر فی مقامۃ المحبۃ(۳) قدمہ وتجرع غصصہا سلاہ بالعفو عن الخطا وامتن علیہ فی ذلک بتعلیم التشفع والتوسل بحبیبہ الذی لہ منہ الثناء واسکنہ بوعد اللقاء وشغلہ بخدمتہ بما شاء من استخراج الصنائع واقتناء(۴) البہائم وتعمیر الصحراء فعاش فی ذلک قائماً بمراد المحبوب منتظراً لوفاء الوعد ساکن الباطن عن الجزع والوجد۔

واما نوح علیہ السلام فمثلہ کمثل رجل قوی الجسم قوی القلب عشق رجلاً عظیم الجاہ ذا دلال و عتاب لایجتری علی طلب وصالہ ولایماطل فی الاتیان باوامرہ فاشتد بہ الحب حتی ترک الطعام والمنام الا بالضرورۃ فکلفہ المحبوب بخدمتہ وتحمل المحب فیہا کل مکروہٍ من الاستہزاء والشتم والضرب دہراً طویلاً و ما خطر بالبال تضجر اخشیۃ ملال الحبیب الی ان بلغ بہ الصبر کل مبلغ فشکی الیہ فوات(۵) حکمتہ والہوان علی عبیدہ والعجز عن نفسہ فغار لہ المحبوب غیرۃ عظیمۃ وکان المحب یغتنم ادنی الفتۃ(۶) من المحبوب ونظر عنایۃ منہ الیہ ویشکرہ عند کل لقمۃ وجرعۃ ونبہۃ ورقدۃ وقومۃ وقعدۃ ارضاءً لہ ونقرباً الیہ ولم یأن لہ مع ذلک ان یرفع الحجاب وہو فی جمیع ذلک لایزداد الا قلقاً للحبیب وتشوقاً الیہ فلما انتصر لہ الحبیب نصرۃ

---

(۱) فی "ش" والجزع ۱۲
(۲) فی "ش" تشوق ۱۲
(۳) فی "ش" مقام المحبۃ ۱۲
(۴) فی "ش" وافتنار ۱۲
(۵) فی "ش" فوات حکمتہ ۱۲
(۶) فی "ش" ادنی بفتۃ ۱۲

منبعثہً خالج نفسہ ما حسن من البسط فسأل المحبوب اما وعدتنی کذا فعاتبہ المحبوب حتی قال لَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْٓ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ فطفق یستغلی[1] جرأتہ ویعتذر الیہ ویستر حمہ بان لیس لہ سواہ ملجأ ولا مہرب وحین فرغ من الخدمۃ و رأی عظیم عنایۃ فی الانتصار والعتاب عند السول استحیی حیاءً شدیداً وانقطع عن الخلق واستغرق فی ذکرہ ولازم صرف الظاہر والباطن فی علو دینہ[2] و خدمتہ حتی مضی لسبیلہ[3] ۔

واما ابراہیم علیہ السلام فمثالہ کمثل رجل شریف النفس زکی الفہم ظریف الطبع کریم الاخلاق رقیق القلب عالی الہمۃ ثابت الاستقامۃ عشق بالغانی الحسن والحکمۃ ومحاسن الاخلاق ومعرفۃ الحقوق وکثرۃ[4] الاحسان الغایۃ القصوی والدرجۃ العلیا فما زال یفتشو فضائلہ ویفتخر بہ ویخاصم الناس علیہ فرغب الیہ المحبوب واستانس بہ لمشاکلۃ الغرائز وجعل یظہر لہ دائماً من آثار جمالہ ما یزید[5] محبتہ مع ما ارتسخ فی جوہر نفس المحب من الوفاء والصفاء ثم ما برح یبتلیہ فی دعوی المحبۃ بمعاداۃ الملک الجبار والاحراق بالنار والانقطاع عن الاہل والوطن والوسم بجز[6] شیئ من البدن وذبح الابن القریبۃ والمحنۃ فی بناء البیت الشاسع لشخصہ[7] الوحیدۃ والخروج عن الاہل والمال لذکر الحبیب والوفاء بالعہود فی البعید والقریب فوجدہ یبادر الانقیاد ولا یتلکأ اصلاً فی الامتثال فتمکن[8] صدق محبتہ فی قلبہ وتیقن باہلیۃ للانبساط الیہ وایثار محبتہ وجعل یحفظہ ویحسن الیہ ویکافیہ ویزید علیہ ویغنیہ عن غیرہ فیما یحتاج الیہ وعقد بینہ وبینہ عقد الخلۃ وقمع اصل المخالفۃ بتاسیس المصادقۃ وقال کما لم تؤثر علیّ احداً فلا اذرن علیک ابداً فحصر اجتبائہ فیہ وفی بنیہ ولم یرض الا من ذریتہ ومتبعیہ وسماہم حزبہ وخاصۃ عبادہ وجعلہ اماماً للمحبین من بعدہ

---

(۱) فی "ش" یستعلن ۱۲
(۲) فی "ش" فی عبودیتہ ۱۲
(۳) فی "ش" بسبیلہ ۱۲
(۴) فی "ش" کثیرۃ ۱۲
(۵) فی "ش" ما یزید محبتہ الی محبتہ مع ما ارتسخ ۱۲
(۶) فی "ش" بجزو ۱۲
(۷) فی "ش" بشخصہ ۱۲
(۸) فی "ش" تمکن ۱۲

دما انفک یتلطف ویتودد فی ذکرہ من خلفہ، وقد تبین من ہذا ان ہؤلاء الثلثۃ الکبار من الخائضین فی بحر المحبۃ ولکن کان آدم فی ساحل المدخل ونوح فی اللجۃ وتلاطم الامواج وابراہیم فی ساحل المخرج البالغ الی استحقاق المحبوبیۃ۔

واما موسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل حکیم خالص[1] الفطنۃ صادق الفراسۃ حاذق الصنعۃ عزم علی کسر دولۃ قوم جبارین، واستخلاف طائفۃ مستضعفین، واظہار غرائب الصنعۃ وعلی اقامۃ النظام الفاضل الی الدہور المتطاولۃ فنظر الی اطفال کثیرۃ فلم یجد لذلک اہلا الا طفلا واحدا فاحبہ حبا شدیدا واصطنعہ لنفسہ والقی علیہ طلسما من محبتہ فرباہ فی بیت عدوہ امنا من مضرتہ وغذاہ وکساہ بطعام الملوک ولباسہم وعلمہ ضوابط السیاسۃ فی صحبتہم حتیٰ اذا بلغ ثلثین سنۃ اخرجہ من بینہم خائفا مذعورا حتیٰ لا یرغب فی الرجوع الیہم وفوضہ الی معلم یعلمہ آداب خدمتہ فلما استکمل ہناک عشر سنین وہو لا یشعر بحبۃ الحکیم لعظیم الجاہ معہ باداہ بالتجلی من غیر طلب، واللقاء من غیر توقع، والمکالمۃ من دون سفیر، واظہر علیہ شغفہ، ووکلہ علی مرادہ، وکان الصبی نشأ طاہر الباطن، خاشع القلب، قوی الجاش، قوی الجسم، شدید الصدق والامانۃ، فصار الحکیم المحب یعطیہ عجبا بعد عجب، ویزیدہ فضلا عن فضل، ونقربا عقب تقرب، ویغار لہ وینتصر لاجلہ من غیر ابتلاء لہ[2] وامتحان علیہ وادام المکالمۃ معہ والتنزل الیہ[3] والمصاحبۃ معہ ولکن لم یکن اخلاقہ تناسب اخلاق الحکیم المحب فکان المحبوب قد یضجر ویعاتب، وقد یطاوع ویتاذب، والحکیم یتحمل کل ذلک منہ ولکن یظہر علیہ تارۃ ان من عبیدہ من ہو اعلم منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو احب الیہ منہ وتارۃ ان من عبیدہ من ہو افضل منہ فاذا اقتضا مشافہۃ الشہود اعتذر الیہ بضعفہ وتستر عنہ ومع ذلک یأخذ منہ مرادہ من کبت الجبابرۃ وتربیۃ الکرام البررۃ وتسخیر قوم عظام النخوۃ، اوانی الہمۃ صعاب الرقبۃ بلیدی الذہن کثیری الجبن، حتیٰ اذا قام بالامر غایۃ ماینبغی جعلہ فدوۃ

---

(۱) فی "ش" غائص ۱۲ (۲) فی "ش" من غیر ابتلائہ وامتحان علیہ ۱۲

(۳) فی "ش" والتنزل الیہ ۱۲

لاہل اجتبائہٖ واسوۃً لالوف من مقربیہ ومثلاً وعبرۃً لصنوف من مخلصیہ ومخلصیہ۔

اما عیسیٰ علیہ السلام فمثلہ کمثل ملک کثیر التعلی عظیم الاقتدار نافذ الحکم شدید المھابۃ لہ صنفان من الجنود والخدم صنف اہل الحرم والخباء وصنف اہل المعترک والفضاء اما الثانی فانھم ظاھرون علی الناس یخالطونہم فیہم اہل الملامۃ والعتاب واہل النکایۃ والعقاب لایصلون الی الملک بانفسھم واما الاول فھم اہل الاطاعۃ والرضاء والمحبۃ والصفاء لا ملام علیہ[1] ولاعتاب لایلاقون الناس ولایتراؤن لہم ہم وسائط الرسالۃ بین الملک والصنف الثانی وشفعاءھم عندہ والموکلون من قبلہ علی مصالحھم ومرافقھم والصنفان متخالفان بینھم بالطعام واللباس والحلی والصنائع والعادات فاتفق ان الملک اخذ عرض الفریق الثانی واصطفی منھم ولدا[2] فادخلہ فی اہل الحرم ورباہ عندہ دھورا طویلۃ ورزقہ من طعامھم وخولہ بلباسھم وزینہ بحلیھم وحذقہ فی شیء من صنائعھم وآخی بینہ وبین صنادیدھم ومکنہ فی اعاظمھم ثم لبعد حین اراد ان ینزلہ فی قومہ ویمتعھم بفیضہ وصنعتہ فقطع لہ کسوۃ من لباسھم وعودہ بطعامھم وعاداتھم وکان ینظر الیہ کل لحظۃ نظر محبۃ ومودۃ وتذکر للعھد القدیم معہ منذ مدۃ ویکرمہ بما یرید کانہ محبۃ طبیعیۃ بلا عوض ولاعرض ومؤانسۃ سابقۃ بلا اکتساب وخدمۃ حتی اذا استعد اعدادہ لاذاہ رفع بہ الی مقرہ وماواہ ووعدہ السلطان المبین علیھم والنصر بخاصتہ عبیدہ عند الرجعۃ الیھم وحصول فیضہ والانتفاع بہ لدیھم وابقی فی رفقائہ مدۃ ما القی الیھم وخلفہ[3] فیھم زمانا بما دعالھم۔

واما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واحبائہ فمثلہ کمثل ملک جامع الفضائل تامھا سابغ الفواضل عامھا فکر فی نفسہ کیف ینبغی ان یکون غایۃ[4] محبوبہ علیہ من الصفات والاحوال فلما تم تصویرہ فی نفسہ وکان لہ علم بما سیکون عرف انہ لیس علی ہذہ السمات الاشخص واحد فالقی علیہ جملۃ محبتہ وکل عشقہ

---

(۱) فی "ش" علیھم ۱۲
(۲) ای اعطاہ ۱۲ من ش
(۳) فی "ش" خلقہ ۱۲
(۴) فی "ش" غایۃ محبوب علیہ ۱۲

واشاع ذکرہ فی خواصہ واہل جنابہ وقدر ان یعطیہ من المعالی والمناقب کذا وان یستعملہ علی الافعال المہمۃ للملک علی کذا وان یختار لہ من الاعوان والاتباع کذا ومہد لہ فی القرون السابقۃ علی وجودہ عزاً کبیراً وفضلاً کثیراً ثم لما فرق[1] عبیدہ فرقتین جعلہ فی افضلہما حتی اذا حان حین قدومہ ارجف بہ الملوک ونکس لہ الاباطیل واخصبت[2] بہ الخلق والطق بہ الشواہد وعرضہ علی صنادید مملکتہ تعریفا بہ لہم و ما ساغ للملک ان یکون لغیرہ منۃ علیہ فی تربیتہ[3] ومحافظتہ وتعلیم فکا فا من احسن الیہ باضعاف ما صنع وعین من اہل خبائہ من یحفظہ حتی من حر الشمس بالغمام والاستغنا برزق الغیب عن طلب الشراب و الطعام ولما نشأ لم یزل یؤہلہ لاجتبائہ بشرح صدرہ وحشو قلبہ وتنقیتہ من لوث قومہ وقرنائہ فانتشأ فی سخاوۃ کاملۃ وشجاعۃ تامۃ وفصاحۃ بالغۃ وامانۃ فی غایۃ وعصمۃ وافیۃ وہمۃ عالیۃ وصدق خارق[4] وعقل وذکاء شارق وصبر وحلم وافر ورحمۃ فی نہایۃ الی غیر ذلک من اخلاق فاضلۃ فی کمال المناکلۃ لاخلاق للملک لیعرف لہ منہ الاجنبی والقریب ولما بلغ اشدہ جعل لیعرف الیہ خاصۃ اہل خبائہ ولما استبعدوہ شافہہ بمراسلاتہ معہ بواسطۃ اخص خواصہ والقی الیہ فی ساعۃ بثلاث غطات مؤثرۃ فی نفسہ ونسمتہ وجسمہ ما یلقی الی غیرہ فی اعوام وشہور من اہل اجتبائہ وخاطبہ بکلام لم یخاطب بمثلہ فی الفصاحۃ ووجازۃ الالفاظ وکثرۃ المعانی وسیاق الکرامۃ والمحبۃ احدا من احبائہ ثم شوقہ الیہ شتیاقا شدیدا تحمل بہ المجاہدات ویستحق بہا الترقیات وفوض امرہ لتوسیع باطنہ وتعمیم فیضہ الی شخص من اہل الخبا لہ التصرف العام فی الجنود بل فی المملکۃ بالاماتۃ والاحیاء والصعق والافاقۃ حتی اذا تم استعدادہ اسری بہ الی سریر سلطنتہ وقاعدۃ مملکتہ وقدمہ ہناک علی جملۃ مقربیہ وکبراء حضرتہ وعرض علیہ دفاتر علمہ ونفائس صنعتہ وخزائن قہرہ ورحمتہ ولقیہ[5] شفاہا جامعا لہ بین تکلیمہ ورؤیتہ دنا ثم بہ

(۱) فی "ش" خارق ۱۲ (۲) فی "ش" اخصب ۱۲ (۳) فی "ش" فی تربیتیہ محافظتہ ۱۲
(۴) فی "ش" حاذق ۱۲ (۵) فی "ش" لقیہ ۱۲

على احدٍ من رعيته وتفضل عليه راجعاً بما احب من جلائل نعمته ولما تم تكميل باطنه رفع درجاته فی ظاهره وتيصرف فی مساكن الصنف الثانی[1] ونصره بخواص عبيده من الصنفين بما لم ينصر به احداً من اهل اصطفائه حتى بلغه اعلى المناصب فی ارتقائه وفی جميع ذلك لم يزل يمتحنه بما يمتحن به اهل الخيرة والاستقامة ويعطيه ما يريد من الكرامة فوجده فوق ما يرجى من احد من اصفيائه والمحبوب فی كل هذا لم يعامل معاملة دلال وجرأة بل معاملة محبة وعبودية[2] كما يحكى للاياز مع المحمود فلم يبرح يزداد تحبباً الى تحببا وتقربا عقب تقرب حتى اذا لم يبدع شأواً لمستبق من الدنو لامرئ[3] لمستنيم اتخذه خليلا خلة المحبوبية فقطع عن جنابه السبيل[4] الاسبيله ولم يرض الا من تمسك به واتبعه وختم عليه اصالة القربة اليه برسالته وضمن له ان لا ينسخ عهده وان يحوج الى شفاعته يوم العرض الاكبر سائر رعيته داخل حضرته ممن تقدم عليه ولحقه وان يقدم عليهم فی موافقة اياه[5] وزمرته ويجعله هناك وسيلة لاهل محبته لا يبلغ فيضه وكرامته لاحد الا بوساطته فيجعل عليهم منته[6] حتى هذا اتم على يديه مراده اشتاق الى لقائه فطلبه مكرما مطيبا عنده وخلفه فی حزبه وتابعيه احسن خلافة فوفی[7] بنصرهم على العدى ونشرهم فی اقطار الدنيا واقامة المجددين فيهم فی كل عصر وان يعطيهم ما اعطى جميع من سلفهم من الفخر وان يبقى كلمة هدايته ورضاه فيهم ولا يحيط بالذل والضلال عند فسادهم عليهم وذلك هو الفضل العظيم۔

وقد تبين من هذا ان هؤلاء الثلثة العظام خاضوا بحر المحبوبية ولكن محبة موسى تشبه المحبة الغرضية المستحكمة ومحبة عيسى تشبه المحبة الطبعية الذاتية ومحبة المصطفے صلى الله عليه وسلم تجمع[8] عدة من المعانی المحبة العشقية لاجل الحسن والمحبة الذاتية لعقد المحبة معه من قبل الوجود والمحبة لتشاكل[9] الاخلاق الغريزية و

(۱) فی نٗ ش ويتصرف فی مساكن الصنف الاول ويتسليط فی مساكن الصنف الثانی ۱۲

(۲) فی نٗ ش محبته وعبوديته ۱۲ (۳) فی نٗ ش ولامرئ لمستنيم ۱۲ (۴) فی نٗ ش السبل ۱۲

(۵) فی نٗ ش موافقة اياه ۱۲ (۶) فی نٗ ش منته ۱۲ (۷) فوفی ۱۲

(۸) فی نٗ ش يجمع عدة ۱۲ (۹) فی نٗ ش لمشاكلة الاخلاق الغريزية ۱۲

المحبۃ المستحکمۃ الغرضیۃ لانصرام المہمات الکبریٰ علی یدیہ وازداد مع ہذا الرعایۃ ادب المحبۃ بدوام الترقی فی التحبب والتدانی فی التقرب وبان اعطی لجسمہ حکم ارواحہم من البرکۃ الظاہرۃ والطیب وکرسہ مالم یقع فی حظ ولا نصیب واللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب ۔

ثانیۃ عشرہا[۱۲] توجہ شیئ ما الی امر توجہاً ضروریاً او راجحاً لاجل الاتصال والتلبس بہ ولاجل انہ اما نفس کمالہ اومفید کمالہ او مظہر کمالہ اس المحبۃ ومعناہا الدقیق الحکمی فاذا داخل ہذا المعنی الشعور والارادۃ وشمل الکمال لذۃ قوۃ من القویٰ فہو المحبۃ بالمعنی المتبادر العرفی وہذا الحکم متناول لجمیع الموجودات من العلل والمعلولات والطبائع والآثار بالاجمال وعند التفصیل یظہر ان الشئی المکن[۱] اذا قیس الی کمالہ الذی یتوجہ الیہ فہو اما واجد لہ علی سبیل الاستمرار کالصور والتدویر للشمس واما واجد لہ علی سبیل الترک والانتقال کالاوضاع المتواردۃ علیہا واما فاقد لہ متحرک الی تحصیلہ فالاول کالعاشق الواصل المتبہج بمجوبہ والثانی کالواجد للوسیلۃ الطالب للمقصود والثالث کالعاشق المہجور المشتاق الی المحبوب ۔

وبالجملۃ فمطلوب کل حقیقۃ ہو الفعلیۃ بحسب مالہا من الصفات والآثار التی یقتضیہا[۲] ضروریاً او راجحاً وہی معشوقۃ ولہذا الفعلیۃ الخاصۃ نسبۃ الی الفعلیۃ المطلقۃ من ثلثۃ وجوہ من حیث اطلاقہا ومن حیث مبدئیتہا ومن حیث شمولہا ۔

اما الاول فلان من خصائص حقیقۃ التقرر والفعلیۃ دون ما عداہا من الحقائق انہا اذا تجردت عن القیود کانت اتم تحصلاً واقوی موجودیۃ منہا اذا تقیدت بقید زائد علی ذاتہا اذ کونہا تقرراً محضاً وفعلیۃ صرفۃ لا شائبۃ من الابہام والقوۃ فیہا ثابت لہا من اجل ذاتہا وکونہا فعلیۃ شئی خاص او جمیع الاشیاء حیثیۃ زائدۃ علی ذاتہا و ما للذات بالذات اقوی مما لہا من الامور العارضۃ المتاخرۃ عن الذات وان کانت مستندۃ الی الذات والفعلیات شیون واعتبارات لہا وہی کالجزئیات للکلی من حیث الاطلاق والتقلید وعلی عکس ذلک من الابہام والتحصیل[۳]

---

(۱) فی نسخۃ ان لمیۃ المکن ۱۲ (۲) یقتضیہا ۱۲ (۳) ولعل الصحیح والتفصیل واللہ اعلم ۱۲ سواتی

لما بيّنا في محله بعدة من البيانات ان ارتباط الماهية مع وجودها الحقيقي ارتباط الموهوم بالموجود وارتباط المنتزعات بالمنتزع عنه

واما الثاني فلان الفعلية المخصوصة انما كانت هي هي من اجل خصوص علتها وخصوص تلك العلة لاجل خصوص علة تلك العلة وهكذا وينتهي سلسلة العلل الى علة بسيطة هي مبدء المبادي واول الاوائل فكون ذلك المبدأ البسيط هو هو في بساطته ووحدته هو كون كل شيئ موقت ومستمر على ما هو عليه في وعاء الدهر والواقع ازلا وابدا فعالم الامكان باسره تفصيل لبساطة وحدة المبدء الاول بما هو هو۔

واما الثالث فلانا اذا وسّعنا النظر من فعلية معينة الى امثالها في موطنها ومادتها ثم من ذلك الموطن والمادة الى المواطن والمواد التي هي امثالها[1] وهكذا حصلت سلسلة محيطة من الازل والابد ومن اعلى الموجودات الى اسفلها ولا شك ان الفعلية المعينة جزء منها وتنتزع من جميعها ما ينتزع من واحدة منها من معنى التحقق والوجود فجزء من هذه السلسلة وان خالف بقية الاجزاء من حيث خصوصه ولكنه مماثل لها في حقيقة كونه فعلية ما فالحقائق فيها كالامواج في بحر واحد متصل فعلى جملة الوجوه كل فعلية معينة شأن من شيون الفعلية المطلقة وقائمة به ومندرجة فيها وهي عين الحق جل مجده فلا معشوق بالحقيقة الا الله وكل شيئ فانما يشتاق الى شان من شيونه وجهة من جهاته كالماء يتحرك بين المشرق والمغرب[2] والشمال والجنوب الى جهات لا تحصى وبالحقيقة ميله الى جهة واحدة بسيطة بحسب وهو المركز بالقرب منه ما امكن من اي جهة كان فاياك ان تغفل عن الجمال المطلق بالجمالات الناقصة الفاقدة لالوف من صنوف الحسن والجمال والفضل والكمال والله يهدي[3] لاحسن القول

وعند هذا انتهى ما كنت اردت ايراده في رسالتي هذه[4] رسالة المحبة وقد التمس مني بعض اهل الصحبة ان اسميه باسم آخر فعرضت على جناب استاذي اطال الله عمره ولا زال ينعمه سماء عديدة انوار المحبة واطوار المحبة وآثار المحبة واسرار المحبة فاختار لي اسرار المحبة ومن الله ارجو ان يغفر لي ولاسلافي الكرام المخلصين[5] وبه يختم لي بما ختم به لاهل اجتبائه وان يصلي على حبيبه محمد وآله واصحابه واحبائه كما يليق بكمال محبته له في جميع احواله انه ولي رحيم وتواب كريم۔

---

(۱) في نسخ امثالها ۱۲ (۲) في نسخ المشرق والمغرب ۱۲ (۳) في نسخ يهديني ۱۲ (۴) في نسخ هذه ۱۲

(۵) في نسخ المخلصين ... ويختم لي بما ختم به ۱۲

قصیدۃ

الشیخ الرئیس ابی علی بن سینا فی السوال عن الحکمۃ

فی

فی ہبوط النفوس الی الابدان

الشیخ ابو علی بن عبد اللہ بن سینا ولد سنۃ ۹۸۰ء فی قریۃ نشنۃ من مضافات بخارا فی اسرۃ ممتازۃ وتلقی العلوم والفنون لاسیما الفلسفۃ والطب فی بخارا التی کانت مرکز العلوم وثقافۃ الاسلام فی تلک العصور وحصل الکمال للشیخ فی العلوم والفنون و امتاز فی الطب والمعالجۃ وارتقی فی السیاسۃ حتی وصل الی الوزارۃ لشمس الدولۃ فی ہمدان رزاق من حلو الحیاۃ ومرھا کان فیلسوفا عبقریا وطبیبا حاذقا شید ارکان الفلسفۃ الیونانیۃ بعد الفارابی المعلم الثانی وصنف ودرس وکتبہ فی الفلسفۃ والمنطق والطب مثل الشفاء والقانون والاشارات والنجاۃ وغیرھا شھیرۃ متداولۃ غنیۃ عن التعارف وللشیخ نظرات ثمینۃ فی الفلسفۃ وآراء قیمۃ فی المنطق وتجارب مفیدۃ فی الطب بید انہ اخطاء فی فھم بعض المسائل الفلسفیۃ وبعض العقائد الدینیۃ والمعتقدات الثابتۃ کما فی مسئلۃ علم اللہ تعالی بالجزئیات والحشر الروحانی ومسئلۃ القدم والحدوث وغیرھا کما یظھر لمن طالع الاشارات والشفاء وان لم یکن متعصبا والتوفیق بید اللہ تعالی ؎

خلیلی قطاع الفیافی الی الحمی

کثیر و ارباب الوصول قلائل

(سنائی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هبطت الیک من المحل الارفع   ورقاء ذات تعزز و تمنع

محجوبة عن کل مقلة عارف   وهی التی سفرت ولم تتبرقع

وصلت علی کره الیک وربما   کرهت فراقک وهی ذات توجع(۱)

انفت فما سکنت(۲) فلما واصلت   الفت مجاورة الخراب البلقع

واظنها نسیت عهوداً بالحمی   ومنازلاً بفراقها لم تقنع

حتی اذا اتصلت بهاء هبوطها   عن میم مرکزها بذات الاجرع

علقت بها ثاء الثقیل فاصبحت   بین المعالم والطلول الخضع

تبکی وقد ذکرت عهوداً بالحمی   بمدامع تهمی ولم تتقطع(۳)

وتظل ساجعة(۴) علی الدمن التی   درست بتکرار الریاح الاربع

اذ عاقها الشرک الکثیف وصدها   قفص عن الاوج الفسیح المرتع(۵)

حتی اذا قرب المسیر من الحمی   ودنا الرحیل الی الفضاء الاوسع

وغدت مخالفة(۶) لکل مخلف   عنها حلیف الترب غیر مشیع

رجعت(۷) وقد کشف الغطاء فابصرت   ما لیس یبصر بالعیون الهجع

وغدت تغنی(۸) فوق ذروة شاهق   والعلم یرفع کل من لم یرفع

---

(۱) فی دیوان ابن سینا مطبوعہ فی طہران وایضاً فی جلاء العینین و التشوقیات "تفجع" ۱۲ (۲) کذا فی التشوقیات وفی جلاء العینین و دیوان ابن سینا وما انست ۱۲

(۳) کذا فی جلاء العینین و دیوان ابن سینا وفی التشوقیات "ولما تقلع" ۱۲ (۴) فی دیوان ابن سینا "ساجمة" ۱۲

(۵) فی جلاء العینین المربع وفی دیوان ابن سینا "الاربع" ۱۲ (۶) فی دیوان "مفارقة" ۱۲

(۷) فی دیوان ابن سینا "سجعت" ۱۲ (۸) فی جلاء العینین و دیوان "تغرد" ۱۲

فلای شیءٍ اہبطت من موضعٍ ‏ سامٍ الی القعر الحضیض الاوضع[1]

ان کان اہبطها الالٰہ لحکمۃٍ ‏ طویت عن الفطن[2] اللبیب الاروع

فہبوطها ان کان ضربۃ لازبٍ ‏ لتکون سامعۃً لما لم تسمع

وتعود عالمۃ بکل خفیۃٍ ‏ فی العالمین فخرقها لم یرقع

وہی التی قطع الزمان طریقها ‏ حتی لقد غربت بغیر[3] المطلع

فکانها برق تألق بالحمیٰ ‏ ثم انطوی فکانہ لم یلمع

انعم برد جواب ما انا فاحصٌ ‏ عنہ فنار العلم ذات تشعشع

---

(۱) فی "جلاء العینین" من شامخٍ عالٍ الی قعر الحضیض الاوضع ۱۲

(۲) فی "دیوان" و"جلاء العینین" عن الفذ اللبیب ۱۲ ‏ (۳) فی "دیوان" بعین المطلع ۱۲

قصیدۃ عینیۃ

للشاہ رفیع الدین المحدث الدہلویؒ

قصیدۃ طویلۃ بدیعۃ طنّانۃ للشیخ المحقق
المحدث المتقن الصوفی الحکیم العارف العلامۃ الشاہ محمد
رفیع الدین بن حکیم الامۃ الشاہ احمد ولی اللہ الدہلوی رحمہما
اللہ تعالیٰ اجاب فیہا عن سوال الشیخ الرئیس عن حکمۃ ہبوط
النفوس الی الابدان، و ردّ علی ابن سینا و ابان ضعف
رأیہ وعدم بلوغ نظرہ الی الشرع المتین والی حکمۃ
اللہ تعالیٰ فی النوع الانسانی۔ (سوانح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجباً لشیخ فیلسوف المعی ... خفیت بعینیہ[1] منارۃ مشرع[ع]

ھلا تفطن ان بعث النفس فی ... الابدان ینشأ من مواطن شفع

منہا مواطن عامات الحکم او ... مختصۃ مترتبات الموقع

ولکلہا حکم وغایات بہا ... تستوجب التخصیص فی المتفرع

وجمیعہا للنفس غایات علی ... ان التفاوت بینہا لم امنع

لتغالب الامداد[2] فی تلک الانابیب ... التی فارت بغور ینبع

فلربما کان المحرک واحدا ... اجلی واولی بانتاب مفرع

وسواہ بین معاون ومقارن ... لولاہ انفکت عریٰ لم تجرع

فاعم غایات الوجود بروزنا ... فی روضۃ الامکان یدخل یرتعی

وشمول اطوار الوقوع مرادہ ... الا الذی قال "النظام" لہ درع

والجود یانف ان یسمی فاصلا ... عن سائل ہو مفصح فی عین عی

ویمن بالتکمیل حیث یمن با ... التکوین ان وسع الفضا التوسع

وقلیل اضرار لدیہ موثر ... ان کان بخلاً بخیر اذیع

(۱) فی جلاء العینین "لعینیہ" ۱۲ (۲) فی جلاء العینین "الاشداد" ۔ ذجمع شدد والمراد عالم العناصر واللہ اعلم ۱۲

ع تضمنت ہذہ القصیدۃ الجواب عن السوال المذکور بسبعۃ اوجہ، الاول بالنظر الی فیض القضاء، والثانی بالنظر الی فیض القدر، والثالث بالنظر الی صفات التشریع والکلام، والرابع بالنظر الی صفات التدبیر وحسن الانتظام، والخامس بالنظر الی اقتضاء النشأۃ الدنیا، والسادس بالنظر الی اقتضاء النشأۃ العقبیٰ، والسابع بالنظر الی طبائع النفوس انفسہا، وبعض ہذہ الوجوہ السبعۃ یشتمل علی عدۃ وجوہ جزئیۃ فی ضمنہا، فہذا تفصیل لقولہ فی مواطن شفع، واللہ سبحانہ اعلم واحکم ۱۲ من جلاء العینین

و لذلك الآلام و الآثام والآفات عن ابوابه لم يدفع

و عدادها شرا لديه انما ... هو حيث يدعو بانعدام الموجع

او كان يعدو بأسه فی لاصق ... وصلاحه اصلاح سلك ارصع

فاذا خلت عنه فتلك قباحة ... نسبية ما عنده بمشنع

وجميع ما يبلی بها فی اولها ... من صرمة درأت وجوه المشنع

والفيض لا يرضی تخلف ما به ... حفت دواعی كونه بالمجمع

كطوا فح الافلاك فی حركاتها ... ودروا شح الانواع فی المستنقع

و مدبرات فی معارج نزهة ... من صولة التاثير ذات تضلع

ونفوس انسان وجن انعمت[1] ... من همة نطفی شديدة مفزع

ولها سياق ينتقی[2] فرع عن الاصل الجليل الاوسع

وكفی كمالاً للفروع بانه ... يوفی لها[3] حق لاصل ابرع

و درايته تبع العناصر[4] يقتضی ... ان يرتقی عن كل وضع اوضع

فاذا اكتست من اعتدال خلعة ... جذبت لها نفسا لاجل تمتع

والنفس تسقط نحوها بتعشق ... لتناسب المعنی العديم المدفع

فتناسب المعنی يهيج ميلها ... للجسم لاسمع لما لم يسمع

كالطير يهوی ان رای فی فخه[5] ... حبًا ولا يدری مكيد الجندع[6]

---

(۱) فی جلاء العينين "ونفوس انسان وجن انعمت — من همة نطفی شديدة فزع" ۱۲

(۲) وفی جلاء العينين "ولها سياق ينتقی الجزئی عن الاصل الجليل المنتمر الاوسع" ۱۲ (۳) فی جلاء العينين "به" ۱۲

(۴) وفی جلاء العينين "ودراره فی الخلق دور يعتنی — تعمير ها عند الاله ارفع" ۱۲

(۵) الفخ المصيدة والجمع فخاخ بالكسر وفخوخ بالضم كذا فی مختار الصحاح ۱۲ سواتی (۶) فی جلاء العينين "ولا يدری مكيدة اخدع" ۱۲

و لقانصٍ فیہ منافع جمۃٌ — کالأکلِ او جلبٍ لمال ابیّع
فللبشہم فیہا عمارتہا ارتجیٰ — بصنائع الآلاف الف افرع
فی مطعمٍ او مشربٍ او ملبس — او مسکن او مرکب او مسمع
او منظرٍ او غیرہا من لذۃ — و صنوف آلات ذوات القعقع
و رقی و سحرٍ فیہ تسخیر للدواحِ — کرامٍ او غلاظ ضُنّع
و دفاتر فیہا علوم جمۃً — بشوارق الاسرار مثل المطلع
بتصرف فیہا و فی مولودہا — تحجرو حیوان و نبت مکرع؟
و کمالہا بتضرعٍ و تملّق — و تجاربٍ و تمارسٍ لم یقطع
و تعاونٍ لعلائق و حوائجٍ — مع دولۃ و سیاسۃ لم تردع
و قویً و اخلاق و آراء و لا — یحصیٰ تشعبہا لاجل تصوع
و تفاوۃ الدرجات و الاحوال فیہا حافل لہم الی مستمتع
فاذا رأت بأسًا عن المطلوب کرّت — و ہی ترغب فی جوار المبدع
و استصحبت منہا التراث فکانت — المرقاۃ لاستشرافہ فی المخدع
و لہا طریف العیش او کتلادۃ[1] — او حسرۃٍ من فعلہا المتضیع
و تقدم النفس المطیعۃ و العنیدۃ — کالمعدکمال نفس تُبّع
و کذا نفوس الضائعین فربّما — تقضی بقوۃ لاحق و تمنع
او لیس حَزّ نوابت الاغصان — للتشمیر من عادات قوم زُرّع
و الحر فی یوم یضعف فی غدہ — تسخین ضوء الشمس عند تقشع

(۱) فی جلاء العینین او مالوفہ ۱۲

وسواهما في الخلق دور يعتني ... تعميرها عند الاله الارفع

او ماترىٰ لو لم نكن في دارنا ... هذا اناس كان مثل البلقع

وانظر لكثرة اختلاف هواهم ... فيه اقاموا السيف للمتطلع

اوليس اسبغ ثم اطول مدةً ... للعيش من دنياك دار المرجع

فانظر بوسعتها وكثرة مابها ... من طيب لذات وهول مفظع

ولئن سمىٰ العرفان فيك تراهما ... ملكين قدراهما علىٰ الموضع

هل يرتضي جود الحكيم ليحرما ... متطلبين عن الغذاء المشبع

فمصائب ذابت بها لحيوتها ... طبخ لها للمضغ او لتجرع

وضروب اعمال عليها اعربت ... كتوابل مزجت لجودة منجع

ووفاتها من قوة جذابة ... بهما وترجح لاجترار المبلع

وشدائد لحقت بها بعد البلىٰ ... كالهضم يعرض في بطون الجوع

اوليس فيما يغتذي ما يستحيل ... باعين او ظفرة للاصبع

فلما هناك ذخائر للانبيا ... والصالحين وجميع اهل تطوع

ومنائح تعطى بايمان فافعال ... واحوال كصدق تخشع

وفضائح للاشقيا الضالين ... بجهلهم وعتوهم في المجلع

فكذا نصيب الساذجات ونيله ... من بعد استعدادها المتوقع

ومن اعظم الاجناد عند الله في ... عدد وفي عدو الى الجذم اودعي؟

جند الملئكة المتبرة طينةً ... الفاضلين الطائعين الخضع

معصومة ما اضمرت عصيانه ... مثل الجوارح تحت قلب الاشجع

لایسبقون مقالۃً بتفخیم — لایترکون الحرف مما قیل رع
ولہم عزائم نافذات مع قویٰ — متکاملات و العلوم الوسّع
وہم علیٰ زمرٍ منصروف الی — رحم و منہوم ببطش مصلقع
وموکل باقامۃ الانواع والآثار — فی عرفات بید الموسّع
ومقربون ہم قوائم عرش تد — بیرٍ ومیزاب الفیوض الترع
والذائقون لذائذ البرکات فی — انزالِ تسکینٍ علی المتضرّع
والخادمون ہیاکل الاسماء والمشروعۃ الاعمال للمطوّع
ومعلقون تکوّنوا من اَحرُفٍ — صدرت من القلب النظیف الاضرع
قدکان قطّ وافر من قدحہم — ما مد ایدیہم الیہ ولا سعی
فاراد تکمیلاً لہم خلافہم — ابداع نوع فی الخطوط موزع
واذا ہو الانسان من متخوضٍ — فی شدۃٍ او غیبۃ و مقصع؟
فیہم تجددت المشاغل بینہم — واثبتوا صنعًا لما لم یصنع
واستعملوا عمالہم بحکومۃ — العدل المہیمن للخطیب المصقع
قاموا علیہم حافظین وکاتبین — وشاہدین وشافعین کالاطمع
ومبشرین ومنعمین وناصرین وجالبین الرزق حسب المجذع
ومعذبین وخاذلین وممرضین وسالبین قوی الشدید الاصرع
ومفتشین دقائق الاعمال والنیات فی القلب الہلوع الاجزع
ومصورین ونافخی ارواحہم — القابضین لہا اَو اَنْ تقلع
والماسحین منازل العشاق — للرحمٰن اذ وقعوا کطیبر دُقع

والصاعدين الهابطين بكسبهم ‏ او روحهم او بالفضاء المهزع

وعلى الصغار المنقضين كمشفق ‏ يغذون تربية لهم كالمرضع

وبنوا مساكنهم واسقوا زرعهم ‏ ويعلمونهم اصول تشرع

وسواه مما يعلم الحذاق من ‏ اصحاب تحقيق وان لم اصدع

وكذاك هم يسعون عند معادهم ‏ في دار تنعيم ودار تجعجع

كرهوا على اقذارهم اخلالهم ‏ ما استنكفوا من ضلع او اجدع

فالناس قبلهم لاجل عبادة ‏ وشرائع لتقرب وترفع

وكدولة سمحت بها اقدارهم ‏ زانتهم لحبلى وعطر اقنع؟

ولاجله خروا لهم في سجدة ‏ بتملقات القانتين الركع

وباختلاف الناس فاز شئناتهم ‏ برداء صادٍ او غذاء الرضع

ولو انهم كانوا سوار ظلمت الا ‏ قوام منهم واجبين بمقدع

فيه يتم النعمة العظمى لهم ‏ ونجاتهم اسنى مقاصد ورع

ولربك الاعلى اليك تقادل ‏ ويجب اعذاراً لعذر المدعي

وجميع انفسنا هنالك لم تزل ‏ من حفظها عهد المحبة تدعي

وآثارها دون الحجاب ليبتلي ‏ ذا الصدق عن ذي الاختلاف الافدع

و[۱] اناخ فيهم انفسا مخطومة ‏ لزيارة اليفتين او لتشفع؟

ولهم بهم ربط متين النسج لا ‏ ينفك طول الدهر بالموت النعي

فتقر اعينهم ويكثر حزبهم ‏ بهم وحزنهم على المتصنع

---

(۱) وفی "جلاء العینین" واناخ فیهم انفسا مخطوفة ـ لزیادة تفتیش او لتشفع ۱۲

ولہٗ خطاب بالتلطف نحوہم | فی البسط اطنب من کتاب مشبع
ولئن تقل بنزولہا لتعدد | الا غراض لست عن الصواب بمہطع
مثل الہدایۃ والتکمل وانتہاء | الفضل و ابتدال ہتفنح؟
او طرد جان او لتکفیر الخطا | او سبق وعدو انتظار الافجع
اوخجلۃ منہ لتقصیر الی | ماییس مذکورا و ذا تجزع
فلہا ہناک مواقف وتکاثف | ومعاملات شرحہا لم یصدع
وحدیث ابلیس و آدم عبرۃ | لک ان تکن من ذی العیون الہجع
والفکر یرشدک المعارف جملۃ | ان کنت تنظر فیہ نظرۃ اصمع
ولہٗ تعالیٰ من صفات کمالہ | مایقتضی آثارہا بتنوع
اولیس عطلتہا وکف المشتہی | عنہا بشر ذی فساد اشنع
وہو الشدید البطش غفار الجفا | الشاکر المفضال لا فی المطمع
فاحب تجربۃ العباد بمستقیل | مذہب و بحسن مستوزع؟
ولجاحد متعنت و | لم ینہج التحذیر لیس بانفع؟
وحسابہم صنفا وشخصا مثل ما | فیہ ارتوار الظامیٔ المتجرع
وہو الخبیر بظاہر وضمائر | وبمستحق دون لب اللوذعی
فیحلہم حیث ارتمی مرکوزہم | وغدا فیبدی السر للمتتبع
فعسیٰ تراہم کالرقوم علی بساط | ذات الوان غرائب صنوع
او ضاعہا بتناسب وجہاتہا | بتقابل فی ضابط کمرصع
او مثل عد فی بیوت الوفق | کسِّر ثم سُیِّر فاستوی بتوزع؟

فلو انقلبت بواحد بطل النظام ولا یریٰ من لم یحط بموقع

ولعل ظنک فی طباع الانسان درور ہ فینا کسائر اضرع

کلا فذالک روضتہ کلیتہ کل الحقائق فیہ ذات تضوع

وکانہ للکون مراۃ من الاقصیٰ الی ادناہ اجمع اکتع

فلذا تریٰ فرداً کالآف من الافراد فی ای الکمال تتبع

وتریٰ نفوسا منہ شیطانیۃ او کالضواری اوبہائم رتع

وعلی سمات الوحش و الاطیار والحشرات لا ترتاب عند تتبع

وطباعہم کمعادن وفعالہم مثل النباتات بعد المقلع

وتریٰ بہ الاملاک فی طبقاتہا والدائرات مع الدراری اللمع

وتریٰ قلوباً مثل عرش اللہ فی حمل الحلی التم دون تبرقع

واللوح والکرسی حیث ذخائرہ للعلم او لطف وقہر مدقع؟

ولقد سمعت بان فی تصویرہ معنی یحاکی اللہ عند الاروع

فہو النموذج للالہ بما اقتضیٰ اصناف اثنیۃ لسیر ابدع

فاعرف لہذا النوع رفعۃ قدرہ فیہ استحق خلافۃ لم تخلع؟

واذا شممت من الحقیقۃ نفحۃ فاحرف صماخ القلب نحوی واسمع

لما اراد اللہ نشر کمالہ المطوی فی التوحید کالمتقنع

بدأ البریۃ بالمبادی العاقلات الواہبات الخیر ذات تبرع

واقام کلا مقام خطۃ شرف الجواہر والمعانی التبع

وکلہا وجہ الوصول بربہ علماً وحالاً مجتلی فی مدرع

فالحال توحید فحالیٌ لهٗ — ان یلیق داعیۃ التخلف لسفع؟

والعلم کشف احاطۃ للحسن والتنزیہ شوق ......؟

فجمال صانعہا علیہا باہر — ان نالہا طرف الیہ یرجع

حتیٰ انتہیٰ عند الطبیعۃ والہیولیٰ — فی فسادا ہمہا و تصدع؟

اما الہیولیٰ فہو امر غاسق — تتبلد وَاہی القوام فلا یعی

لاتستبد بذاتہا لفضیلۃ — وضعت لتقلب تحت ایدی الصنّع

محبوسۃ فی سجن استعدادہا — والقدس لایحکی لکشف مزمع

وکذا الطبیعۃ لاعتدالٍ بایَنَتْ — وتقومت بزاحمٍ مستدفع

واذا العناصر فی المزاج ترکبت — تبقی التفرق دائماً ان تسطع

ثم التراکیب التی حصلت بہا — متنافیات کلہا ان تجمع

اما نظام الخیر منہا فہو فی — نذرٍ من الاطوار نذر الموقع

وطریقہ تقنیدہا بالقدر والاوضاع والازمان دون مضیع

فاذا تعدیٰ واحد عن حدہ — نُہبا یصادف من ضعیف یصرع

وہما جمیعا شبہ میت صدنا — عن حیث یستجلی بنور افرع

من ینقطع لہما یریٰ دہریۃ — ترخی حجابات ثقال الخرع

ولذا توسلنا بہذا النوع کی — یتمتعا فی طاعۃ و تورع

تجلیات الحق والانوار من — ملأ علی افق العلو سمتدرع؟

ما مدہا الباری تعالیٰ شانہٗ — الا لیبرز بالکمال الاسنع؟

مالایطیق من البدائع نسلہٗ — وشفاہہ علنا بغیر مقرصع

ویجعل التخلیط بین شرورہا ویعیمہا و مشارفات الاشنع
مقیاس تمییز لہا مستوعبًا کیما تعد لموطن متتبع
وجوارہا بالنفس یعطیہا من الا صباغ قانون الجزاء الاینع
وتری بناحیۃ المثال علی شفا الدنیا من اوضاع النحوس المصع
ومن الدواہی والشرور تشجت ظلمار عن سنن الصواب کافدع
ہی للفساد خزانۃ جلابۃ وعلی عناد البرزات مذعذع
ونظیر مرأۃ تریک الشئ منکو سًا لاحکام صوادق نصّع
وکم من الادوار فی احشائہا ہو منذرٌ بفنائہا وتبضّع
ورسوخہا ونفوذہا یزداد من ہدٍ من الدار الدنیۃ مسرع
وہی التی بطنت جناحیہا علی جند الشیاطین اللیام الفقع
فاما ہذا النوع لما کان کالمرأۃ للمقدمات التّلع
مستجلبًا من ربہ اسمائہ طرًا ومشحونًا بہا بتوقع!
وخلیفۃ فی ملکہ مستنبطا لغوابر فیہ من المستودع؟
فیوم ما یأتی علی عقبیہ فی غیب و مرأًی فارغٍ او مفرع
لیکون مجموع العوالم وحدہ و مدار جود عمّ کل المبدع
استوجب التفریق فی افرادہ ضعیف الخیار وضیف قوم اسرع
منہم فریق لایزال محجبًا وجماعۃ ترکوا الصوب الاہمع
ولہ مع المعبود حذو جمیعہا درک لشانٍ خالصٍ بتضرع
فخیارہم لیجوا لصقع القدس من حیث استبانتہ ما ہنا بتضعضع؟

وتمسکوا بولایۃ الملک الودود — وعروۃ وثقیٰ بغیر تزعزع

و ذووالحجا بہم و بناہم — فی وہمہم جبوا وکبر مفجع؟

واستوکرت وہمائہا فیہم وصار — دخانہا الجلباب للمتدرع

اما الذین سحاب فضل اللہ زکاہم وہم اتباع قوم افوع؟

فہم کنظم الخیر نفعًا فی الحجاب — وبہجۃ لتدارء مستبشع

ہم کالذین عزوا عن الطرفین من — تصدیق حق او خیال مقذع

او کالذین وبیصہم متکدر — مصعود نقع من طباع اخنع

فالاولون الی الہیولیٰ امیل — والآخرون الی الطباع الاروع

اولیس فی خیر النظام نفائس — بالحرق تصلح او بدق المقمع

ووسائل ماہیئت الا لنفع — الغیر ما استوفت جلیل المنفع

والالف باللوعات دیدن عاشق — التعلب للحلیاء داب الابزع

فعلی طباق القوم جاہ و ما اقتنیٰ — منہ سوی قرب وفضل اشوع

ولئن دریت حیاتہا ومماتہا — والیٰ مَ نقلتہا بسیر مسرع

لعرفت ان النفس قبل حلولہا — بالجسم مثل البذر لما یذرع

والبذر مختلف القوام سلامۃ — وسوائہا من کل اوصاف تعی

وثمارہا متفاوۃ وصنوفہا — متکاثر من جنسہا المتنوع

وجمیع قوتہا بہا مکنونۃ — لا خالَ فوق خدودہا لتصنع(۱)

ماشانُہا الا شعور مجمل — بذواتہا والمبدأُ المترفع

وبما احاط بہا وشاکل لونہا — وجمیعہا بتوحید مستجمع

ایاک ان ترنی الیها شنخة ... بثغورها محن ان تحل بمرتع

فهناک للقضاء مطبعة ... کملائک لم تدر غیر تخضع

وتجاذب بین القوی ذاک الذی ... افضی بها الاحزان[1] حین تزعزع

وطباعها لایقتضی الا انتشار ... غصونها فی سبب تفرع

وتحل هاتیک القوی هی نسمة ... وجب لها یقوی کمثل البرقع

دَرکوبها من اضیمة بدرها ... وحدوثها عند[2] اختلاط الاربع

فیها استعدت للمعاد مخلدًا ... وبها الرحیل الی فضاء المرتع

وبها لها السلطان فی العقبیٰ علی ... استیفاء ما عن وصله لم تمنع

وهی المطیة للترقی فی الکمال ... وغیرها عن حده لم یرفع

فهبوطها فی الجسم سنخ کمالها ... ولو انه کالبارق المتلمع

وانظر لما تبتاب[3] فی عمرها ... من عبث[3] نعمی وضر موجع

تجد الامور بشعبتین فشعبة ... بالقصد والاخری کدفع المضجع

فاذا اتاها سانح لضرورة ... فالقلب لایهدا بغیر تطلع

بل لایزال یقوم فیها حاکمًا ... بقبوله او لفظه لتنشع

وله مراتب مثل فعل ناجز[4] ... او عزمة او هاجس لم یوقع

وله رضیً وتلذذ فی حکمه ... فیه یصیر کمثل ثوب مجزع

ونقوشها هی لاتزال تلازم ... الاشخاص مثل الندب لم یتقلع

(۱) فی "جلاء العینین" الافراح ۱۲ (۲) فی "جلاء العینین" من ۱۲

(۳) فی "جلاء العینین" وانظر لما تبلی به فی عمرها من عیشة نعمی وضر موجع ۱۲ (۴) فی "جلاء العینین" نافذ ۱۲

واشدها اثرا عقائد وظنت | ها للدوام وكالوعاء المترع

وجميع ما تلقى غدا تماثيل لها | ونتائج عن غرسها في المزرع

وجميع ما تيك القضايا اصلها | من خلقها وطباعها المنطبع

وعسى ترى الانسان في آرائه | مبتهجا عجبا ولو ذا المنجع

فاعرف بان الاشقياء اذا رأوا | باسًا بليغًا مقنطًا عن مفزع

فلهم اذا شان عجيب نحوه | سارت نفوسهم بكل تشجع

اما النفوس(۱) الخاليات فتنتهي | انوار نظرتها بغير تلفع

وبلوغها المساوي بغير تعمل | وسلامة عن جذب ايدي المنزع

ومقام ادلال على رب الورى | وفكاك اسير مثل ما للاخلع

والارتقاء بعجلة نحو الذي | هو للنفوس باسرها كالمنبع

والله ان يكشف عليك صميمها | ومن اين انعقدت لكنت بمقنع

او ما سمعت عناية الباري اقتضت | كل الطبائع من دفور تشعشع

فهناك فاضت كلها معقولة | قامت به ازلا بغير تكعكع

لا يدخل التعليل في تحديدها | وكذا اقتران لوازم لم تنزع

وقيامها ما كان شبه عوارض | بل كاندراج الضوء في المتشعشع

فله مراتب في القضاء تباينت | وتوحدت فيه بفرط تصنع

فالعارفون يرونها اظلال | اسماء على اعلى المدارج سطع

فتعاورت ايدي العقول نظامها | حتى استقلت كالنجوم الطلع

(۱) في "جلاء العينين" اما نفوس الساذجين فتنتهي - انوار نظرتها بغير تلفع ۱۲

تلقی علی لوح النفوس شعاعہا ۔۔۔ فحکی المرائی کل سرٍ مودع
فتشعبت آثارہا و ترکبت ۔۔۔ احکامہا فبدا الشخوص باجمع
وتمیزت اعیانہا بجمیع ما ۔۔۔ تزتادہ ابدًا بغیر المقطع
ولہا الہیولیٰ مثل شمعۃ خاتم ۔۔۔ ارأیتہا انتقشت بما لم یطبع
وہل الکمال سوی تحصل ما انطوی ۔۔۔ فیہا و کان لہٗ الطباع کمولع
فکمال انواع بدت و صنوفہا ۔۔۔ لاریب لیس یفوت عند تمزع
ان یکن فرد علی ذاک الکمال ۔۔۔ کمثل اعمیٰ لیس یسمع اقطع
دکمالہ الشخصی لیس بفائتٍ ۔۔۔ قطعًا و ان یطرب لہٗ او یجزع
و الزجز والتحریض فی ادیانہم ۔۔۔ لدقیقۃٍ فی الناس اجمع ابصع
فیسوق کلا نحو ما فی جذرہٖ ۔۔۔ من فسق عاصٍ و اتقاءِ الاطوع
واذا انتہیتُ الی ہنا فالصمت لی ۔۔۔ احری فلیست قوۃ الشعرا معی
وہل اللسان بنشر دقائقٍ ۔۔۔ فی صنع ربٍ قاہرٍ متمتع
لا تنکرن علیَّ حیث وجدتنی ۔۔۔ لاصولٍ مشائیۃٍ لم اتبع
فالحق اعظم ان یحاز بمسلکٍ ۔۔۔ و مرادنا الحق الذی فینازعی
فالشیخ قیّد نفسہٗ و دہائہ ۔۔۔ بعقال فنٍ واحدٍ کالاظلع

ثم الصلوٰۃ علی النبی و آلہ
والحمد للہادی الرفیع الانفع

قصیدۃ

فی معرفۃ النفس

لاحمد شوقی امیر الشعراء فی القرن العشرین
(القرن الرابع عشر)

تأثر من قصيدة الشيخ الرئيس ابن سينا الذی عجز عن
درك حقيقة النفس فسأل عن وجه هبوطها الى الابدان وشوقی
شاعر جدید له شعور دقيق وذوق لطيف ومس بالفلسفة الاجتماعية
والعمرانيات والسياسة والاخلاق والمذهب تصور النفس وغموضها
حسب شعوره الشعری فابان خياله -

ومهما كان الرجل فيلسوفا عبقريا اوشاعراً مجيداً لا يرتقی
فی درك حقيقة النفس سوی انها سر الهی به قوام الانسان و
عظمته وكلما هم لكشف القناع يزداد غموضها بحثاً وتدقيقاً مع قرب
صلة النفس بالانسان الحقنا هذه القصيدة الى قصيدة الشاه
رفيع الدين لمناسبة نفس الموضوع ولبعض الفوائد المتوقعة
والله الموفق الى الصواب -　　　　(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقد قال المقتطف فی الشاعرین (ابن سینا و شوقی) بعد کلام طویل "والاثنان جریا مجری افلاطون فی حسبان النفس روحا کانت عند الخالق، ثم ہبطت و دخلت جسم الانسان الا ان افلاطون تصورہا فرسا مجنحۃ، غذاؤہا الجمال والحکمۃ والصلاح، فلما ہبطت فقدت جناحیہا و دخلت جسم الانسان، و الفلاسفۃ یشعرون بشئ لا یستطیعون معرفتہ ویصفونہ کما یتصورونہ ویجاریہم الشعراء فی التصور و یفوقونہم فی الوصف"

ضُمّی قناعک یا سعادُ او ارفعی	ہذی المحاسنُ ما خُلِقن لبُرقع[1]
الضاحیاتُ الضاحکاتُ و دونہا	سِترُ الجلال وبعد شاؤ المطلعِ[2]
یا دُمیۃً لا یُستزاد جمالُہا	زیدیہ حُسنَ المحسِن المتبرّعِ
ماذا علی سلطانہ من وقفۃٍ	للضارعین و عَطفۃٍ للخُشّعِ
بل ما یضرُّکِ لو سمحتِ بجلوۃٍ	ان العروسَ کثیرۃُ المتطلّعِ
لیس الحجابُ لمن یعزّ منالُہ	ان الحجابَ لہیّنٍ لم یمنعِ
انتِ التی اتّخذ الجمالُ لعزّہ	من مَظہرٍ ولسرّہ من موضعِ[3]
وہو الصَّناعُ[4] یصوغ کلَّ دقیقۃٍ	وادقّ منکِ بنانُہ لم تصنعِ
لمسَتکِ راحتُہ و مسّکِ روحُہ	فأتی البدیعُ علی مثالِ المبدِعِ

(۱) الخطاب للنفس خاطبہا کما یخاطبہا فیلسوف علم بدأہا وبحث عن حقیقتہا فرآہا تزید غموضا کلما ازداد بحثا مع انہا اقرب ما یکون الیہ ۔

(۲) الضاحیاتُ الظاہرۃ البارزۃ وصف بہا محاسن النفس وقال انہا مع ذلک مطلعہا بعید وجلالہا مستور ۔

(۳) (من) زائدۃ والمعنی ان النفس اتخذہا الجمال مظہراً لعزہ وموضعاً لسرہ ۔

(۴) الصناع ۔ الماہر فی الصناعۃ ۔

اللّٰہَ فی الاحبار من منہالکِ ... نضوٍ ومہتوکِ المسُوحِ مصرّعٖ[1]

من کلّ غاوٍ فی طویّۃٍ راشدٍ ... عاصی الظواہر فی سریرۃ مُطِیع

یتوہّجون و یطفأون کانہم ... سُرُجٌ بمعترکِ الرّیاحِ الاربع

علِموا فضاق بہم وشقّ طریقہم ... والجاہلون علی الطریق المَہْیَع

ذہب (ابن سینا) لم یفُز بک ساعۃً ... وتولت الحکماء لم تتمتّع

ہذا مقامُ کلّ عبدٍ دونہٗ ... شمسِ النہار بمثلہ لم تطلُع

(محمد) لک و (المسیح) ترجّلا ... وترجلت شمسِ النہار (یوشع)[2]

مابال (احمد) عیَّ عنکِ بیانُہٗ ... بل ما (لعیسی) لم یقُل اویدّع

ولسانُ (موسیٰ) انحل الاعقدۃً ... من جانبیک عِلاجُہا لم ینجع

لما حللتِ (بآدم) حلّ الحُبیٰ ... ومشی علی الملاء السجود الرُّکّع[3]

واری النبوّۃَ فی ذراک تکرّمت ... فی (یوسف) وتکلمت فی المُرضَع[4]

وسقت (قریش) علی لسان (محمد) ... بالبابلی من البیان الممتع[5]

ومشت (بموسی) فی الظلام ... وحدثتہ فی قلل الجبال اللّمّع[6]

(۱) نصب اسم الجلالۃ علی الاستغاثۃ والکلام فی الابیات الخمسۃ بعدہ وصف لما عاناہ الاحبار والفلاسفۃ من البحث عن حقیقۃ النفس فشق طریقہم کلما زادوا بحثاً، اما الجاہلون ففی راحۃ سائرون فی المہیع ای الطریق الواسع البین ۱۲

(۲) الضمیر فی لک یرجع الی النفس اراد بہا الجوہر الالٰہی ۱۲

(۳) حل الحبا نہض والمقصود ہنا تقدیس الروح العالی الذی نفخ اللّٰہ فی آدم ۱۲

(۴) اراد بیوسف یوسف الصدیق لما عف وتکرم وان النفس بلغت فیہ الکمال واراد بالمرضع السید المسیح ۱۲

(۵) اراد بالبابلی السحر اشارۃ الی قولہ (ان من البیان لسحراً) ۱۲

(۶) اشارۃ الی الحقیقۃ الملتہبۃ ۱۲

حتی اذا طویت ورثت خلالہا | رُفِع الرحیقُ و سِرُّہ لم یُرفع[1]
قسمت منازلک الحظوظ فمنزلاً | اترعنَ منک و منزلاً لم تترع
وخلیّۃً بالنخل منک عمیرۃ | وخلیّۃ معمورۃ (بالتبع[2])
وحظیرۃ قد اُودِعت غرر الدمیٰ | وحظیرۃ محرومۃ لم تودَع[3]
نظر (الرئیس) الی کمالک نظرۃً | لم تخلُ من بصر اللبیب الاروع
فرآہ منزلۃ تعترض دونہا | قِصرُ الحیاۃ وحال وشک المصرع
لولا کمالک فی (الرئیس) ومثلہ | لم تحسُن الدنیا و لم تترعرع[4]
اللہُ ثبت ارضہ بدعائم | ہم حائطُ الدنیا ورکنُ المجمع
لو ان کلّ اخی یراع بالغٌ | شأو (الرئیس) وکلّ صاحب مبضع
ذہب الکمال سُدیً وضاع محلہ | فی العالم المتفاوت المتنوع

★
★ ★

یانفسُ مثلَ الشمسِ انتِ اشعّۃً | فی عامرٍ واشعّۃ فی بلقع
فاذا طوی اللہ النہار تراجعت | شتّی الاشعّۃِ فالتقت فی المرجع
لما نعیتِ الی المنازل غودرت | دکّا ومثلک فی المنازل مانُعی
ضجّت علیک معالماً ومعاہداً | وبکت فرافک بالدموع الہمّع[5]

(۱) فاعل طویت یعود الی النبوۃ و الخلال الصفات و المزایا التی یبقی اثرہا کما یبقی اثر الخمر لعبد ما تزول ۱۲

(۲) التبع - اعاظم النخل اراد بہا ملکاتہ ۱۲

(۳) الدمی - الصور او تماثیل الجمیلۃ - اشار بہا فی الابیات الثلاثۃ المتقدمۃ الی تفاوت النفوس فی الناس ۱۲

(۴) ای لولا کبار النفوس لما ارتقی العالم وصلحت الانام ، والمقصود من الکمال ہنا بلوغ النفس الکمال فی النبوۃ او ما یقرب من الکمال فی بعض العبقریین من الناس و الرئیس منہم ۱۲

(باقی برصفحہ ۱۴۴)

آذنتها بنوىً فقالت ليت لم | تصل الحبال وليتها لم تقطع
ورداء جثمانٍ لبست مُرقّم | بيد الشباب على المشيب مرقّع
كم بنتِ وكم خفيتِ كانهٗ | ثوبُ المثّل او لباس المرقّع (۱)
اَسئمتِ من ديباجه فنزعته | والخزُّ اكفانٌ اذا لم ينزع
فزعت وما خفيت عليها غايةٌ | لكنّ من يرد القيامة يفزع (۲)
ضرعت باد معها اليك وماذرت | ان السفينة اقلعت فى الادمع
انتِ الوفيّة لا الذمام لديك مذ | مومٌ ولا عهد الهوى بمضيّع
ازمعت فانهلّت دموعك رقّةً | ولو استطعت اقامةً لم تزمعى

بان الاحبّةُ يوم بينك كلّهم
وذهبتِ بالماضى وبالمتوقّع

(بقيه حاشيه ص ۱۴۳)

(۵) فاعل ضجت عائد الى المنازل اى الاجسام، ومعالم ومعاہد منصوبتان على التميز، اراد بالمعالم ذوى النفوس الصغيرة والمعاہد ذوى النفوس الكبيرة ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(۱) المرقع - الكرنغال الذى يلبس الناس فيه ثيابا مزوقة ۱۲

(۲) فزعت - ناہبت او تجارت، والضمير عائد الى الاجسام، واراد بالقيامة ساعة الموت ۱۲

تخمیس

للشاہ رفیع الدینؒ علی قصیدۃ والدہؒ

فی حقیقۃ النفس

نظم الشاہ رفیع الدینؒ فی هذہ القصیدۃ ان الوجود هبط من المحل
الارفع (من اللاهوت) وکان فی هویۃ الغیب علی الاطلاق، واکتسی نسبۃ علمیۃ
وصار لازماً لحقیقۃ الفضوی کنسبۃ الزوج الی الاربع وتشعبت الحقائق من موطن
ثان (ای التنزل) واکتست کسوۃ الاعراض، ثم تنزلت بشؤن هی کثرۃ فی الظاہر
وفی نفس الامر وحدۃ - وای انہ امر واحد بید ورشهادۃ وبرزخنا -
وکمال النفس التشخصی یؤتی لها فی الدنیا والقبر والمحشر والجنۃ وترقی
الی اعلی مدارج السعادۃ - لاکما ظن الفیلسوف انها کانت کاملۃ من جمیع
الوجوہ هبطت من المحل الارفع وما کانت ترید الاقامۃ ههنا الا برهۃ من
الزمان ثم استقرت بالمکان البلقع ۔
بل فی ابداع النفس وابرازها من اللاهوت وتقلیبها حکمۃ الصانع جلّ
مجدہ - لا یعلمها الا اللہ والحکماء الراسخون -
(سواتی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سال الحکیم عن النفوس الرضّع ... وقعت فطارت لم تفز بالمطمع
فاجبتُ الکشفُ سرّہا عن منبع ... ہبط الوجود من المحلّ الارفع
مستدرجًا بتجنّس و تنوّع

قد جلّ فی اطلاق غیب ہویّۃ ... عن وصمۃ التقیید فی انیّۃ
حتی اکتسی من نسبۃٍ علمیّۃ ... لزمت حقائق اوّلا لحقیقۃ
قصوی کمال الزوج عند الاربع

فہناک کل کان اسما سامیا ... عن کسوۃ التخلیط خلوًا عاریا
لصنوف آثار التمثل حاویا ... ثم اکتست تلک الحقائق ثانیا
بحقائق الاعراض کالمتقنع

فی اللوح قد ظلت تظل بجملۃ ... مما اسکنّ بروزہا فی وحدۃٍ
من کل معنی تقتضیہ وصورۃ ... ثم استقرت کلہا بہویّۃ
فیہا تشخصت الشیون بجمع

ادفت بہا الناسوت حدًا حاصرًا ... و تجر الآثار فعلاً حاضرا؟
ما قد حوتہ وافرًا او قاصرًا ... منکشرًا تلک الحقائق ظاہرًا
متوحدًا عند اللبیب الاروع

فیدور امرٌ واحد فی دورہٖ ... بشہادۃٍ او برزخٍ او غیبۃٍ
وقیام عین او تلاحق ہیئۃ ... و بنفس عقد جامع لمشتتۃ

والنفس باطن جثۃ المتجمع

دکمالہا الشخصی یوفی بتۃ دنیاً و قبراً محشراً او جنۃ

ونری لہ نوعاً و صنفاً وسعۃ اتظنہا رأت الاقامۃ برہۃ

ثم استقرت بالدیار البلقع

او فانہا امر نرصص اسّہ اتری الحکیم البرسوّغ بوسہ

کلا فان الوہم نکس رائسہ اتظن ان الشئ یکرہ نفسہ

ہیہات ذاک من المحال الاشنع
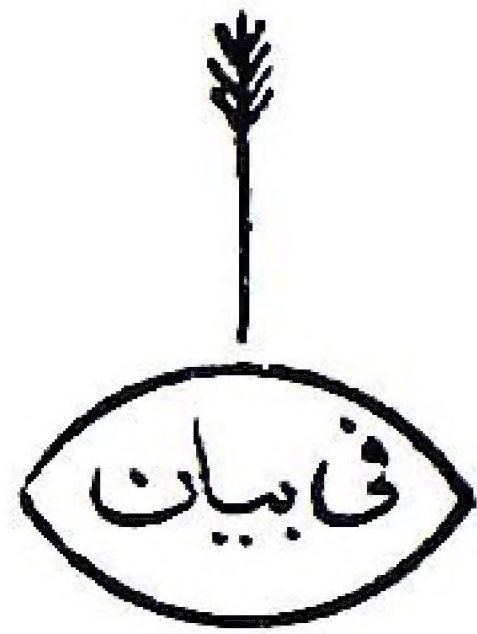
قصیدة

للشاہ رفیع الدینؒ

فی بیان

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رقیقة الالفاظ، دقیقة المعانی، فیها تلمیحات واشارات الی وقعة المعراج الجسمانی وکوائف هامة تتعلق بتلک السفرة المبارکة، وبیان فضائل سیدنا ومولانا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وظهور فطرته السلیمة، ومکالمته مع الکلیم، وتخلف روح الامین عند سدرة، ووصوله الی مقام القرب، وما کساه اللّٰه تعالی فی مقام القرب من اشعة ذاته، و رؤیته بعینی نوره واعطاه اللّٰه دین الفطرة وغیره من نعم جلائل ما لها عد ولا حد، وفنائه فی ذاته وبقائه به

(سوانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا "احمد المختار" یا زین الوریٰ
یا خاتم الرسل ما اعلاکا

یا کاشف الدعاء من مستنجد
یا منجیٔ فی الحشر ما والاکا

ہل کان غیرک فی الانام من ستویٰ
فوق "البراق" وجاوز الافلاکا

واستمسک "الروح الامین" رکابہ
فی سیرہ واستخدم الاملاکا

عرضتک لک الدنیا و داعی ملۃ
نسجت بنغنک طامعین رداکا؟

فرددتہم فی خیبۃ عن قصدہم
اللہ صانک عنہم و دفاکا

واخترت من لبن و خمر فطرۃً
الاسلام بالہدیٰ الیہ ہداکا

قعدت لک الرسل العظام ترقباً
فعلوت مغبوطاً لہم مسراکا

واممتہم فی القدس بعد تجاوزہ
منہم بامر اللہ اذ ولاکا

و بکی "الکلیم" لما راک علوتہ
وتنافسوک یحق فیہم ذاکا!

وتزینت حور الجنان بشاشۃً
بک سیدی شوقاً الی لقیاکا

خلفت "روح القدس" عند السدرۃ
القصوی یخاف من الجلال ملاکا؟

ادناک ربک فی منازل قربۃ
جلّی لک الاکوان ثم حیاکا

واتم نعمتہ علیک فلم تسل
ان تؤثر الارفاق و الاملاکا؟

القی الیک کنوز اسرار سمت
عن حیطۃ الافہام اذ ناجاکا

وسالت فینا العفو منہ شفاعۃً
فاجاب ربک قد وہبت مناکا

حتی اذا تم الدنو فسترت
منک ہویتہ فی سنا مولاکا؟

فرأیتہ جہراً بعینی نورہ ... ما کان الا اللہ فی مجلاکا

فکساک نوراً من اشعۃ ذاتہ ... اغناک عنک اذابہ ابقاکا

فلک المناصب والسیادۃ فی الوریٰ ... وخلافۃ الرحمٰن یا بشراکا

جعلت لک الاقدار والانوار ... الجنات والنیران فی مرآکا

اعطاک تخفیفاً وتیسیراً الی ... دینٍ قویمٍ محکمٍ لقراکا

وسواہ من نعم جلائل مالہا ... عدٌّ وحدٌّ ینتہی او لاکا

فرحت مسرورا بہا فی الجنۃ ... وجمیع خلق اللہ قد ہنّاکا

اجریت دین اللہ بعد لقبولہ؟ ... ومحوت راس الجہل والاشراکا؟

فلقد اتیتک سیدی مستجدیا ... من سیبک المدرارِ حسن ولاکا

یا لیتنی قد فزت منک بنظرۃٍ ... فی بدر وجہٍ نوّر الاملاکا